تھدید اللعبین

اردو ترجمہ

تنبیہ الغافلین

حصہ دوم

مصنف
امام ابو الفقیہ ابو اللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی

مترجم
ابو ثوبان حکیم محمد اسد اللہ اسد

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

تہدید اللاعبین

تنبیہ الغافلین

جلد دوئم

مصنف

امام ابوالجعفر ابواللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابو ثوبان سید محمد اسد اللہ اسد

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

نام کتاب	———	تنبیہ الغافلین (جلد دوم)
مصنف	———	فقیہ ابو اللیث ثمرقندی علیہ الرحمۃ
مترجم	———	ابو ثوبان سیّد محمد اسد اللہ اسد
تعداد	———	600
اشاعت	———	دسمبر ۲۰۰۵ء
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	———	شبیر برادرز لاہور
قیمت	———	
قیمت	———	

ملنے کے پتے

ادارہ پیغام القرآن

زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

فہرست تنبیہ الغافلین

(جلد دوم)

باب ۳۸

فضائل ماہ رمضان المبارک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ استقبال ماہ رمضان کیلئے جنت کو پورا سال آراستہ کیا جاتا ہے۔ جب رمضان المبارک کی پہلی شب ہوتی ہے عرش کے نیچے سے ہوا کے جھونکے آتے ہیں جسے "مثیرہ" کہا جاتا ہے۔ اس ہوا کے جھونکوں سے جنتی درختوں کے پتے اور جنت کے دروازوں کے پٹ آپس میں ٹکراتے ہیں تو ایسی دلکش آواز پیدا ہوتی ہے جس سے سریلی آواز کسی سننے والے نے کبھی نہ سنی ہو پھر جنت کے بالا خانوں پر کھڑے ہو کر حور العین آوازیں دیتی ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی خاطر ہمارے عقد میں بندھنے کیلئے کوئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کردے پھر رضوان جنت سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے اے حسن و جمال والیو! یہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی شب ہے۔

اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو حکم دیتا ہے، اے رضوان جنت: امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے روزہ داروں کیلئے جنت کے دروازے کھول دو۔

اے مالک جہنم: امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں سے روزداروں پر جہنم کے دروازے بند کردو۔

اے جبرائیل: زمین پر چلے جاؤں، سرکش شیطانوں کو بیڑیاں ڈال دو، زنجیروں میں جکڑ دو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں اٹھا پھینکو تاکہ میرے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر

روزوں کے حوالے سے فساد پیدا نہ کر سکیں۔

اللہ جل شانہ ماہ رمضان المبارک کی ہر شب کو تین مرتبہ یہ آواز دیتا ہے کہ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کے سوال کے مطابق میں اسے عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کرلوں؟ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کے گناہوں پر قلم عفو پھیر دوں؟

پھر اللہ تعالیٰ آواز دیتا ہے کون ہے جو اس ہستی کو قرض دے جس کے بھرے خزانوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی اور جو پورا پورا عطا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان المبارک کے ہر ہر دن میں افطاری کے وقت دس لاکھ ایسے لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے۔ جب جمعۃ المبارک کا دن اور جمعہ کی رات آتی ہے تو ان کی ہر ساعت میں دس لاکھ جہنمیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ جب ماہ رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو اس دن میں امت مصطفیٰ ﷺ کے اتنے گنہگاروں کی بخشش فرما دیتا ہے جتنے مہینہ کے شروع سے لے کر آخر تک جہنم سے آزاد کیے ہوئے ہوتے ہیں۔

جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم دیتا ہے۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں سبز جھنڈے لے کر زمین پر آتے ہیں ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ ان میں سے دو پروں کو شب قدر میں پھیلاتا ہے تو شرق وغرب اس کے دو پروں کے نیچے آجاتے ہیں پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ملائکہ کو کہتے ہیں اس امت کے ہر قیام کرنے والے، تعوذ کرنے والے، نماز پڑھنے والے، ذکر کرنے والے کو سلام کرو۔ ان سے مصافحہ کرو، ان کی دعاؤں پر آمین کہو۔ طلوع فجر تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب سپیدہ سحر طلوع ہوتا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ندا دیتے ہیں اے ملائکہ کے گروہ: کوچ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ فرشتے کہتے ہیں اے جبرائیل: اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ ﷺ میں سے مومنوں کے ساتھ کیا کیا؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جواباً

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر رحمت فرمائی۔ انہیں معاف فرما دیا ہے اور ان کی بخشش و مغفرت فرما دی ہے لیکن چار قسم کے لوگوں پر نہ تو نظر رحمت فرمائی اور نہ ہی ان کیلئے بخشش و مغفرت کا پروانہ جاری ہوا۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں شرابی، والدین کا نافرمان، صلہ رحمی سے منہ موڑنے والا اور اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہنے والا۔

جب عید الفطر کی پہلی شب آتی ہے جسے ''لیلۃ الجائزہ'' کہا جاتا ہے اس شب کے گزرنے پر عید الفطر کی صبح کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ روئے زمین کے ہر شہر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بازاروں کے کونوں میں کھڑے ہو کر آواز لگاتے ہیں جنہیں جن و انس کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے۔ اے امت محمد ﷺ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں چلو وہ تمہیں اجر عظیم اور بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کا مژدہ جانفزا سنانے والا ہے۔ جب امت مصطفیٰ ﷺ عید گاہوں میں جمع ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے اے فرشتو! مزدور جب اپنا کام مکمل کر لے تو مزدور کی جزا کیا ہونی چاہیے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہمارا آقا و مولیٰ اس کی جزا یہ ہونی چاہئے کہ اس کو پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتوں تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ماہ رمضان المبارک میں ان کے روزوں پر اپنی خوشنودی اور بخشش کا صلہ انہیں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت و جلال کی قسم دین و دنیا کے اعتبار سے جو بھی آج تم مجھ سے مانگو گے میں تمہیں بالضرور عطا کروں گا۔

ماہ رمضان کی پانچ خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کو رمضان میں پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو ان سے قبل کسی اُمت کو عطا نہیں کی گئیں۔

۱۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

۲۔ رمضان المبارک میں افطاری تک فرشتے میری امت کیلئے بخشش کی دعا مانگتے رہتے

ہیں۔

۳۔ رمضان المبارک میں سرکش شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے وہ پھر اس طرح قابو نہیں پاسکتے جس طرح رمضان المبارک کے علاوہ قابو پاتے ہیں۔

۴۔ ہر روز میری امت کیلئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتا ہے بہت جلد میرے نیک وصالح بندے اپنے آپ سے مصیبتوں اور مشقتوں کا بوجھ اتار کر تیرے پاس پہنچ جائیں گے۔

۵۔ ماہ رمضان المبارک کی آخری شب ان کی بخشش کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا وہ لیلۃ القدر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ کام کرنے والا جب اپنا کام مکمل کر لے تو اسے اس کا اجر پورا پورا دیا جاتا ہے۔

ماہ رمضان کی برکات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس وہ ماہ مبارک آ رہا ہے جس کے روزوں کو تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں تم پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیطانوں کو مقید کر دیا جاتا ہے، اس ماہ مبارک میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے ایک ماہ رمضان سے دوسرے ماہ رمضان المبارک تک، حج سے حج تک، جمعۃ المبارک سے جمعۃ المبارک تک اور ایک نماز سے دوسری نماز تک کبیرہ گناہوں سے احتراز کیا جائے تو صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

جب ماہ رمضان المبارک شروع ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے خوش آمدید ہمیں پاک وصاف کرنے والے سارے کا سارا ماہ رمضان المبارک بھلائی ہی بھلائی ہے۔ دن کو روزہ اور راتوں کو قیام ہے۔ اس میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ایمان اور

حصول ثواب کی نیت سے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ابن آدم جو بھی عمل کرتا ہے اس کا ثواب دس گنا سے ستر گنا تک بڑھا دیتا ہوں، سوائے روزہ کے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں کہ وہ کھانا، پینا اور خواہشات نفسانی میرے لئے ترک کرتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے، روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک افطاری کے وقت اور ایک میدان حشر میں اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔

شعبان کا آخری خطبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شعبان المعظم کے آخری دن حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! تم پر ایک بڑا ہی بابرکت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس ماہ مبارک میں شب قدر ہے جس شب کی عبادت ہزار ہا مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اس ماہ مبارک کے روزوں کو اللہ کریم نے فرض کیا ہے۔ اس کی راتوں میں قیام کو نفل بنایا ہے جو شخص اس میں ایک نفلی نیکی کرے تو گویا اور مہینوں میں فرض ادا کرنے کی طرح ہے اور جو اس ماہ مبارک میں فرض ادا کرے تو اس کا ثواب اور مہینوں میں ستر فرائض ادا کرنے جتنا ہے۔ یہ ماہ مبارک ماہ صبر ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غمخواری کا مہینہ ہے۔ اس میں مومنوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کیلئے ایک گردن آزاد کرنے کا اجر ہے اور گناہوں کی بخشش کی خوشخبری ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم میں سے ہر ایک کے بس میں نہیں کہ روزہ دار کا روزہ افطار کراسکیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اعزاز ہر اس شخص کیلئے ہے جو کسی روزہ دار کو دودھ کی لسی، ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے ہی روزہ افطار کرادے۔ جس نے روزہ دار کو سیر کرایا اس کیلئے اس کے گناہوں کی بخشش ہے۔ اسے اس کا رب میرے حوض کوثر سے سیراب کرے گا۔ پھر وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے اور افطار کرانے والے کیلئے روزہ دار جتنا ہی ثواب ہے اور روزہ دار کے

ثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اس ماہ مبارک کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانہ مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے جو شخص اپنے غلام سے نرمی برتے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے آزادی عطا فرمادے گا۔

روزہ داروں کیلئے اعزاز

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزہ کے دوران (لغو کلام سے) خاموش رہا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا، اس کے حلال کو حلال، حرام کو حرام جانا، کسی فحش اور بے حیائی کا مرتکب نہ ہوا ایسے شخص کے گناہ رمضان المبارک ختم ہوتے ہی بخش دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کیلئے اس کی ہر تسبیح و تہلیل کے بدلے جنت میں سبز زمرد کا ایک محل تعمیر کرنے کا حکم دے دیتا ہے جس کے وسط میں سرخ یاقوت ہوتے ہیں۔ ان یاقوت کے وسط میں موتیوں سے جڑا ایک خیمہ ہوگا جس میں سونے کے کنگن پہنے ایک حور بیٹھی ہوگی سونے کے کنگن کے کنارے سرخ یاقوت کے ہوں گے جن کی چمک زمین کو روشن کردے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ ماہ رمضان المبارک قریب آچکا تھا۔ اگر بندوں کو علم ہو جائے کہ رمضان المبارک میں کس قدر برکات ہیں تو میری امت اس کی تمنا کرے گی کہ پورا سال ہی روزے ہوں۔

قبیلہ بنو خزاعہ کے ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں رمضان المبارک کے بارے کچھ بتائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک کیلئے پورا سال جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تب عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنتی درختوں کے پتے پھڑ پھڑاتے ہیں۔ حوریں اس کی طرف دیکھ کر کہتی ہے الٰہ العالمین: اس ماہ مبارک میں اپنے بندوں میں سے ہمارے شوہر مقرر کر دے کہ جن سے ہماری آنکھوں کو تسکین ہو اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈک محسوس کریں۔

جس شخص نے بھی رمضان المبارک کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ موتیوں سے جڑے ہوئے

خیمہ میں بیٹھی دو حوروں سے اس کی شادی کر دیتا ہے جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے کہ

حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ — یہ حوریں پردہ دار خیموں میں

(الرحمٰن: ۷۲)

ہر حور پر مختلف رنگ کی ستر پوشاکیں ہوں گی اور ہر حور کیلئے موتیوں سے جڑا سرخ یاقوت کا تخت ہوگا، ہر تخت پر استبرق کے ستر بچھونے ہوں گے، ہر حور کیلئے ستر باندیاں۔ یہ تو رمضان المبارک کے ہر دن کے روزے کی جزا ہے باقی نیک اعمال کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا رجب میری امت کا مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت دوسرے مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح میری امت کی فضیلت دوسری امتوں پر، شعبان میرا مہینہ ہے اس کی فضیلت دوسرے مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت دوسرں انبیاء کرام علیہم السلام پر، رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت تمام مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔

شب قدر کی تلاش

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے دیکھا تو لوگ آپس میں ایک دوسرے پر لعن طعن کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کے بارے خبر دینے آیا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ تم اس پر بھروسہ کر بیٹھو گے بہتر ہے کہ تم اسے آخری عشرے کی بقیہ نویں رات میں سے تلاش کرو، بقیہ ساتویں رات میں تلاش کرو، بقیہ پانچویں، بقیہ تیسری، بقیہ آخری رات میں تلاش کرو۔ اس کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ یہ شب صاف وشفاف اور روشن ہوتی ہے نہ گرم نہ سرد۔ اس صبح کو طلوع ہونے والا سورج بغیر شعاعوں کے ہوتا ہے جس نے حصول ثواب اور ایمان سے اس رات میں قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیتا ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے قیام لیل اور دن کے روزوں میں ایمان و احتساب کی شرط عائد کی ہے۔ ایمان سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں میں تصدیق اور یقین کامل کرنا جن پر اللہ تعالیٰ نے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے

اور احتساب سے مراد یہ ہے کہ خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ ہونا جب بندہ ثواب اور حضور نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ فضیلت کو پانے کا ارادہ کر لے تو اس کیلئے لازم ہے کہ وہ اس ماہ مبارک میں عزت و حرمت کا پورا پورا حق ادا کرے اس کی حرمت اس طرح ہوگی کہ زبان کو جھوٹ، غیبت اور یاوہ گوئی سے محفوظ رکھے، اعضا کو گناہوں اور لغزشوں سے آلودہ ہونے سے بچائے، دل کو حسد اور مسلمانوں سے عداوت سے محفوظ رکھے۔ ان سب پر عمل پیرا ہونے کے بعد پھر لازم ہے کہ یہ خوف بھی جاگزین ہو کہ بارگاہ الٰہ میں میری یہ کاوش مقبول ہوتی ہے یا کہ نہیں۔

کسی دانا کے بارے ذکر کیا جاتا ہے وہ کہا کرتے تھے الٰہ العالمین: تو نے مصیبت و مشقت جھیلنے والے کیلئے دنیا میں اجر اور آخرت میں ثواب کی ضمانت دی ہے۔ میرے مولا کریم: اگر تو ہمارے روزے کو مسترد کر بھی دے تو مصیبت کے اجر سے محروم نہ کرنا تو تو بھلائی کرنے میں معروف ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا تمیسویں شب رمضان آئی تو حضور اکرم ﷺ نے قیام فرمایا ایک تہائی رات تک نماز و نوافل ادا فرماتے رہے۔ چوبیسویں شب آئی تو تشریف نہ لائے، پچیسویں شب آئی تو نصف شب تک ہمارے ساتھ نماز ادا فرماتے رہے۔ ہم نے عرض کی کاش شب بھر ہم آپ ﷺ کے ساتھ نوافل ادا کرتے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھی گھر سے آکر امام کے ساتھ نماز ادا کرلے۔ اس کیلئے شب بھر کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔ چھبیسویں شب آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز ادا نہ کی۔ ستائیسویں شب ہوئی تو آپ ﷺ خود تشریف لائے اہل خانہ کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ عبادت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ فلاح

سے کیا مراد ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سحری۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور رسول مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی درمیانی راتوں کے اول حصہ میں مسجد میں تشریف لے گئے۔ لوگوں کو نماز پڑھائی لوگ اس بارے گفتگو کرنے لگے۔ دوسری رات مسجد میں لوگوں کا اژدھام تھا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے نماز پڑھی لوگوں کو بھی پڑھائی، تیسری رات آئی تو لوگوں کی اس قدر کثیر تعداد مسجد میں جمع ہوگئی کہ تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے بلکہ نماز فجر کی ادائیگی کیلئے ہی تشریف لائے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ تمہارا شب کا ذوق وشوق مجھ پر مخفی نہیں لیکن مجھے خدشہ تھا کہ رات کی نماز (تراویح) تم پر فرض ہوجائے گی اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آجاؤ گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کی ترغیب تو دیتے لیکن حکماً تاکید نہ فرماتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک معاملہ یوں ہی رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں لوگوں کو تراویح کی جماعت کا حکم ارشاد فرمایا:

حضرت فقیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کا اہتمام کرنے کا حکم اسی حدیث طیبہ کی روشنی میں دیا ہے جو انہوں نے مجھ سے سنی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، امیر المؤمنین: وہ حدیث مبارک کیا تھی؟ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد ایک نوری مقام ہے جسے ''حظیرۃ القدس'' کہا جاتا ہے۔ اس میں فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ جن کا شمار اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہ لحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔ ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں اپنے اللہ سے زمین پر آنے کی اجازت مانگتے ہیں تاکہ اولاد آدم کے ساتھ نماز میں شریک ہوکر وہ بھی سعادتوں سے بہرہ ور ہوسکیں پھر ہر شب وہ زمین پر اترتے ہیں

اور جس بندے کے پاس آتے ہیں وہ آدمی ان سے ملاقات کے بعد ایسا سعادت مند ہوتا ہے کہ زندگی بھر بدبختی اس کے قریب نہیں پھٹکتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمانے لگے تو پھر ہم اس چیز کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم اس سعادت کو سمیٹیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کیلئے جمع فرمادیا اور اسے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ماہ رمضان المبارک کی ایک شب باہر تشریف لائے مساجد کو قرآن پاک کی تلاوت اور چراغوں سے روشن دیکھا تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو اسی طرح روشن کرے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدوں کو قرآن کے نور سے منور کردیا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

باب ۳۹

فضائل ایام ذی الحجہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں کیے جانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ محبوب ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ افضل ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں، ہاں البتہ ایسا شخص جو اپنے جان و مال کے ساتھ راہ خدا میں نکلا اور پھر واپس نہ پلٹا ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے حضور دنوں میں محبوب ترین اور افضل ترین دن ایام العشر (ذی الحجہ کے دس دن) ہیں۔

عرض کیا گیا کیا راہ خدا میں جہاد بھی اس جیسا نہیں؟ ارشاد فرمایا نہیں، ہاں البتہ ایسا شخص جس کا چہرہ مٹی میں لتھڑا ہوا ہو اور اس کے تیز رفتار گھوڑے کی کونچیں کٹی ہوئی ہوں۔

ایام العشر کے روزے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک نوجوان کے بارے مشہور تھا کہ جب ذی الحجہ کا چاند نظر آتا ہے تو وہ روزہ رکھنا شروع کر دیتا ہے۔ حضور رحمت اللعالمین

ﷺ کو پتا چلا تو آپ نے اسے بلا بھیجا وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس چاہت نے تجھے ان ایام میں روزے رکھنے پر آمادہ کیا اس نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ کے قدموں پر قربان ہو جائیں یہ دن ایام الحج اور ایام العشر ہیں۔ میں روزے اس لئے رکھتا ہوں شاید ارکان حج بجالانے والے خوش بخت اپنی دعاؤں میں مجھے بھی شریک کرلیں، نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا تیرے لئے ہر دن کے روزے کے عوض سو غلام آزاد کرنے' سو اونٹ قربان کرنے اور سامان سے لدے ہوئے سو گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کیلئے بھیجنے کا ثواب ہے۔ جب ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا دن ہوگا تو اس دن کے روزے کا اجر ایک ہزار غلام آزاد کرنے، ایک ہزار اونٹ قربان کرنے اور ایک ہزار سامان سے لدے ہوئے گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کیلئے دینے کے برابر ہے۔ عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے دن کے روزے کا ثواب دو ہزار غلام آزاد کرنے دو ہزار اونٹ قربان کرنے اور دو ہزار گھوڑے میدان جہاد میں بھیجنے کے برابر ثواب ہے۔ اس کے علاوہ دو سال کے روزوں کے ثواب۔ اس کے علاوہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ عرفہ کے دن کے روزہ کا ثواب دو سال کے روزوں کے برابر اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کے برابر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کے ایام

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (اعراف: ۱۴۲)

اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے تیس رات کا اور مکمل کیا اسے دس مزید راتوں سے سو پوری ہوگئی اس کے ربّ کی میعاد چالیس راتیں۔

آیت طیبہ میں مذکور دس دنوں سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ اللہ جل شانہ نے انہیں دس دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور مقام قرب عطا فرمایا۔ انہی دنوں میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کی تختیاں عطا کی گئیں۔

حضرت ابودرداء سے مروی ہے کہ ایام الحج کے روزے اپنے اوپر لازم کرلو، دعاؤں

کی کثرت، بخشش کی طلب، صدقہ و خیرات کی فراوانی کو اپنا وظیفہ بنا لو کیونکہ میں نے نبی کائنات ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہلاکت ہے ایسے شخص کیلئے جو ان دنوں کے برکات سے محروم رہا۔ نویں ذی الحجہ کا روزہ تو بالخصوص رکھو کیونکہ اس دن میں اتنی بھلائیاں اور خیر کثیر جمع ہے کہ جسے کوئی شمار کرنے والا شمار نہیں کر سکتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہونے والی پانچ دعائیں

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانچ دعائیں عطا کیں جنہیں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ان دس دنوں میں لے کر حاضر ہوئے۔ وہ دس دعائیں یہ تھیں:

۱۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۲۔ اَشْهَـدُ اَنْ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا

۳۔ اَشْهَـدُ اَنْ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

۴۔ اَشْهَـدُ اَنْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۵۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى

کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات انجیل میں بھی مذکور ہیں۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان دعائیہ کلمات کی فضیلت بارے پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں میں جو شخص ان کلمات کو پڑھے گا اس کیلئے ثواب و فضیلت بیان کرنے والا بیان کرنے سے قاصر ہے۔

ابوالنضر ہاشم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی آدمی نے بیان کیا کہ اس نے ان دعاؤں کو ذی الحجہ کے دس دنوں میں پڑھا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اسکے گھر میں نور

کے پانچ طبقات تہہ بہ تہہ رکھے ہوئے ہیں۔

ایام ذی الحجہ میں بزرگوں کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذی الحجہ کے دس دنوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن معظم نہیں اور نہ ہی ان دنوں میں کئے جانیوالے اعمال سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے لہٰذا اس میں کثرت سے تکبیر کہو، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرو اور ذکر الٰہی کرو۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دس دنوں میں اٹھتے بیٹھتے بستر پر اپنی مجلس میں تکبیر کہتے رہتے تھے۔

عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ان دس دنوں میں گلی کوچوں اور بازاروں میں اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے رہتے تھے۔

ابوزیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور دیگر فقہائے مسلمین کو ہم نے دیکھا کہ وہ عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق میں یہ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

حضرت جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ ان دس دنوں میں اپنی مجلس ذکر ونصیحت میں بات کو روک کر اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایام ذکر ہیں ایسے ہی اور لوگون کا معمول ہوتا۔

حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اسی طرح کرتے دیکھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت ابومعشر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے ان دس دنوں میں راستوں میں تکبیر پڑھنے کے متعلق پوچھا کہا کہ راہوں میں تکبیر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ کپڑا بننے والے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت لیث بن ابوسلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ان دس دنوں میں راہوں میں تکبیر پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ایسا ہی جواب دیا۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ذی الحجہ کے دس دنوں میں اپنے دل میں تکبیر کہتا رہا تو اس کا یہ عمل بہترین اور افضل ہے اور اگر اپنی آواز کو بلند کرے تاکہ ایک شرعی حکم کا اظہار بھی ہو جائے اور لوگوں کو یاد بھی آجائے۔ کہ ان ایام میں تکبیر کہنا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

نگاہ الوہیت میں چار چیزوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دن، مہینوں میں سے چار مہینوں اور عورتوں میں سے چار عورتوں کا انتخاب فرمایا اور فرمایا کہ چار آدمی سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ چار آدمیوں کی ہی جنت مشتاق ہوگی۔

دنوں میں چار دن یہ ہیں:

۱- یوم الجمعہ: جمعۃ المبارک میں اللہ تعالیٰ نے ایک ساعت ایسی رکھی ہے کہ اس ساعت میں بندہ جو بھی دنیا و آخرت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔

۲- یوم عرفہ: اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے، اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ پراگندہ بال اور غبار آلود لباس میں میرے حضور آئے ہیں۔ انہوں نے میری خاطر مال و دولت خرچ کیا، میری خاطر اپنے جسموں کو مشقت میں ڈالا۔ فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ میں نے ان کی بخشش و مغفرت فرما دی ہے۔

۳- یوم نحر (قربانی کا دن) جب قربانی کا دن آتا ہے تو بندہ اپنی قربانی کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرتا ہے تو قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ ہی بندہ کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

۴- یوم فطر: بندگان خدا مہینہ بھر روزے رکھنے کے بعد عیدگاہوں کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ جل شانہ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو! ہر مزدور اپنی اجرت طلب کرتا ہے۔

میرے بندوں نے مہینہ بھر روزے رکھے، اب وہ اپنی مزدوری طلب کرنے عیدگاہوں میں آئے ہیں للہذا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے بخشش و مغفرت کی صورت میں انہیں ان کا اجر عطا کر دیا ہے۔ پھر ایک منادی نداد یتا ہے اے امت محمد ﷺ اب تم لوٹ جاؤ میں نے تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی ہیں۔

مہینوں میں چار منتخب مہینے

ایک اکیلا اور تین پے در پے

اکیلا رجب ہے جبکہ پے در پے تین ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام ہیں۔

عورتوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عورتیں۔

۱۔ حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے والی سب سے پہلی خاتون ہیں۔

۳۔ حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا

۴۔ اور جنتی عورتوں کی سردار سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

ہر قوم کا سب سے پہلا جنتی شخص

۱۔ عربوں میں سب سے پہلے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

۲۔ اہل فارس میں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۳۔ اہل روم میں سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ

۴۔ اہل حبش میں سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

وہ چار شخص جنت جن کی مشتاق ہے

۱۔ امیر المومنین حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

قربانی کے خون کا پہلا قطرہ

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا، اے میری لخت جگر: اپنے قربانی کے جانور کے پاس کھڑے ہونا اللہ تعالیٰ تیری قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرتے ہی تجھ سے تیری کوتاہیاں اٹھالے گا۔ حضرت عمران بن الحصین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ مژدہ جانفزا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام کیلئے ہی مخصوص ہے یا کہ عام مسلمانوں کیلئے بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ عام مسلمانوں کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ ان کے قربانی کے جانور کے خون کے پہلے قطرے پہ ہی ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنی قربانیاں خوشدلی سے کرو جو شخص اپنا قربانی کا جانور قربان گاہ لے جا کر اسے قبلہ رو لٹا دے اور اسے ذبح کرے تو قیامت کے دن اس جانور کے سینگ، شکم، خون، بال اور اون وغیرہ کو حاضر کیا جائے گا جب اس جانور کا خون زمین پر گرتا ہے تو وہ خون اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں ہو جاتا ہے۔ تھوڑا خرچ کرو گے بہت زیادہ اجر پاؤ گے۔

باب ۴۰

فضائل یوم عاشورہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عاشورہ محرم کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دس ہزار فرشتوں (کی عبادت کا) ثواب عطا فرماتا ہے۔

جو شخص عاشورہ محرم کے روز کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر بال کے عوض ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔

جس شخص نے عاشورہ محرم کی شام کسی مومن کا روزہ افطار کرایا گویا اس نے عنداللہ امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ افطار کرایا اور جمیع امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا اللہ کریم نے یوم عاشورہ کو تمام دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، یوم عاشورہ کو ہی اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق فرمائی۔

اسی دن سمندرو پہاڑ اور لوح وقلم کی تخلیق ہوئی، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن جنت بنائی گئی، اسی دن ہی جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی، اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں آنکھ کھولی، اسی دن ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے نجات بخشی۔ یوم عاشورہ کو ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے ذبح کا حکم جاری ہوا، یوم

عاشورہ کو ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کا فدیہ تیار کیا گیا، یوم عاشورہ میں ہی فرعون غرق ہوا، یوم عاشورہ میں ہی حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش ختم ہوئی۔ یوم عاشورہ ہی میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اسی دن حضرت داؤد علیہ السلام کی خطا معاف ہوئی، یوم عاشورہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوئے، یوم عاشورہ میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، یوم عاشورہ میں ہی حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا اور یوم عاشورہ کو ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے، یوم عاشورہ میں ہی نورِ محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا کیا گیا اور یہی دن ہی روز قیامت ہوگا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم عاشورہ وہ دن ہے جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے باہر تشریف لائے اور انہوں نے شکرانے کا روزہ رکھا، اسی دن فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل کیلئے دریا نے راستے بنا دیئے اور بنی اسرائیل نے اس دن روزہ رکھا۔ اگر ہو سکے تو، تو بھی روزے کو ضائع نہ ہونے دے۔

محمد بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال پر عاشورہ کے دن فراخدلی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ سال بھر اس کیلئے فراخی اور وسعت کا دروازہ کھولے رکھتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور حرف بحرف سچ پایا۔

یوم عاشورہ کا روزہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے اس دن کے روزہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے عرض کی کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قوم فرعون پر غلبہ عطا کیا تھا۔ ہم اس دن کی تعظیم کی بنا پر روزہ رکھتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعظیم کے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنے غلاموں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

عاشورہ کی وجہ تسمیہ

حضرت فقیہہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مفسرین کرام کی اس دن کی تفسیر میں مختلف آراء ہیں۔

بعض نے کہا کہ یوم عاشورہ کو یوم عاشورہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ محرم الحرام کا دسواں دن ہے۔

بعض کا کہنا ہے کہ انہیں عاشورہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں دس انبیائے کرام علیہم الصلوات والسلام کو دس اعزازات سے نوازا گیا۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے دن قبول فرمائی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو یوم عاشورہ میں ہی بڑے اونچے مقام پر بلند کیا۔

۳۔ یوم عاشورہ میں ہی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر آ کر ٹھہری۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یوم عاشورہ میں ہی پیدا ہوئے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مقام خلت سے نوازا اور اسی دن ہی آپ علیہ السلام کو آتش نمرود سے نجات ملی۔

۵۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ بھی یوم عاشورہ کو قبول ہوئی۔

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر یوم عاشورہ میں ہی اٹھایا گیا۔

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوم عاشورہ کو ہی دریا عبور کیا اور اسی دن فرعون غرق ہوا۔

۸۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے عاشورہ کے دن ہی باہر تشریف لائے۔

۹۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت عاشورہ کے دن ہی عطا کی گئی۔

۱۰۔ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت کو بھی عاشورہ کے دن ہی پیدا کیا گیا۔

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ اس دن کو عاشورہ اس لئے کہتے ہیں کہ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن دس اعزازات سے نوازا گیا ہے ان دس اعزازات میں سے یہ دسواں اعزاز ہے۔ وہ دس اعزازات درج ذیل ہیں۔

امت مصطفیٰ ﷺ کیلئے دس اعزازات

۱- ماہ رجب المرجب یہ اللہ جل شانہ کا مہینہ ہے۔ اسے اس امت کیلئے باعث عزت و کرامت بنایا ہے۔ اس ماہ مبارک کی فضیلت تمام مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح اس امت کی فضیلت تمام امتوں پر۔

۲- ماہ شعبان المعظم: اس کی فضیلت دوسرے مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح رسول اکرم ﷺ کی فضیلت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوات پر۔

۳- ماہ رمضان المبارک: اس کی فضیلت دوسرے مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ جل شانہ کی فضیلت کائنات عالم پر۔

۴- لیلۃ القدر: یہ شب ہزار ہا مہینوں سے افضل ہے۔

۵- یوم الفطر: یہ جزاؤں اور عطاؤں کا مہینہ ہے۔

۶- ایام العشر: (ذی الحجہ کے دس دن) یہ ذکر الٰہی کے دن ہیں۔

۷- یوم عرفہ: اس دن کا روزہ دو سال کیلئے کفارہ ہے۔

۸- یوم نحر: یہ قربانی کا دن ہے۔

۹- یوم جمعہ: یہ دنوں کا سردار ہے۔

۱۰- یوم عاشورہ: اس دن کا روزہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

ان اوقات میں سے ہر ہر لحہ کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے باعث عزت و کرامت بنایا ہے۔ ان لمحات کو امت مصطفیٰ ﷺ کیلئے ان کے گناہوں کا کفارہ اور ان کی خطاؤں کی معافی کا سبب بنایا ہے۔

یوم عاشورہ کے روزے کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ بھی مکہ المکرمہ میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں یوم عاشورہ کے روزے کا حکم دیا کرتا

تھا۔اب جو چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے ترک کر دے

یوم عاشورہ کون سا دن ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کو یوم عاشورہ محرم الحرام کی نویں تاریخ ہے۔

بعض کے نزدیک، گیارہویں تاریخ یوم عاشورہ ہے۔

جبکہ اکثر کے نزدیک دس محرم الحرام ہی یوم عاشورہ ہے۔واللہ اعلم۔

باب ۴۱

نفلی روزے اور ایام بیض کے روزوں کی فضیلت

اعمال کی صورتیں

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ حضور رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کی پانچ صورتیں ہیں۔

۱- وہ عمل کہ جس کا اجر اسی عمل جیسا ہے۔

۲- وہ عمل کہ جو (جنت یا جہنم کو) واجب کرتا ہے۔

۳- وہ عمل کہ جس کا اجر دس گنا ہے۔

۴- وہ عمل کہ جس کا اجر سات سو گنا تک ہے۔

۵- وہ عمل کا جس کا ثواب اللہ کریم ہی بہتر جانتا ہے۔

۱- وہ عمل کہ جس کا اجر اسی عمل جیسا ہے وہ یہ کہ انسان کوئی برائی کمائے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اور اگر کسی نیکی کا محض ارادہ کرے، بجا نہ لائے تو ایسے شخص کے اعمال میں محض ارادہ کرنے سے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

۲- وہ عمل جو جنت یا جہنم کو واجب کرنے والا ہے وہ یہ کہ جو شخص اللہ جل شانہ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس نے اللہ کے سوا کسی اور کی پوجا نہ کی ہوگی تو ایسے شخص کیلئے جنت واجب ہو جائے گی اور اگر کسی اور کو پوجا ہو گا تو اس کیلئے جہنم واجب ہوگی۔

۳- وہ عمل کہ جس پر اجر دس گنا ہے وہ یہ کہ جس نے کوئی نیکی کی تو اس نیکی کا اجر دس گنا اس کیلئے لکھا جاتا ہے۔

۴- وہ عمل کہ جس کا اجر سات سو گنا وہ یہ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی عمل کی مشقت اٹھائی یا اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا تو اس کیلئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔

۵- وہ عمل کہ جس کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہو وہ روزہ ہے۔

روزہ دار کیلئے فرشتوں کی دعا

حضرت ابو صدقہ یمانی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا بلال آؤ کھانا حاضر ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں روزے سے ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں بلال رضی اللہ عنہ جنت میں رزق جمع کیے ہوئے ہے۔

پھر فرمایا: بے شک روزہ دار جب ایسے لوگوں کے پاس ہو جو کھانا کھا رہے ہوں تو روزہ دار کے اعضا تسبیح کرتے ہیں۔ فرشتے اس کیلئے رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں اور بارگاہ الٰہ میں عرض کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ مَادَامَ فِیْ مَجْلِسِہٖ

الٰہ العالمین: اس کی بخشش فرما دے اور جب تک اس مجلس میں موجود ہے اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے رکھ (آمین)۔

شدید گرمی کا روزہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سمندر میں سفر کر رہے تھے اور سمندر کی گہری موجوں میں اترے ہوئے تھے تو ہم نے بلندی محسوس کی لیکن ہمیں کوئی جزیرہ وغیرہ نظر نہ آیا اسی دوران ہم نے ایک منادی کی ندا سنی وہ کہہ رہا تھا۔ اے کشتی والو! رک جاؤ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مڑ کر دیکھا لیکن ہمیں کچھ نظر نہ آیا۔ سات مرتبہ اس منادی نے ندا دی۔ ساتویں مرتبہ میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا: اے فلاں! تم دیکھ رہے ہو۔ ہماری کشتی رواں ہے سمندری سفر ہے ہمارا رکنا

محال ہے جو بات بتانا چاہتا ہے اس کی خبر ہمیں دے دے۔ اس نے کہا کیا میں تمہیں اس فیصلے کی خبر نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمالیا ہے ہم نے کہا دو۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے یہ فیصلہ فرمالیا ہے کہ جو آدمی بھی شدید گرمی کے دن (روزے کی حالت میں) پیاس برداشت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت سیراب فرمائے گا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس کے بعد شدید ترین گرم دن کی انتظار میں تھے تاکہ اس دن روزہ رکھ کر پیاس کی شدت کو برداشت کرسکیں۔

چھ بہترین عادتیں

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چھ عادتیں بہترین ہیں۔

۱- دشمنان خدا سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔

۲- گرمیوں میں روزہ رکھنا۔

۳- مصیبت کے وقت بہترین انداز میں صبر کرنا۔

۴- حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا نہ کرنا۔

۵- بارش میں نماز کیلئے تکبیر تحریمہ میں ملنا یا گرم دن میں نماز کیلئے نکلنا۔

۶- شدید سردی میں اچھی طرح وضو کرنا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تین چیزیں (میری زندگی میں) نہ ہوتیں تو میں مرنے کی کوئی پرواہ نہ کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریزی کیلئے مٹی میں چہرے کو لتھیڑنا۔

لمبے دن میں بھوک پیاس کی شدت کو برداشت کرنا۔

ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جو اچھی گفتگو کو یوں پسند کرتے ہوں جس طرح خوشگوار کھجوروں کو پسند کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تین عادتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین ایسی باتیں

سکھا دیں کہ جنہیں میں مرتے دم تک نہ چھوڑوں گا۔

۱- سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔

۲- ہر مہینے تین روزے رکھوں۔

۳- چاشت کی نماز کو کبھی ترک نہ کروں۔

چار چیزوں پر سرکار مدینہ ﷺ کی مواظبت

۱- یوم عاشورہ کے روزے۔

۲- ایام العشر (ذی الحجہ کے دس دن) کے روزے۔

۳- ہر مہینے کے تین روزے۔

۴- نماز فجر کی دو سنتیں۔

زمانہ بھر کے روزے

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

ماہ رمضان کے روزے رکھو اور ہر ماہ کے تین روزے زمانہ بھر کے روزوں کے قائم مقام ہیں یہ روزے سینوں کی کدورتوں کو مٹاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو وہاں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مل گئے۔ میں نے کہا کہ میں آج ضرور دیکھوں گا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کس طرح دن گزارتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ روزہ سے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا انتظار کر رہے ہیں تھے جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں کھانے کا ایک پیالہ پیش کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی پیالے میں سے کھانے لگے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے حرکت دے کر انہیں یاد دلانے کی کوشش کی کہ آپ تو روزہ سے ہیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں نے جو کہا تھا میں بھولا نہیں ہوں۔ میں نے یہی کہا تھا نا کہ میں روزہ سے ہوں، میں ہر مہینے تین روزے رکھتا ہوں تو گویا میں ہمیشہ روزہ دار ہوتا ہوں۔

عبادت میں اعتدال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کوشش و طاقت صرف کرنے والا مشقت برداشت کرنے والا آدمی تھا۔ میرے والد گرامی نے ایک عورت سے مجھے رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ میرے والد گرامی ایک دن میرے گھر آئے۔ مجھے موجود نہ پا کر میری بیوی سے کہنے لگے تو اپنے شوہر کو کیسا پاتی ہے؟ اس نے کہا اچھے آدمی ہیں۔ نہ تو رات بھر سوتے ہیں اور نہ ہی روزہ افطار کرتے ہیں۔ شب بھر مصلے پر دن کو روزہ سے۔ میرے والد نے سنا تو مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا کہنے لگے میں نے ایک مسلمان عورت سے تیری شادی کی اور تو نے اسے عضو معطل بنا رکھا ہے۔ میں نے اپنے والد کی ڈانٹ ڈپٹ کی کوئی پروانہ کی کیونکہ میں قوت و مجاہدہ میں ہمہ وقت مستعد رہتا تھا یہاں تک میرے معمولات کی خبر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا۔ مجھے ارشاد فرمایا کہ میں آرام بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، ناغہ بھی کرتا ہوں تو بھی نوافل ادا کر۔ سو بھی اور ہر مہینہ کے تین دن کے روزے رکھ۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ قرآن پاک کتنے دنوں میں ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کی دو دن اور دو راتوں میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پندرہ دن میں قرآن پاک ختم کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں کم دنوں میں ختم کر سکتا ہوں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات دنوں میں ختم کرو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہر عمل کرنے والے کیلئے ایک جذبہ ہوتا ہے اور ہر جذبہ والے کیلئے سستی اور کمزوری ہوتی ہے جو سستی میں میری سنت پر کاربند رہا وہ ہدایت پا گیا۔ جو اور راہ پر چل پڑا وہ ہلاک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی ہوئی رخصت کو قبول کر لیتا۔ مجھے اپنے تئیں پسند ہے میرے لئے میرے اہل

خانہ اور میرے مال جیسا اور میرے لئے ہوتا اب گو کہ میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں لیکن میں یہ کبھی گوارہ نہ کروں گا کہ میں اسے ترک کردوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کرنے کا حکم دیا ہے۔

مختلف شخصیات کے روزے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر روزوں کے بارے پوچھنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو میرے پاس ایک مخفی خزانہ ہے۔

اگر تو حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے رکھنا چاہتا ہے تو ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اگر ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کے روزے رکھنا چاہتا ہے تو وہ ہر مہینے کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں تین تین روزے رکھا کرتے تھے۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روزے رکھنا چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔ جو تناول فرماتے تھے بالوں کا کھردرا لباس زیب تن کرتے تھے جہاں رات ہو جاتی دونوں قدموں کو ملا کر نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ صبح کی علامتیں عیاں ہو جاتیں جس جگہ قیام کرتے دو رکعت نماز ضرور ادا کرتے۔ اگر ان کی والدہ ماجدہ کا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو وہ دو دن روزہ رکھتیں اور دو دن افطار کرتیں۔ اگر خیر البشر رحمت عالم ابوالقاسم ﷺ کا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو آپ ﷺ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے یعنی ایام بیض کے روزے تیرا، چودہ، پندرہ اور فرماتے تھے کہ یہ زمانے بھر کے روزے ہیں۔

شوال المکرّم کے چھ روزے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے رمضان المبارک اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں تمہیں حساب کر کے بتا دیتا ہوں کہ رمضان کے تیس روزے سو دنوں کے برابر ہیں اور شوال کے چھ روزے ساٹھ دنوں کے برابر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

لہٰذا ہر دن دس دنوں کے قائم مقام ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگوں نے ان چھ روزوں کو مکروہ کہا ہے انہوں نے کہا کہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ان چھ روزوں کے بارے آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حیض والی عورتوں کے روزے ہیں یعنی رمضان کے روزے جو حیض کی بنا پر رہ گئے ہیں۔

بعض نے کہا کہ وقفے وقفے سے شوال کے چھ روزے رکھ لیں تا کہ نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پیدا نہ ہو۔

میرے نزدیک مسلسل رکھیں یا جدا جدا کوئی حرج نہیں کیونکہ عید الفطر سے ان کے درمیان فاصلہ ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۲

بچوں پر خرچ کرنا

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جگہ پر تشریف فرما تھے ایک نوجوان وہاں سے گزرا جس کی جوانی اور اس کی طاقت وقوت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب میں ڈال دیا۔ (وہ نوجوان محنت و مزدوری کیلئے جارہا تھا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں کہنے لگے کاش یہ طاقت و جوانی راہ خدا میں صرف کی ہوتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمانے لگے، صرف غزوہ و جہاد میں شریک ہونے والا ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں ہے بلکہ جو شخص اپنی دیکھ بھال، والدین کی خدمت اور بچوں کی پرورش و تربیت کیلئے رزق حلال کمانے کیلئے جاتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔ ہاں البتہ جس کی کاوشیں مال و دولت سمیٹنے اور خزانے جمع کرنے کیلئے ہوں وہ شیطان کی راہ میں ہے۔

بہترین دینار

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین دینار وہ ہے جو آدمی اپنے بچوں پر، راہ خدا میں استعمال ہونے والی اپنی سواری پر اور فی سبیل اللہ اپنے حلقہ احباب پر خرچ کرتا ہے۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور انور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں پر خرچ کرنے سے ابتدا فرمائی۔ اجر کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر اجر عظیم والا کون ہوگا جو اپنے معصوم بچوں پر خرچ کرنے کیلئے تگ و دو کرتا ہو۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا صدقہ مال کثیر سے ہوتا ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اپنے بچوں کی پرورش پر خرچ کرنے سے ابتداء کرو۔

قرضوں کی ضمانت

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے قرض کا ضامن بن جاتا ہے جو تین کاموں کیلئے قرض لے۔

۱۔ فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے خوف سے نکاح کرنے کی غرض سے قرض لے پھر اس کو ادا نہ کر سکے اور قرض کا بوجھ لئے ہی دنیا سے چلا جائے ایسے شخص کے قرض کی ضمانت اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیتا اور قیامت کے دن اس کی طرف سے قرض ادا کرے گا۔

۲۔ مسلمانوں کی اعانت وامداد کیلئے جہاد میں جانے کی غرض سے قرض لے۔

۳۔ میت کی تجہیز وتکفین کیلئے قرض لے پھر ادا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے قرض خواہ کو اس سے راضی کر دے گا۔

پھر حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جو کچھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا تھا انہیں بتایا تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ضعیف العمر ہو چکے ہیں اور بھول گئے ہیں کہ ان سے افضل کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے قرض کی ضمانت بھی دی ہے جو اپنے بچوں کے اخراجات، ان کی تعلیم وتربیت کی ضروریات پوری کرنے کیلئے قرض لے پھر ادا نہ کر پایا ہو کہ اس کا وصال ہو جائے ایسے شخص اور اس کے قرض خواہ کے درمیان قیامت میں کوئی جھگڑا نہ ہوگا۔

ملائکہ کی دعائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: آسمان میں دو فرشتے ہیں جو کوئی عمل نہیں کرتے فقط دعا ہی مانگتے رہتے ہیں۔ ایک فرشتہ یہ دعا مانگتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِمُنْفِقٍ خَلْفًا — الٰہ العالمین (راہ خدا میں) خرچ کرنے والوں کو اور زیادہ عطا فرما۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

دوسرا فرشتہ یہ دعا مانگتا ہے:

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ لِمُمْسِكٍ تَلَفًا — الٰہ العالمین بخل کرنے والے کے مال و دولت کو جلد ضائع کر دے۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جس نے حلال طریقہ سے دنیا کمائی اس نقطہ نظر سے کہ دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچ جائے، بچوں کی تربیت و پرورش ہو، ہمسائے سے حسن سلوک ہو ایسا شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

جس نے حلال طریقہ سے دنیا کو کمایا ہو لیکن نقطہ نظر دولت اکٹھی کرنا، فخر کرنا، ریاکاری ہو ایسا شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔

نوافل بہتر ہیں یا......؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایک چپاتی اگر صدقہ کروں وہ آپ کو محبوب ہے یا سو رکعت نماز نفل ادا کروں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک چپاتی صدقہ کرنا مجھے سو رکعت نماز نوافل ادا کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کی اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیک وسلم! کسی مسلمان کی ضرورت پوری کر دینا آپ ﷺ کو محبوب ہے یا سو رکعت نوافل؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی ضرورت مند مسلمان کی جائز ضرورت پوری کر دینا میرے نزدیک ہزار رکعت نوافل سے زیادہ پیاری ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پھر پوچھا: حرام کے لقمہ کو ترک کر دینا

آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ افضل ہے یا ہزار رکعت نوافل ادا کرنا؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حرام کا لقمہ چھوڑ دینا مجھے دو ہزار رکعت نوافل ادا کرنے سے زیادہ پیارا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! غیبت سے کنارہ کش ہو جانا آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا دو ہزار رکعت نفل پڑھنا؟

رسول اکرم ﷺ: غیبت چھوڑ دینا میرے نزدیک دس ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ: کسی بیوہ کی حاجت پوری کر دینا آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا دس ہزار رکعت نفل ادائیگی؟

رسول اکرم ﷺ: کسی بیوہ کی حاجت پوری کر دینا مجھے تیس ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ: بچوں کے ساتھ بیٹھنا آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟

رسول اکرم ﷺ: بچوں کے ساتھ لمحہ بھر بیٹھنا میرے نزدیک میری اس مسجد میں اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بچوں پر خرچ کرنا آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا؟

حضور اکرم ﷺ: کسی شخص کا بچوں کی تربیت پر ایک درہم خرچ کرنا راہ خدا میں ہزار درہم خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! والدین سے حسن سلوک آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا ہزار سال کی عبادت؟

حضور اکرم ﷺ: اے انس رضی اللہ عنہ! حق آ گیا اور باطل مٹ گیا ہے بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔ والدین سے حسن سلوک میرے نزدیک بیس لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

عمل کی خواہش بھی اجر کا اور عذاب کا سبب ہے

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا دنیا کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے۔

ایک ایسا آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے بھی نوازا ہو اور مال و دولت سے بھی نوازا ہو وہ اپنے علم کے مطابق اپنے مال کو خرچ کرتا ہے۔

دوسرا وہ آدمی جسے علمی دولت سے تو مالا مال کیا ہو لیکن مال و دولت سے محروم رکھا ہو۔ وہ کہے کہ کاش اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس شخص کی طرح علم کے ساتھ ساتھ دولت دیتا تو میں بھی اس کی طرح اپنے علم کے مطابق دولت خرچ کرتا۔

یہ دونوں اجر کے اعتبار سے برابر ہیں۔

تیسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دولت تو دی ہے لیکن علم سے نہ نوازا ہو وہ اپنی دولت سے اللہ تعالیٰ کا حق بھی نہ نکالتا ہو اور خرچ بھی غلط جگہوں پر کرتا ہو۔

چوتھا وہ شخص کہ جسے نہ علم نہ دولت کچھ بھی نہ دیا ہو وہ کہے کاش اللہ تعالیٰ مجھے بھی دولت دیتا جس طرح فلاں شخص کو دی تو میں بھی اس کی طرح بے راہ روی پر خرچ کرتا۔

یہ دونوں بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

جنتی بالا خانہ کے رہائشی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت الفردوس میں ایک بالا خانہ ہے جس کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر دیکھا جا سکتا ہے۔ عرض کیا گیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس بالا خانہ میں کن کی سکونت ہوگی؟ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کھانا کھلاتے ہیں، بڑی ہی اچھی گفتگو کرتے ہیں، ہمیشہ روزہ سے ہوتے ہیں، سلام عام کرتے ہیں، راتوں کو اس وقت سجدہ ریز ہوتے ہیں جب لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوں۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ تو ان کیلئے ہے ہر کسی کو اتنی طاقت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُلِلّٰہِ، وَلَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہا گویا اس نے بہت اچھی

گفتگو کی۔

جس نے اہل خانہ کو کھانا کھلایا گویا اس نے کھانا کھلانے کا حق ادا کر دیا، جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے گویا وہ ہمیشہ روزہ دار رہا، جس نے اپنے بھائی سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا تو اس نے سلام پھیلا دیا، جس نے عشاء اور فجر کی نماز ادا کر لی گویا اس نے رات کو نماز ادا کی جب لوگ محو استراحت تھے یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوسی سو رہے تھے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

باب ۴۳

غلاموں (ماتحتوں کے) حقوق

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی روایت سے حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے چہرے پر مارا اس نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شکایت کردی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا نماز ادا کرنے والوں کے چہرے پر نہ مارو، غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور اگر ان سے کوئی ناپسند بات دیکھو تو انہیں فروخت کردو۔

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے اپنے اہل خانہ سے پانی طلب کیا۔ ان صحابی کی بیوی نے خادمہ کو بلایا۔ خادمہ نے آنے میں کچھ تاخیر کردی تو مالکہ نے اس پر گناہ کی تہمت لگا دی۔ صحابی اپنے بیوی سے فرمانے لگے جو تہمت تو نے اس خادمہ پر لگائی ہے اس تہمت کے ثبوت کیلئے شرعی چار گواہوں کو پیش کرو ورنہ روز قیامت تجھ پر حد لگائی جائے گی، مالکہ نے یہ سنتے ہی خادمہ کو آزاد کردیا۔ صحابی فرمانے لگے ممکن ہے تیرا آزاد کردینے والا عمل تیرے اس جرم کا کفارہ بن جائے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

تمہارا غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ جل شانہ نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے غلام بھائی کو بھی وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہو، وہی پہنائے جو خود پہنتا ہو، اس سے کام لیتے وقت اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے تکلیف نہ

دے، اگر مشقت والے کام کی تکلیف میں مبتلا بھی کرنا پڑے تو ان کی مدد کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ برے اخلاق کا مالک جنت میں داخل نہ ہو پائے گا۔ اپنے غلاموں کی اولاد کی طرح عزت کرو۔ انہیں کھانے کو وہی کچھ دو جو خود کھاتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: ہم دنیا سے کس حد تک نفع اٹھائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک راہ خدا میں جہاد کیلئے طاقتور گھوڑا، ایک غلام، یہی تجھے کافی ہیں۔ جب وہ نماز پڑھے تو وہ تیرا بھائی ہے۔

غلام کی غلطیاں نظر انداز کرتے جاؤ

مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے پوچھا کہ ہم غلام کو کس حد تک اور کتنی مرتبہ معاف کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خادم کو روزانہ ستر مرتبہ تک معاف کردو۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر آخری الفاظ یہ تھے:

نماز، غلام۔

یعنی اے میرے غلاموں نماز کی پابندی بھی تم پر لازم ہے اور غلاموں کے حقوق کی رعایت بھی۔

جانوروں سے بھی پیار کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگی جسے اس نے باندھ رکھا تھا نہ تو اسے کھانے، پینے کیلئے دیتی اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی۔ بلی حشرات الارض کھاتی رہی حتیٰ کہ بھوک پیاس سے نڈھال ہو کر مرگئی۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ علی الصبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضروری کام کیلئے کہیں تشریف لے گئے۔ دوران راہ دیکھا کہ ایک اونٹ کی ٹانگ ران ملا کر

بندھی ہوئی ہے۔اپنے کام سے فراغت کے بعد واپس تشریف لائے دیکھا تو اونٹ ویسے ہی بندھا ہوا ہے۔آپ ﷺ نے اونٹ کے مالک سے پوچھا کیا آج تو نے اسے چارہ کھلایا ہے؟اس نے عرض کی نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سن لو،روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ اونٹ تجھ سے جھگڑا کرے گا۔

غلام سے رعایت کی تاکید

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:اے لوگو!اپنے غلاموں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔انہیں بھی وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو،وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ان کی ہمت وطاقت سے زیادہ انہیں کام کاج کی مشقت کی تکلیف نہ دو۔بے شک ان کے خون،گوشت اور تخلیق تمہارے جیسی ہے۔سن لو!جس نے ان پر ظلم کیا میں قیامت کے دن مظلوم کی طرف سے دعویٰ کروں گا اور اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ فرمائے گا حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا غلام جب ان کا حکم نہ مانتا تو آپ اسے فرمایا کرتے تھے کس چیز نے تجھے اپنے آقا کے مقابل کھڑا کر دیا۔

دہرا اجر

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم رحمت العالمین ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین قسم کے لوگوں کیلئے دوگنا اجر ہے۔

۱- ایسے شخص کیلئے بھی دہرا اجر ہے جو اپنی باندی کی بہترین تعلیم وتربیت کرے اسے ادب سکھائے پھر اسے آزاد کرکے اس کی شادی کر دے۔

۲- ایسا شخص جو اہل کتاب ہو اپنے نبی پر ایمان بھی رکھتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کے نور نبوت کی چمک اس تک پہنچی اور اس نے دل وجان سے حضور اکرم ﷺ کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر در نبوت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔

۳- ایسا غلام جو حقوق الٰہی میں بھی کوتاہی نہ برتے اور اپنے آقا کے حقوق بھی پورے کرے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا حضرت: آقا اگر اپنے غلام کو کسی کام کی غرض سے بھیجے ادھر نماز کیلئے جماعت تیار ہو تو پہلے کیا کرے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنے مالک کے کام کو پورا کرے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کے وقت میں وسعت و گنجائش ہو اور وقت نکل جانے کا خوف نہ ہو پھر تو آقا کے کام کو پہلے کردے۔ بہر حال جب وقت نکل جانے کا خوف ہو تو پھر نماز کو مؤخر کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ خالق کائنات کی نافرمانی کر کے مخلوق کی فرمانبرداری کرنا جائز نہیں۔

بندے کیلئے مستحب ہے کہ وہ اپنے غلام سے معاہدہ کرلے اور اسے ایسے کام کی تکلیف نہ دے جسے بجالانے کی اس میں ہمت نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے بھی بندے کو اس چیز کا مکلف نہیں ٹھہرایا جس کی اس میں طاقت نہیں، آقا کو چاہئے کہ وہ غلام سے اچھا سلوک کرے کیونکہ، اچھا سلوک مومن کی صفت و علامت ہے۔ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بداخلاق جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ غلاموں کی اولاد کی طرح عزت کرو، انہیں وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا دیکھا تو غلام سے کہا اسے اٹھاؤ اور صاف کردو، شام ہوئی افطاری کا وقت ہوا غلام سے پوچھا کہ روٹی کے ٹکڑے کا کیا کیا؟ اس نے کہا اسے تو میں نے کھالیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔ میں نے رسولِ اکرم نورِ مجسم ﷺ سے سنا ہے ''جو روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھے پھر اسے اٹھا کر کھالے اس ٹکڑے کے پیٹ تک پہنچنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتا ہے۔'' لہٰذا جسے اللہ بخش دے میں اسے غلام بنانا پسند نہیں کرتا۔

باب ۴۴

یتیموں پر احسان

حضرت ابوالورقاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے کسی یتیم کے سر پر شفقت و پیار سے ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، ہر بال کے بدلے ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور ہر بال کے بدلے ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے یتیم مسلمان بچوں میں سے کسی یتیم کو اپنے ساتھ کھانے، پینے میں شریک کئے رکھا حتیٰ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کیلئے جنت کو واجب کر دیتا ہے ہاں البتہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش نہیں اور جس کی بینائی اللہ تعالیٰ سلب کر لے اور وہ حصول ثواب کیلئے صبر کرے تو ایسے شخص کیلئے بھی اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دیتا ہے مگر ایسے عمل سے گریزاں رہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل بخشش نہیں۔

اور جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں وہ انہیں ادب سکھائے، تعلیم و تربیت کرے اور ان کے اخراجات کا بوجھ خوشدلی سے اٹھائے حتیٰ کہ انہیں بیاہ دے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کیلئے بھی جنت کو واجب کر دیتا ہے مگر اس سے کوئی ایسی بدعملی نہ ہو جائے جس پر وہ عنداللہ بخشش کا

حقدار نہ ٹھہر سکے، ایک دیہاتی غلام نے ندا دیتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو بیٹیوں کی بھی احسن انداز میں تربیت کر کے ان کی شادی کر دے تو تب بھی وہ جنتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب اس حدیث کو بیان کرتے تو فرماتے تھے کہ قسم بخدا یہ عجیب وغریب حدیث مبارک ہے۔

سنگدلی کا علاج

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آکر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں بڑا سنگدل ہوں اور اپنی قساوت قلبی پر پریشان ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تو نرم دل ہونا پسند کرتا ہے تو یتیم کے سر پر شفقت ومحبت کا ہاتھ پھیر اور اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر۔“

کبیرہ گناہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہ ۹ ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرنا۔
۲۔ جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنا۔
۳۔ لشکر اسلام میں شامل ہونے سے بھاگنا۔
۴۔ پاکدامن پر گناہ کی تہمت لگانا۔
۵۔ یتیموں کا مال ہڑپ کر جانا۔
۶۔ سود خور ہونا۔
۷۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔
۸۔ جادو کرنا۔
۹۔ حرام کو حلال سمجھنا۔

مہلک چیزیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ چھ چیزیں ایسی مہلک ہیں جن میں توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔

وہ چھ چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱- یتیم کا مال کھانا۔

۲- پاکدامن خاتون پر گناہ کی تہمت لگانا۔

۳- لشکر اسلام سے فرار ہونا۔

۴- جادو کرنا۔

۵- شرک کرنا۔

۶- کسی نبی کو قتل کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما درج ذیل آیت

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۔ (النساء: ۱۰)	بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور وہ عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں۔

کے بارے فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

کہا جاتا ہے کہ آفرین ہے اس گھر پر جس میں یتیم پلتا ہو، یتیم کی حق رسی ہوتی ہوا سے شفقت و پیار ملتا ہو اور ہلاکت ہے اس گھر کیلئے جس گھر میں یتیم کی دادرسی اور اس کے حق کی پہچان نہیں ہوتی۔

یتیم کی سرزنش کس حد تک؟

مروی ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص حاضر خدمت ہوا عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ایک یتیم کی پرورش کرتا ہوں کس حد تک اس کی سرزنش کر سکتا ہوں؟ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس حد تک اپنی اولاد کی سرزنش کرتے ہو یعنی

اسے ادب سکھانے کیلئے سرزنش کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اسی طرح جس طرح ایک والد اپنی اولاد کے ساتھ کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بسا اوقات یتیم (کی تربیت) کیلئے ایک طمانچہ اس کو حلوہ کھلانے سے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پٹائی کئے بغیر تعلیم و ادب سکھایا جا سکتا ہے تو پھر یہی مناسب ہے کہ کسی قسم کی سرزنش نہ کرے۔

یتیم کے ساتھ نرمی برتو

یتیم کو بلاوجہ مارنا عتاب الٰہی کا سبب ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جب کوئی یتیم کو مارتا ہے تو اس کے رونے سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے فرشتوں! اس بچے کو کس نے رلایا ہے جس کے باپ کو سپرد خاک کر دیا گیا ہے حالانکہ اللہ جل مجدہ خوب جانتا ہے۔

فرشتے عرض کرتے ہیں یا رب العالمین! ہم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جو یتیم کو میرے لئے راضی رکھے گا میں روز قیامت اپنی طرف سے اسے خوشیوں سے مالا مال کر دوں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے سروں پر خصوصی طور پر دست شفقت رکھتے اور ان کے ساتھ نرمی برتا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: اے میرے نبی داؤد! یتیم کیلئے مہربان باپ کی طرح بن جاؤ، اور خوب جان لو جو بوؤں گے وہی کاٹو گے اور یہ بھی یاد رکھو نیک اور وفا شعار بیوی شوہر کیلئے اس بادشاہ کی طرح ہے جو سونے کا تاج سجائے خوش باش ہو جب بھی اسے دیکھے اس کی

آنکھوں کو تسکین مل جائے اور بری عورت شوہر کیلئے بوڑھے شخص پر ثقیل بوجھ کی طرح ہے۔

یتیم بچیوں کی پرورش

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا اس طرح جنت میں داخل ہوں گے۔

ابو عمران جونی اپنے والد خلیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں یہ پڑھا کہ انہوں نے بارگاہ الٰہ میں عرض کی میرے مولا: جو تیرے حصول رضا کی خاطر بیوگی اور یتیمی کی زندگی بسر کرے اسکی کیا جزا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی جزا یہ ہے کہ جس دن عرش الٰہی کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا کروں گا۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کے اخراجات کا بوجھ خوشدلی سے قبول کرے، ان کی تربیت کرے، ان کی شادی کر دے تو وہ جہنم سے اس کیلئے حجاب بن جائیں گی، ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی جہنم کیلئے حجاب بن جائیں گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور مشقت سے رنگ بدلے ہوئے رخساروں والی عورت اس طرح جنت میں داخل ہوں گے جس طرح دو انگلیاں اکٹھی ہوتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں انگلیوں سے اشارہ اسی عورت کی طرف تھا جس کا شوہر فوت ہو چکا ہو اور اس نے اپنی بیٹیوں کی تربیت کی خاطر خود کو دوسرے نکاح سے روک رکھا ہو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بیٹیوں کو انکے پیا گھر سدھار دے۔

بیٹیوں پر خوش رہو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص بازار سے اپنے بچوں کیلئے کوئی چیز لائے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو صدقہ کی چیز لا کر اس کا صدقہ کرے۔ جب اس چیز کو تقسیم کرنے لگے تو اسے چاہئے کہ وہ بیٹیوں سے ابتدا

کرے، بے شک اللہ تعالیٰ بیٹیوں پر خصوصی مہربانی فرماتا ہے۔ جو بیٹیوں پر مہربانی کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خوف خدا سے روتا ہے اور جو خوف خدا سے رو پڑے۔ اس کے آنسو اس کی بخشش کا سبب بن جاتے ہیں اور جو شخص بیٹیوں پر خوش ہوتا ہے اللہ جل مجدہٗ قیامت کے دن اسے خوشیوں سے مالا مال کرے گا۔

باب ۴۵

زنا کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:
دو آدمی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا جھگڑا لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ ایک عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کتاب الٰہی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا فیصلہ فرما دیں۔ دوسرا جوان دونوں میں سمجھدار تھا کہنے لگا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کتاب اللہ کے احکام کے مطابق ہمارا فیصلہ کر دیں۔ اگر اجازت عنایت فرمائیں تو میں کچھ عرض کر دوں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی، میرا بیٹا اس کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ اس کی بیوی سے اس نے زنا کر لیا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائے گا۔ میں نے فدیئے کے طور پر سو بکریاں اور اپنی لونڈی انہیں دے دی۔ پھر صاحبان علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کی شرعی سزا سو کوڑے اور ایک سال کیلئے ملک بدری ہے اور اس کی بیوی کیلئے سزا رجم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں کتاب الٰہی کے احکام کے مطابق تمہارا فیصلہ کروں گا۔

تیری بکریاں اور تیری باندی تجھے لوٹا دی جائے گی لیکن تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور سال بھر کیلئے ملک بدری کی سزا ہوگی۔ پھر حضرت انیس اسلمی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کے پاس بھیجا کہ جاؤ اس عورت سے تفتیش کرو اگر اعتراف جرم کر لے تو اسے رجم کر دو۔ وہ گئے

عورت نے زنا کرنے کا اعتراف کرلیا۔ پھر اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے زنا کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ زنا کرنے والا مرد اور عورت جب شادی شدہ نہ ہوں تو ان کیلئے سزا سو، سو کوڑے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ (النور ۲)

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) درے اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر (ذرا) رحم اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود قائم کرنے میں تمہیں کسی قسم کی نرمی اور رحم نہ برتنا چاہئے اور تمہاری بلا وجہ رحمدلی اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑنے پر تمہیں نہ ابھارے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہیں زیادہ مہربان ہے اسی رحیم و کریم اللہ نے ہی دنیا میں زانیوں کو حد لگانے کا حکم دیا ہے اور دنیا میں جس پر حد قائم نہ کی گئی روز قیامت ساری مخلوق کے سامنے اسے آگ کے کوڑے لگائے جائیں گے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یعنی اگر توحید الٰہی اور روز قیامت کی تصدیق کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدوں کو معطل نہ کرو۔

پھر ارشاد فرمایا کہ:

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (النور ۲)

اور چاہئے کہ مشاہدہ کرے دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک گروہ۔

یعنی جب حد قائم ہو تو مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو جماعت کی موجودگی زنا کاروں کیلئے اذیت اور ان کیلئے مزید شرمندگی کا سبب بنے گی اور ان کیلئے زنا کرنے پر زجر و توبیخ ہو گی یہ سزا تو ان لوگوں کیلئے ہے جو شادی شدہ نہ ہوا گر شادی شدہ ہوں اور شادی شدہ مرد اپنی بیوی سے ہم بستری کر چکا ہو۔ اسی طرح عورت اگر زنا کرے اور اس عورت کا شوہر اس سے حق

زوجیت بھی ادا کر چکا ہو تو ایسے شادی شدہ مردو عورت زانیوں کی سزا رجم (سنگساری) ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں ایک عورت نے حاضر خدمت ہو کر زانیہ ہونے کا اعتراف کر لیا لیکن وہ حاملہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ جب تک بچہ پیدا نہیں ہوتا واپس چلی جاؤ۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد پھر آئی (اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے پاک کر دیجئے) حضور اکرم ﷺ نے رجم کا حکم دے دیا۔

یہ دنیا میں زنا کی حد ہے، اگر دنیا میں حد قائم نہ کی جائے تو دونوں پر آخرت میں حد قائم کی جائے گی، آخرت کا عذاب بڑا شدید اور دائمی ہے۔

زنا بہت بڑی آفت ہے

زنا سے بچو زنا بہت بڑی آفت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً (الاسراء ۳۲)

اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے۔

یعنی زنا نہ کرو، زنا سے بچو کیونکہ زنا ایک مصیبت ہے۔ زنا اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی ناراضی کا سبب بن جاتا ہے۔

وَسَآءَ سَبِيْلًا

زنا بہت برا راستہ ہے۔ ایسا برا راستہ کہ زانیوں کو آتش جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔

دوسری آیت میں حکم ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (انعام ۱۵۱)

اور مت نزدیک جاؤ بے حیائی کی باتوں کے جو ظاہر ہوں ان سے اور جو چھپی ہوئی ہوں۔

ظَهَرَ سے مراد بڑا گناہ یعنی زنا ہے اور بَطَنَ سے مراد بوسہ لینا اور چھونا ہے۔ یہ بھی زنا کی ایک صورت ہے جیسا کہ حدیث مبارک ہے:

"اَلْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ"

دونوں ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور دونوں آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔

نگاہوں کو نیچا رکھو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (النور ۳۰)

آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے۔ ان کیلئے بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کیا کرتے ہیں اور آپ حکم دیجئے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی۔

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو نگاہیں نیچی رکھنے، حرام میں پڑنے سے محفوظ رکھنے اور شرم گاہوں کو حرام سے آلودہ ہونے سے بچانے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید، زبور اور تورات وانجیل کی بے شمار آیات میں زنا سے ممانعت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ زنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسلمانوں کی عزتیں تار تار کرنے اور ان کے نسب میں اختلاط پیدا کرنے سے بڑا گناہ اور کیا ہوگا۔

حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے کبھی زمانہ جاہلیت میں بھی زنا جیسا قبیح عمل سرزد نہ ہوا۔ فرمایا کرتے تھے جب میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی میری عزت تار تار کرے تو پھر میں کس طرح کسی کی عزت کی دھجیاں بکھیر سکتا ہوں۔

زنا کی چھ ہلاکتیں

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ ہلاکتیں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔

دنیا میں تین تو یہ ہیں کہ:

۱- رزق میں نقصان یعنی زانی کے رزق میں سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

۲- بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے۔

۳- لوگوں کے دلوں میں مبغوض ہو جاتا ہے۔

آخرت میں:

۱- اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار۔

۲- حساب و کتاب میں سختی۔

۳- اور جہنم میں داخلہ، وہ جہنم کہ جس کا نام نارِ کبریٰ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تمہاری یہ آگ آتش جہنم کا سترواں حصہ ہے۔

جہنم کا مختصر تعارف

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے کہا: جبرائیل! مجھے کچھ جہنم کے بارے تو بتاؤ؟

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیک وسلم! وہ انتہائی تاریک سیاہ ہے۔

اگر سوئی کے ناکہ کے برابر بھی جہنم ظاہر ہو جائے تو روئے زمین کی ہر چیز جل کر راکھ ہو جائے۔

اگر ایک جہنمی کپڑا آسمان و زمین کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اہل زمین اس کی بدبو سے مر جائیں۔

جہنمی زقوم کا ایک قطرہ زمین پر ڈال دیا جائے تو روئے زمین پر بسنے والوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔

انیس فرشتے جنکا ذکر قرآن پاک میں ہے ان میں سے کوئی ایک بھی اگر اہل زمین کے سامنے ظاہر ہو جائے تو اس کی عجیب و غریب تخلیق اور ہیبت ناک صورت سے اہل زمین مر جائیں۔

اگر جہنمی زنجیروں کی ایک کڑی جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے، زمین پر پھینک دی

جائے تو زمین کو دھنساتی چلی جائے اور رکنے کا نام نہ لے۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے سنا تو فرمایا جبرائیل! بس اتنا ذکر کافی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گریہ وزاری کرنے لگے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی رونے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! تو بھی روتا ہے حالانکہ تو، تو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مقام پر ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی مقام پر فائز رہتا ہوں یا کہ ہاروت، ماروت اور ابلیس ملعون کی طرح کسی آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔

یہ جبرائیل امین علیہ السلام ہیں کہ اپنے ربّ کے ہاں معزز و مکرم ہونے کے باوجود روتے ہیں تو گنہگار کیوں نہیں روتا؟

اے بندہ خدا: اپنی زندگی کی بہاروں اور تندرستی کے نظاروں سے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جانا، دنیا فنا ہونے والی ہے، عذاب بہت بڑا ہے۔ زنا سے بچ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب، ناراضی اور دردناک عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔

بدترین زانی

بدترین زانی وہ ہے جو زنا پر ڈٹا رہے اور یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہو لیکن پھر بھی اسے اپنے پاس ٹھہرائے رکھے۔ اس سے حرام کا ارتکاب کرتا رہے۔ لوگوں کے سامنے رسوائی کے ڈر سے طلاق دیئے جانے کا اظہار نہ کرے۔ ایسا شخص آخرت کی رسوائی سے کیوں نہیں ڈرتا حالانکہ اس دن تو سارے راز افشا کر دیئے جائیں گے۔ اس دن کی رسوائی سے ڈر اور زنا سے باز آ جا تجھ میں عذاب الٰہی سہنے کی طاقت نہیں ہے۔ بارگاہ الٰہی میں توبہ و استغفار کیلئے جبین نیاز جھکا دے کیونکہ در توبہ کھلا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، جب تو سفر آخرت پر روانہ ہو جائے گا تو پھر تجھے تیری ندامت اور توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی، تیری ندامت اور توبہ اسی وقت تک فائدہ مند ہے جب تک تجھ میں زندگی کی رمق باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان خوش نصیبوں کی

تعریف کی ہے جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ (المعارج ۲۹ تا ۳۱)

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں کے یا اپنی کنیزوں کے تو ان پر کوئی ملامت نہیں۔ البتہ جو خواہش کریں گے ان کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ زنا سے توبہ کرے اور لوگوں کو بھی اس سے روکے ہر وہ جگہ جہاں زنا کی وبا ہو وہاں کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ طاعون کی بیماری میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہہ رہے تھے، اے ابن عباس: جب تم دیکھو کہ تلواریں نیام سے باہر نکل چکی ہوں، خون بہہ رہا ہو تو سمجھ لو کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے ذریعے ان سے انتقام لے لیا ہے۔

جب تم دیکھو کہ بارشوں کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے تو جان لو کہ یہ لوگوں کے زکوٰۃ نہ دینے کی نحوست ہے اور جب تم دیکھو کہ وبائیں پھیل چکی ہیں تو جان جاؤ کہ زنا یہاں عام ہو چکا ہے۔

باب ۴۶

سود

سود سے بھرے پیٹ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شب معراج مجھے ساتویں آسمان پہ اپنے سر کے اوپر بجلی کی کڑک سنائی دی۔ میں نے دیکھا تو وہاں موجود لوگوں کے پیٹ ان کے ہاتھوں کے درمیان گھر کے مکانوں کی طرح تھے جن میں دوڑتے ہوئے سانپ باہر سے صاف نظر آ رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا، جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیک وسلم! یہ سود خور ہیں۔

سودی گناہ کا ہلکا درجہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سود خوری کے گناہ کے ۷۲ درجے ہیں۔

کم از کم درجہ اس شخص جیسا ہے جو (معاذ اللہ) مسلمان ہو کر اپنی ماں سے زنا کرے۔

سود کا ایک درہم تیں مرتبہ سے زائد زنا کرنے سے بدتر ہے۔

روز قیامت اللہ جل شانہ ہر فاسق و فاجر اور نیکوکار کو کھڑا ہونے کا حکم دے گا لیکن سود خور اس طرح کھڑا ہوگا جس طرح بدحواس شخص کہ جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو کھڑا ہوتا ہے۔ یعنی دیوانوں اور پاگلوں کی طرح کھڑا ہوگا پھر گر جائے گا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سود کے بارے آخری آیت نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت آخرت آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی کوئی تفسیر بیان نہ کی لہٰذا سود اور جس کے بارے ذرہ بھر شک بھی ہو کہ اس میں سود کی آمیزش ہے اسے

چھوڑ دو۔

لعنتی کون کون؟

حضور اکرم ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سودی رقوم تحریر کرنے والے، اس پر گواہ بننے والے، جسم پر گودنے والے (رنگ بھر کر تصویریں بنانا)، گودنے کیلئے کہنے والے، حلالہ کرنے والا، حلالہ کرانے والے اور زکوٰۃ وصدقات سے روکنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مال حرام سے صدقہ بے سود

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
حرام کی کمائی جو صدقہ کرے اسے اس صدقہ پر کوئی اجر نہیں ملتا، مال حرام سے خرچ کرنے پر اس کے مال میں کسی قسم کی کوئی برکت نہیں ہوتی، جو اپنے مرنے کے بعد پیچھے چھوڑ جائے وہ اس کیلئے آتش جہنم میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاندی کی پازیب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں فروخت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ترازو کے ایک پلڑے میں پازیب اور دوسرے پلڑے میں درہم رکھے۔ پازیب والا پلڑا قدرے بھاری تھا۔
آپ ﷺ نے قینچی پکڑی اور لگے کاٹنے۔ میں نے عرض کی خلیفۃ المسلمین: میں زیادتی آپ کو بخشتا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

”زائد دینے والا اور زائد طلب کرنے والا دونوں جہنمی ہیں۔“

حضرت ابوسعید خدری، عبادہ بن صامت اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چاندی، چاندی کے بدلے، برابر برابر لو کمی بیشی سود ہے، گندم گندم کے بدلے برابر برابر لو کمی بیشی سود۔ اسی طرح جو، کھجوریں اور نمک کا

ذکر کیا پھر ارشاد فرمایا کہ جس چیز کی زیادتی کی یا زیادتی طلب کی تو اس نے سودی لین دین کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم سود کے ڈر سے ۹ حصے حلال سے بھی کنارہ کش ہو جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قول مروی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جہاں زنا اور سودی لین دین عام ہو جائے وہ علاقے ویران اور تباہ ہو جاتے ہیں۔

سود سے بچنے کیلئے فقہ سیکھو

امیر المؤمنین حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص دینی، فقہی سمجھ بوجھ کے بغیر تجارت شروع کر دیتا ہے وہ سودی غلاظت میں غرق ہو جاتا ہے اور غرق ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایسے لوگ ہماری منڈیوں میں مت کاروبار کریں جو دینی، فقہی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور نہ ہی ماپ تول پورا کرتے ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگ چار چیزوں کو حلال سمجھنا شروع کر دیں تو پھر اس دور والے لوگوں کی ہلاکت کا فیصلہ صادر کر دیا جاتا ہے۔

۱- کم تولنے کو۔

۲- کم ماپنے کو۔

۳- علانیہ زنا کرنے کو

۴- سود خوری کو۔

کیونکہ جہاں سرعام زنا ہوتا ہو وہ علاقہ وبائی امراض کی نذر ہو جاتا ہے۔ جہاں ماپ تول میں کمی ہو وہاں بارشوں کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے جہاں سود ڈیرے ڈال لے وہاں تلواریں نیام سے باہر نکل آتی ہیں۔

حضرت عبید محاربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے بازار میں جا رہا تھا، میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کوڑا پکڑا ہوا ہے اور لوگوں کو

دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ناپ تول میں کمی بیشی تو نہیں کررہا اگر کوئی کمی بیشی کرتا پکڑا جاتا تو اسے کوڑے مارتے اور حکم دیتے کہ پورا پورا تولو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے، اے گروہ عجم: دو ایسے معاملات تمہارے سپرد ہیں جن میں کوتاہی کے سبب گزشتہ قومیں ہلاک ہوگئیں وہ معاملات ماپ، تول ہیں۔

ہر شخص سودی

رحمت عالم، سرور انس وجان حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود کھائے بغیر کوئی شخص بھی نہیں ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہر شخص سود کھائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو نہ کھائے گا اس تک سود کی غبار ضرور پہنچ جائے گی۔ اس طرح کہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح سودی آدمی کی مدد کرے گا یا اس کے کاروبار پر گواہ بنے گا، یا اسی کے سودی کاروبار کو صفحہ قرطاس پر تحریر کرے گا، یا اس کے عمل پر راضی ہوگا کسی نہ کسی طرح ہر شخص سود سے حصہ حاصل کرلے گا جیسا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زائد دینے والا اور زائد چیز کا مطالبہ کرنے والا دونوں جہنمی ہیں۔ لہٰذا ایک تاجر کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس حد تک فقہی مسائل سیکھ لے جس حد تک تجارتی معاملات میں ضرورت پڑتی ہے تاکہ سودی غلاظتوں کی دلدل سے بچ سکے۔

ناپ تول میں احتیاط برتو

پوری کوشش کرنا چاہئے کہ ماپ تول میں پوری احتیاط برتی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماپ تول کے معاملات میں کمی بیشی کرنے والوں پر عذاب شدید کی وعید فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (مطففین: ۱) بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کیلئے۔

یعنی ایسے لوگ عذاب شدید کے حق دار ہیں، کہا جاتا ہے کہ جہنم میں ''ویل'' وادی ان لوگوں کیلئے ہیں جو ماپ تول میں کمی اور خیانت کرتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اِذَا کْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ
جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

یعنی جب لوگوں سے لیتے ہیں تو اپنا حق پورا پورا وصول کرتے ہیں۔

وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْوَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (مطففین ۲ تا ۵)
اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو (ان کو) نقصان پہنچاتے ہیں کیا وہ (اتنا) خیال بھی نہیں کرتے انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن کیلئے۔

یعنی ماپ تول میں کمی کرنے والے اور خیانت برتنے والے اتنا بھی نہیں جانتے کہ انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا اور ایک بہت ہولناک دن اسے بارگاہ الٰہ میں پیش ہو کر جواب دہ ہونا پڑے گا، اے ابن آدم! غور کر جس دن کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کہا ہے اس کی کیا حالت ہوگی وہ کیسا دن ہوگا کس قدر اس کی ہیبت ہوگی اس دن کے خوف سے بڑھ کر اور کیا خوف ہوگا؟

یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ جس دن لوگ (جواب دہی کیلئے) کھڑے ہوں گے، پروردگار عالم کے سامنے یعنی لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان سے ہر کہہ و مہ (چھوٹی بڑی چیز) کے بارے پوچھے گا اور وہ اپنے نامہ اعمال کو خود پڑھیں گے۔

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا ۝ (الکہف: ۴۹)
اور اپنا سب کیا سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا

آفرین ہے اس شخص پر جس نے دنیا میں لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں عدل و انصاف سے کام لیا ہوگا اور ویل (بربادی) ہے اس شخص کیلئے جس نے لوگوں کے مابین عدل وانصاف نہ کیا ہوگا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عدل و انصاف روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا ترازو ہے جس نے اسے پکڑ لیا تو اسے وہ جنت تک پہنچا دے گا جس نے چھوڑ دیا وہ جہنم میں جا گرے گا۔

جان لو کہ عدل و انصاف رعایا کے معاملہ میں بادشاہ کی طرف سے ضروری ہے اور عدل و انصاف کی ایک صورت رعایا کی ایک دوسرے کے ساتھ ہے، للہٰذا ہر طرح تم پر عدل و انصاف لازم ہے تاکہ دردناک عذاب سے چھٹکارا حاصل کر سکو۔

باب ۴۷

گناہ

تورات کی تختی کا پہلا باب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو تختیاں عطا کی تھیں ان تختیوں میں دس ابواب تھے پہلی تختی کا پہلا باب یہ تھا:

۱- اے موسیٰ (علیہ السلام) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ میری طرف سے یہ بات پتھر پہ لکیر ہو چکی ہے کہ آتش جہنم مشرکوں کے چہروں کو ضرور جھلسا کے رکھ دے گی۔

۲- اے موسیٰ: میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرتا رہ، میں تجھے ہلاکتوں سے بھی بچالوں گا، تیری عمر بھی بڑھاؤں گا، تجھے پاکیزہ وخوشگوار زندگی بھی عطا کروں گا اور تجھے اس سے بہتر زندگی کی طرف بھی لے جاؤں گا۔

۳- کسی ایسے انسان کو قتل نہ کرنا جس کے قتل کو میں نے حرام کر دیا ہو ورنہ تجھ پر زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اور آسمان اپنی جہتوں کے باوجود تنگ ہو جائے گا اور میری ناراضی تجھے نارِ جہنم کے سپرد کر دے گی۔

۴- میرے نام کی جھوٹی قسم نہ کھانا اور نہ ہی گناہوں کی دلدل میں پھنسنا۔ جو میری پاکی بیان نہیں کرتا اور میرے ناموں کی تعظیم نہیں کرتا اسے نہ تو میں پاک کرتا ہوں اور نہ ہی اس کا تزکیہ کرتا ہوں۔

۵- میں نے اپنے فضل و کرم کا صدقہ جو کچھ لوگوں کو عطا کر رکھا ہے اس پر حسد نہ کرنا، حاسد میری نعمتوں کا دشمن ہے، میرے فیصلوں کا منکر ہے میری تقسیم پر ناراض ہے اور جو میرے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتا اور میری تقسیم پر راضی نہیں ہوتا نہ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ ہی میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق۔

۶- کسی ایسی بات پر بھی گواہی نہ دینا جو نہ تو تیرے خانہ عقل میں محفوظ رہی ہو، نہ ہی گوشہ سماعت تک پہنچی ہو اور نہ ہی تیرا دل اس بات پر پختہ ہو۔ میں گواہوں کو ان کی گواہیوں کے ساتھ روز قیامت کھڑا کر کے ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔

۷- چوری نہ کرنا۔

۸- اپنے پڑوسی کی اہلیہ سے زنا نہ کرنا ورنہ میں اپنی نظر رحمت تجھ سے پھیر لوں گا، آسمان رحمت کے دروازے تجھ پر بند کر دوں گا۔ اوروں کیلئے بھی ایسی ہی چاہت کا مطالبہ کر جیسی اپنے لئے چاہتا ہے۔

۹- میرے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح نہ کر، میں اسی قربانی کو قبول کرتا ہوں جس قربانی پر میرا نام لیا جائے اور خالص میری رضا کیلئے ہو۔

۱۰- ہر مشغولیت سے فراغت حاصل کر کے ہفتہ کے پورے دن کو میری عبادت کیلئے وقف کر دے اور اپنے اہل خانہ کو بھی یہی حکم دے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہفتہ کے دن کو عید بنایا تھا پھر اس نے جمعۃ المبارک کے دن کو پسند فرما کر اسے ہمارے لئے عید بنا دیا

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم علام الغیوب ﷺ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اپنی دائیں ہتھیلی کو بند فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جس میں اہل جنت کے نام و نسب ہیں نہ تو ان میں کمی کا کوئی امکان ہے اور نہ ہی اضافہ کا، کوئی اہل سعادت بدبختوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ ان میں سے شمار ہونے لگتا ہے بلکہ ہو ہی چکا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر سے اونٹنی کے دوہنے کی

مقدار مرنے سے پہلے اسے بدبختوں سے بچا کر سعادت مندوں میں شامل کر لیتا ہے اور کوئی بدبخت نیک بختوں کے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے بارے مشہور ہو جاتا ہے کہ وہ نیک بخت ہے لیکن اللہ تعالیٰ اونٹنی کا دودھ دوہنے کی مقدار موت سے پہلے اسے نیک بختوں سے نکال لیتا ہے۔

سعادت مند وہ ہے جو تقدیر الٰہی سے سعادت مند رہا۔ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہو گا۔

حجۃ الوداع کے اہم نکات

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ مومن کون ہیں؟ یاد رکھو مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان و مال امن میں رہیں۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان (درازی) اور ہاتھ سے لوگ سلامتی میں رہیں۔

مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے، مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگو! اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، آغوش موت میں جانے کیلئے ہمہ وقت تیار رہو، جان لو کہ تھوڑا رزق جو تمہیں بے نیاز کر دے اس زیادہ رزق سے بہتر ہے جو ہلاکت میں ڈال دے اور یہ بھی جان لو کہ نیکی بوسیدہ نہیں ہوتی اور گناہ فراموش نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نیکی بوسیدہ نہیں ہوتی، گناہ فراموش نہیں ہوتا، ذات الٰہی کو فنا نہیں ہے، جیسا چاہتا ہے ویسا بن جا یعنی جیسا بدلہ تو دے گا ویسا تجھے دیا جائے گا'' (جیسا سلوک کرو گے ویسی ہی جزا ملے گی)۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''کَمَا تَدِیْنَ تُدَانُ'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو نیک عمل کرے گا تو تجھے نیکی کا ثواب ملے گا۔ اگر برائی کمائے گا تو روز قیامت برائی کی سزا

سہنا پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کا قول بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا (الاسراء ۷)

اگر تم اچھے کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی (تمہارے) نفسوں کو ملے گی۔

یعنی اللہ جل شانہ نہ تو کسی پر ظلم کرتا ہے نہ ہی نیکیوں کے ثواب میں ذرہ بھر کمی کرتا ہے اور نہ ہی بغیر گناہ کے کسی کو عذاب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راہیں واضح فرمادی ہیں اور امت کی خیر خواہی کیلئے رسولان معظم کو مبعوث فرمایا ہے، جنت، جہنم کے راستوں کو واضح طور پر بیان کردیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور پروانے آ آ کر اس میں گرنے لگے۔ میں بھی تمہیں آگ میں گرنے سے روکتا ہوں۔ یعنی تمہیں گناہ اور نافرمانیوں کی آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں کیونکہ گناہ بھی گناہ کرنے والے کو جہنم میں گرا دیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا راز

مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ پانچ باتوں کی وجہ سے قبول ہوئی اور ابلیس لعین کو پانچ باتوں کی وجہ سے توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کیلئے پانچ باتیں یہ تھیں:

۱- حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کا اقرار کیا۔
۲- ندامت کا اظہار کیا۔
۳- اپنے آپ کی ملامت کی۔
۴- توبہ کرنے میں جلدی کی۔
۵- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے۔

ابلیس لعین نے:

۱- نہ اپنی غلطی کا اقرار کیا۔

۲- نہ ہی اسے ندامت ہوئی۔

۳- نہ اپنے آپ کی اس نے ملامت کی۔

۴- نہ ہی توبہ کرنے میں جلدی کی۔

۵- اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی ہو گیا۔

جس کا حال حضرت آدم علیہ السلام کا سا ہوگا اس کی توبہ کی قبولیت بھی یقینی ہے اور جو ابلیس کی طرح بے پروا رہا اس کی توبہ کی قبولیت کا بھی کوئی امکان نہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جہنم میں داخل ہو جاؤں اس حال میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر کاربند رہوں تو یہ مجھے محبوب ہے۔ بنسبت اس چیز کے کہ میں ربّ کی نافرمانی کروں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوئی ہو تو گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے حیاء آئے گی جبکہ اطاعت خداوندی کا بھرم ہو اور داخلہ جہنم میں ہو جائے تو گناہوں کی شرمساری تو نہ ہوگی بلکہ جہنم سے نکل آنے کی امید ہوگی۔

گناہوں کا محاسبہ کرو

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک غلام کے پاس سے گزرے جو شدید سردی میں پھٹی پرانی قمیص پہنے کھڑا غور و فکر کر رہا تھا اور سردی کی شدت میں بھی وہ پسینہ سے شرابور تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ اس جگہ پر تیرا کھڑا ہونا کیسا.....؟

اس نے عرض کیا اے میرے استاذِ گرامی! اس جگہ پر میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی یعنی اپنے کیے ہوئے گناہ بارے نادم و شرمسار ہوں۔ گناہ پر غور و فکر کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے اسی شرمساری سے سردی میں بھی پسینہ سے شرابور ہوں۔

حضرت مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بستر پہ کمر بادراز ہوا لیکن سارے دن میں کیے ہوئے اعمال پر اس نے غور وفکر نہیں کیا، اگر کوئی اچھا عمل سرانجام دیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا کہے۔ اگر خدانخواستہ گناہ سرزد ہو چکا ہو تو اللہ عزوجل کے حضور توبہ و استغفار کرے، اگر ایسا نہیں کرتا تو اس تاجر کی طرح ہے جو خرچ تو کرتا ہے لیکن حساب کتاب نہ کرے نتیجتاً اسے پتا ہی نہ چلے کہ وہ مفلس و کنگال ہو جائے۔

جفاؤں سے بچو

مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کتب میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ میرے بندو! میں مالک الملک ہوں مجھے زوال نہیں جو میں نے حکم دیا ہے اسے بدل و جان بجالاؤ جن چیزوں سے روکا ہے ان سے باز آ جاؤ میں تمہیں ایسی حیاتی سے نواز دوں گا کہ جسے کبھی موت نہ آئے گی۔ میرے بندو! جب میں کسی چیز کیلئے کہتا ہوں کہ پیدا ہو جا تو وہ معرض وجود میں آ جاتی ہے۔

حضرت ابو محمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تجھ میں طاقت ہو کہ تو اس شخص سے برائی نہ کرے جس سے تجھے پیار ہے تو ضرور ایسا کر۔ عرض کیا گیا، حضرت کیا کبھی کوئی اپنے پیاروں سے بھی محبت کرتا ہے؟ فرمایا ہاں تیرا نفس تجھے بڑا پیارا اور بڑا محبوب ہے جب تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور خود کو گناہ سے آلودہ کرے گا تو گویا تو نے نفس سے برائی کی ہے۔

کسی دانا سے کہا گیا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے انہوں نے فرمایا: اپنے رب سے بھی جفا نہ کرو، مخلوق سے بھی جفا نہ کرو، اور اپنے آپ سے بھی جفا نہ کرو۔

رب کے ساتھ جفا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو چھوڑ کر مخلوق کی اطاعت میں لگ جانا۔

مخلوق سے جفا کرنے سے مراد یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے پاس بیٹھ کر اوروں کا تذکرہ برائی سے کرنا۔

خود سے جفا کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ہلکا سمجھنا۔

گناہ پر ندامت

حضرت کھمس بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اپنے گناہ پر اس قدر شرمسار ہوں کہ چالیس سال سے اس گناہ پر اشک باری کر رہا ہوں، پوچھا گیا اللہ کے بندے! وہ کون سا ایسا گناہ ہے؟ انہوں نے فرمایا میرا ایک بھائی میرے ساتھ ملاقات کیلئے آیا میں نے اس کیلئے مچھلی خریدی پھر میں نے اپنے ہمسائے کی دیوار سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنے ہاتھوں کو صاف کیا تھا۔

یہی گناہ چالیس سال سے مجھے رلا رہا ہے۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ لوگوں کے نزدیک چھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا گناہ وہ ہے جو لوگوں کے نزدیک بڑا ہے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گنہگار کے نزدیک جو گناہ بڑا ہوتا ہے اسے اس گناہ پر خوف خدا پیدا ہو جائے تو یہ گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا ہے اور اگر گنہگار کی نگاہ میں جو گناہ چھوٹا ہو اور پھر خوف خدا پیدا نہ ہو تو ایسا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے کیونکہ سب سے بڑا گناہ وہ ہے جس پر اصرار کیا جائے (گو چھوٹا ہی کیوں نہ ہو) جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، فرماتے ہیں۔

گناہ پر اصرار کرنے سے چھوٹا گناہ نہیں رہتا اور استغفار سے بڑا گناہ بڑا نہیں رہتا۔

گناہ سے بھی بدتر

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں گناہ کے بعد گناہ سے بھی بدتر ہوتی ہیں۔

گناہ کو چھوٹا سمجھنا — گناہ پر اترانا — گناہ پر خوش ہونا — گناہ پر اصرار کرنا

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تجھے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

جوکوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کیلئے دس ہوں گی اس کی مانند اور جوکوئی کرے گا ایک برائی تو نہ بدلہ ملے گا اسے مگر اس (ایک برائی) کے برابر اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

کیونکہ مذکورہ آیت طیبہ میں روز قیامت اچھے اعمال پیش کرنے کی شرط لگائی گئی ہے۔ عمل کرنیوالے کیلئے عمل کرنا تو آسان ہے لیکن پیش کرنا اور وہ بھی روز قیامت بڑا دشوار مرحلہ ہے۔

ایک گناہ دس عیب

گناہ ایک ہوتا ہے لیکن اس میں عیب دس ہوتے ہیں:

۱۔ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو خود پر اپنے رب کریم کو ناراض کر لیتا ہے جبکہ خالق کائنات ہر وقت اپنے بندے پر قادر ہے۔

۲۔ گناہ کر کے بندہ اسے خوش کرتا ہے جسے بندہ کے ساتھ دائمی بغض ہے اور وہ بغض رکھنے والا ابلیس لعین ہے جو اللہ تعالیٰ کا بھی دشمن ہے اور بندے کا بھی۔

۳۔ گناہ کرنے سے انسان بہترین جگہ یعنی جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

۴۔ بدترین جگہ یعنی جہنم کے قریب ہو جاتا ہے۔

۵۔ گناہ کرنے سے بندہ اپنی محبوب چیز پر ظلم کرتا ہے اور بندے کی محبوب چیز نفس ہے۔

۶۔ گناہ کرنے سے بندے کا نفس پلید ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اسے پاک و صاف پیدا کیا ہے۔

۷۔ گناہ کرنے سے بندہ اپنی حفاظت کرنے والے ملائکہ کو اذیت دیتا ہے۔

۸۔ امتی کے گناہ سے رسول کریم رؤف و رحیم حضور اکرم ﷺ روضہ انور میں غمگین ہوتے ہیں۔

۹۔ گناہ کرنے سے بندہ شب و روز کو اپنے اوپر گواہ بنا لیتا ہے، شب و روز کو اذیت دیتا ہے انہیں غمزدہ کرتا ہے۔

۱۰- گناہ کرنے سے بندہ ساری مخلوق سے خیانت کرتا ہے۔

انسانوں سے خیانت تو اس طرح کہ اگر کسی انسان کے ہاں اس کی گواہی مقبول تھی گناہ کرنے سے گواہی قابل تسلیم نہیں رہتی۔

لہٰذا گناہ کے جس مسلمان کے حق میں گواہی دینا تھی گناہ کی وجہ سے گواہی باطل ہوگئی۔ اس طرح مسلمان بھائی کے حق میں خیانت دیگر ساری مخلوق کے ساتھ خیانت اس طرح کہ گناہوں کی بہتات سے بارشوں کا سلسلہ رک جاتا ہے لہٰذا بارشوں کی قلت کا سبب جب گناہ ہے تو پھر بارشوں کے سلسلہ کو موقوف کر کے ساری مخلوق سے خیانت کی۔

گناہ کی دلدل میں گرنے سے بچو کیونکہ گناہ میں دس عیب ہیں اور سراسر اپنے نفس پر ظلم بھی۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو اپنے نفس کو سعادتوں سے بہرہ ور ہونے میں بخل کرے، لوگوں میں سے سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ظلم کرے کیونکہ جس نے بھی نافرمانی کی اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔

بعض داناؤں کا کہنا ہے کہ گناہوں سے بچو گناہ بدتر چیز ہے۔ گناہ اس منحوس پتھر کی طرح ہے جسے منجنیق میں رکھ کر کسی دیوار پر پھینکا جائے۔ گناہ بھی اطاعت کی دیوار کو شکستہ کر دیتا ہے، خواہشات کی ہوا اطاعت کے محل میں داخل ہو کر معرفت کے چراغ کو بجھا دیتی ہے۔

پانچ کمزوریاں

کسی دانا سے پوچھا گیا۔ کیا بات ہے ہم علمی گفتگو سنتے ہیں لیکن ہمیں فائدہ نہیں ہوتا؟

انہوں نے فرمایا پانچ کمزوریاں تمہیں علمی گفتگو سے فائدہ نہیں اٹھانے دیتیں۔

۱- اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر تم شکر ادا نہیں کرتے۔

۲- گناہ کر کے اس پر توبہ و استغفار نہیں کرتے۔

۳- علم کے مطابق عمل نہیں کرتے۔

۴- نیک لوگوں کی صحبت تو اختیار کرتے ہو لیکن ان کی پیروی نہیں کرتے۔

۵- مرنے والوں کو اپنے ہاتھوں سے سپردخاک کرتے ہو لیکن تم عبرت حاصل نہیں کرتے۔

پانچ فرشتوں کی ندا

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدگرامی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ہر روز آسمان سے پانچ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

ایک مکۃ المکرمہ میں-دوسرا مدینہ طیبہ میں-تیسرا بیت المقدس میں-چوتھا مسلمانوں کے قبرستان میں-اور پانچواں مسلمانوں کے بازاروں میں۔

۱- مکۃ المکرمہ میں اترنے والا فرشتہ ہر روز یہ ندا دیتا ہے سن لو: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کو ترک کردیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نکل گیا۔

۲- مدینہ منورہ میں اترنے والا فرشتہ یہ ندا دیتا ہے کہ جس نے حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ کو نظرانداز کردیا وہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوگیا۔

۳- بیت المقدس میں اترنے والا فرشتہ ندا دیتا ہے سن لو: جس نے مال حرام کمایا اللہ تعالیٰ اس کے کسی عمل کو بھی شرف قبولیت نہیں بخشتا۔

۴- مسلمانوں کے قبرستان میں اترنے والا فرشتہ ندا دیتا ہے اے اہل قبور: تم کس چیز پر رشک کرتے ہو اور کس چیز پر نادم وشرمسار ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم اپنی گنوائی ہوئی عمر پر نادم وشرمسار ہیں اور ان لوگوں پر رشک کناں ہیں جو کلام الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں، حصول علم دین میں کوشاں ہیں، نبی کائنات ﷺ کے حضور ہدیہ درود وسلام پیش کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں جبکہ ہم ان چیزوں پر قادر نہیں۔

۵- مسلمانوں کے بازاروں میں اترنے والا فرشتہ ندا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے لوگوں کے گروہ! رک جاؤ، رک جاؤ اللہ تعالیٰ کا سطوت ودبدبہ اور اس کا عذاب برحق ہے جو اس کے عذاب سے ڈر گیا اسے چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اپنے

گناہوں کے زخموں کا علاج کرے، ہم نے تمہیں شوق دلانے کی کوشش کی لیکن تم شوق سے عاری رہے، ہم نے تمہیں خوف دلانے کی کوشش کی تم نہ ڈرے، اگر خشیت الٰہی کے پیکر نہ ہوں، دودھ پیتے بچے نہ ہوں، چرنے والے چوپائے نہ ہوں، عاجزی سے جھکنے والے بوڑھے نہ ہوں تو تم پر عذاب کے کوڑے برسا دیئے جاتے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہمارے آقا مولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ: گناہ کو حقیر مت سمجھنا اللہ تعالیٰ حقیر سے حقیر گناہ پر بھی پوچھ گچھ فرمائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ چھوٹے گناہوں کی مثال ان چھوٹی لکڑیوں کی سی ہے جن سے بڑی لکڑیوں کو آگ لگائی جاتی ہے۔

تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جو نیکی بوتا ہے وہ سلامتی کی کھیتی کاٹتا ہے۔ انجیل میں مذکور ہے جو برائی کا بیج کاشت کرتا ہے وہ شرمندگی کی فصل کاٹتا ہے، قرآن پاک میں یہی مضمون بایں الفاظ مذکور ہے۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النساء: ۱۲۳) جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے پوچھا گیا کہ جس کے گناہ بھی بہت زیادہ ہوں اور اعمال بھی کم نہ ہوں۔ وہ زیادہ بہتر ہے یا کہ وہ شخص جس کے گناہ بھی کم ہوں اور اعمال بھی کم؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو سلامتی کے زیادہ قریب ہے یعنی تھوڑے گناہوں والا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔

کسی دانا کا قول ہے ہر ادنیٰ درجہ کا آدمی بھی نیکی کر لیتا ہے لیکن کریم وہ ہے جو گناہ ترک کر دے۔ حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتاب اللہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ اعمال بجا لانے کی نسبت گناہ ترک کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے آخرت میں نیکی لانے کو شرط قرار دیا ہے جبکہ گناہ ترک کرنے کے سوا گناہ کے معاملے میں کسی اور چیز کو مشروط نہیں کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام ۱۱۱)
جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کیلئے دس ہوں گی اس کی مانند

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النازعات ۴۱)
اور جو روکتا رہا ہوگا اپنے نفس کو (ہر بری) خواہش سے یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عفو ودرگزر کا سوال کرتے ہیں۔

باب نمبر ۴۸

ظلم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے پھر جب اسے عذاب کے شکنجے میں جکڑ دے تو اسے نجات نہیں ملتی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ (ھود: ۱۰۲)

اور یونہی گرفت ہوتی ہے آپ کے ربّ کی جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو درآنحالیکہ وہ ظالم ہوتی ہیں بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جس شخص نے اپنے بھائی پر عزت و مال کے حوالے سے ظلم کیا ہو اسے چاہئے کہ وہ مظلوم سے معاف کرا کے آج ہی اپنے لئے جائز کرا لے۔ اس دن سے پہلے پہلے جس دن ظلم کی تلافی کیلئے نہ درہم قبول کئے جائیں گے اور نہ دینار بلکہ اگر ظالم کے پاس اعمال صالحہ ہوئے تو اس سے لے کر مظلوم کی دادرسی کیلئے اسے دے دیئے جائیں گے۔ اگر نہ ہوئے تو بدلہ دلانے کیلئے مظلوم کے گناہوں کا بوجھ ظالم کے کندھوں پر ڈال دیا جائے گا۔

مفلس کون......؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو اور نہ ہی ساز وسامان۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ نہیں بلکہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز، روزے اور زکوٰۃ جیسے اعمال صالحہ لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ ایک شخص آئے گا کہے گا اس شخص نے مجھے گالی دی تھی۔ ایک کہے گا اس نے مجھ پہ تہمت لگائی تھی، ایک کہے گا اس نے میرا مال کھایا تھا، ایک کہے گا اس نے خون بہایا تھا، ایک کہے گا اس نے مجھے جسمانی اذیت پہنچائی تھی (اعمال صالحہ والے بندے کے خلاف اتنی شکایات ہوں گی) شکایات کے ازالہ کیلئے اس کی نیکیاں انہیں دی جاتی رہیں گی اگر نیکیوں سے بھی ان کی دادرسی نہ ہوئی تو متاثرہ لوگوں کی برائیاں اس کے پلڑے میں ڈال دی جائیں گی اور گناہوں کے اس بوجھ کے ساتھ اسے واصل جہنم کر دیا جائے گا۔

مظلوم کی مدد کیوں نہ کی

حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک آدمی کو سپرد خاک کر دینے کے بعد منکر نکیر اس کے پاس ایک کوڑا لے کر آئے اور کہنے لگے ہم تجھے سو کوڑے ماریں گے۔ مردہ کہنے لگا میں تو ایسا، ایسا تھا۔ فرشتے دس کوڑوں کو معاف کر دیں گے، وہ پھر کہے گا کہ میں ایسا، ایسا تھا وہ پھر تخفیف کریں گے حتیٰ کہ ایک کوڑا کی سزا باقی بچ جائے گی۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم تجھے ایک کوڑا ضرور ماریں گے۔ فرشتوں نے جب اسے کوڑا رسید کیا تو اس کی قبر آگ کے شعلوں سے بھر گئی۔ اس میت نے پوچھا تم نے مجھے کس لئے کوڑا مارا فرشتوں نے کہا تو ایک مظلوم آدمی کے پاس سے گزرا تھا اس نے تجھ سے مدد طلب کی تو نے اس کی مدد نہیں کی۔

یہ حال ہے اس شخص کا جس نے مظلوم کی مدد نہ کی ہوگی کیا حالت ہوگی اس کی جس نے مخلوق خدا پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہوں گے۔

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتا ہے اور خود کو ملعون بھی بناتا ہے۔ عرض کیا گیا وہ کیسے فرمایا کہ وہ تلاوت کرتا ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (ھود: ۱۸) ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

حالانکہ وہ خود ظالم ہوتا ہے۔

مظلوم سے معافی مانگ لو

حضرت ابواللیث فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ظلم سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ گناہ کا معاملہ جب تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو تو رحیم وکریم خدا اپنی رحمت کے تصدق معاف کردے گا لیکن جب تیرے اور بندے کے درمیان ہو تو پھر مظلوم کو راضی کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ظالم اپنے ظلم سے توبہ کرلے اور دنیا میں ہی مظلوم سے معافی مانگ لے اور اگر کسی طرح اس سے معافی مانگنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو مظلوم کیلئے بخشش ومغفرت کی دعا کرے۔ بارگاہ الٰہی سے امید ہے کہ مظلوم کے دل میں معاف کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔

حضرت میمون مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کسی پر ظلم کیا ہو پھر اس کے اندر کا انسان اسے ظلم پر شرمسار کردے اور وہ چاہے کہ مظلوم سے معافی مانگے لیکن پھر پتا چلے کہ وہ تو دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو پھر معافی کی یہی صورت ہے کہ ہر نماز کے بعد اس کے لیے مغفرت مانگے تاکہ ظلم کا کفارہ ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے ظالم کے ظلم میں اس کی مدد کی یا کسی ایسی دلیل کے ذریعے اسے سمجھانے کی کوشش کی جس سے کسی مسلمان کی حق تلفی ہو تو وہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا کہ اس کے کندھوں پر ظلم کا بوجھ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کوڑا اس پر برس رہا ہوگا۔

جاہل کون؟

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگوں میں سے زیادہ جاہل کون ہے؟

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے اپنی آخرت دنیا کے عوض بیچ ڈالی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ جاہل کی خبر نہ دوں؟ انہوں نے عرض کی امیر المؤمنین ضرور دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے اپنی آخرت دوسروں

کی دنیا کے عوض بیچ ڈالی۔

امیر المومنین حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے کسی سے بھلائی کی ہے اور نہ ہی برائی، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا

یعنی اگر میں نے کسی سے نیکی کی ہے تو وہ خود میرے اپنے لئے ہے اور اگر میں نے کسی سے برائی کی ہے تو اس کا بوجھ بھی میرے اپنے ہی نفس پر ہے۔

مجھ سے بدلہ لے لو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں سے ایک شخص کسی حاجت کیلئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور وہ چاہتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں ملاقات کر کے اپنی بپتا پیش کرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطحا وادی میں لشکر کے پاس تشریف لائے، لشکر کے اردگرد چکر لگاتے اور نماز فجر کی ادائیگی کیلئے تشریف لے جاتے۔ ایک شب تو صبح تک چکر لگاتے رہے جب اپنی سواری پر سوار ہو کر واپس تشریف لے جانے لگے تو اس شخص نے آگے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔ عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضروری کام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے جانے دو بہت جلد تمہاری ضروری حاجت پوری ہو جائے گی۔ اس نے انکار کر دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ یہ تو مجھے روکے ہوئے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہلکا سا کوڑا لگا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔ نماز پڑھائی اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جسے میں نے ابھی ابھی کوڑا مارا تھا اگر موجود ہو تو کھڑا ہو جائے۔ وہ شخص سن کر کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے میرے قریب آؤ۔ وہ شخص قریب ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے بیٹھ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑا اسے تھما دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوڑا پکڑو اور مجھ سے بدلہ لے لو۔ اس نے عرض کی خدا

پناہ، میں اپنے نبی کو کوڑا ماروں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بدلہ لے لو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس نے پھر عرض کی خدا پناہ میں اپنے نبی کو کوڑا ماروں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر مجھے معاف کردو، اس نے کوڑا رکھ دیا اور کہا کہ میں نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو معاف کردیا، پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے بھی کسی مسلمان پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ روز قیامت ضرور اس سے انتقام لے گا۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا: مظلومین روز قیامت فلاح پائیں گے۔"

اپنے معاملات درست رکھو

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تو اللہ تعالیٰ سے ستر ایسے گناہوں کا بوجھ لے کر ملاقات کرے جن کا معاملہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت ایسے ایک گناہ کے کہ جس کا معاملہ تیرے اور بندے کے درمیان ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کیلئے مناسب نہیں ہے کہ اس کے ذمے قرض ہو اور وہ قرض کی ادائیگی تک زیتون اور ساگ وغیرہ سے روٹی کھائے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قرآن پاک کی کسی ایک آیت کی تلاوت اور اس پر عمل کرنا مجھے ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

کسی مومن کو خوش کرنا اور اس کی ضرورت پوری کردینا مجھے ساری عمر کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

دنیا سے کنارہ کشی ارض وسموات میں بسنے والی مخلوق کی عبادت جتنی عبادت کرنے سے زیادہ افضل ہے۔

حرام کی کمائی کے درہم کا چھٹا حصہ چھوڑ دینا مال حلال سے کیے ہوئے سو حج سے زیادہ افضل ہے۔

سلب ایمان کا سبب

مذکور ہے کہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اکثر و بیشتر دل سے نور ایمان بندوں پر ظلم

کرنے کے سبب سلب کیا جاتا ہے۔ ابوالقاسم الحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی ایسا بھی گناہ ہے جس سے بندے کا ایمان سلب ہو جاتا ہو؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں تین چیزیں بندے کا ایمان سلب کر لیتی ہیں۔

۱۔ دین اسلام پر شکر نہ کرنا

۲۔ دین اسلام کے ضائع ہو جانے پر خوف نہ کرنا

۳۔ اہل اسلام پر ظلم کرنا۔

حضرت حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو تین چیزوں کی وصیت کی۔

اتنی کثرت سے موت کو یاد کرو کہ اور کاموں سے تمہیں بیگانہ کر دے۔

نعمت الٰہی پہ شکر لازم کر لو اسی سے ہی نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔

دعا مانگتے رہو نہ جانے کون سی قبولیت کی گھڑی ہو۔

اور تین چیزوں سے ہی ممانعت فرمائی ہے۔

وعدہ خلافی نہ کرنا، وعدہ خلافی پر کسی کی مدد نہ کرنا، ظلم کرنے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد ضرور فرماتا ہے۔

گھناؤنی سازشوں سے بچو کیونکہ نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔

ظالمو! کہاں تک بھاگو گے

حضرت یزید بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم میں سمندر کے ساحل کی طرح جگہیں ہیں جس میں بختی اونٹوں کی طرح اژدھے اور ہاتھیوں کی جسامت کے سے خچروں کی طرح بچھو ہیں جب جہنمی لوگ عذاب میں تخفیف کیلئے فریاد کریں گے تو انہیں کہا جائے گا جہنم کے ساحل پر نکل آؤ۔ جب وہ ساحل پر آئیں گے تو اژدھے ان کے ہونٹوں اور چہروں کو نوچ لیں گے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے گا اسی طرح وہ جہنمیوں کے چہروں کو نوچ ڈالیں گے، پھر وہ فریاد کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ کر جہنم کی طرف جائیں گے تو ان پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ ہر جہنمی اپنے آپ کو رگڑ رگڑ کے ہڈیوں کو ظاہر کر لے گا۔ انہیں کہا جائے گا، اوہ

فلاں جہنمی کیا تجھے یہ اذیت دیتے ہیں؟ وہ کہے گا ہاں، پھر اسے کہا جائے گا یہ اسی اذیت کا بدلہ ہے جو تو مومن کو پہنچایا کرتا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (النحل ۸۸)

ہم نے بڑھا دیا اور عذاب ان کے پہلے عذاب پر اس وجہ سے کہ وہ فتنہ و فساد برپا کیا کرتے تھے۔

مومن کب ظالم ہوگا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومن کے ظالم ہونے کیلئے تین چیزیں ہی کافی ہیں۔

۱- خود کوئی کام کرے دوسروں پر عیب لگادے۔

۲- اپنے عیبوں سے اندھا ہے اور دوسروں کے عیبوں پر نگاہ رکھے۔

۳- اپنے ہم نشینوں کو فضول باتوں سے تکلیف دے۔

امتی تیری قسمت پر لاکھوں سلام

حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ روز قیامت عرش الٰہی کے نیچے سے ایک منادی ندا دے گا اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم: میرے حقوق میں جو تمہاری کوتاہیاں تھیں وہ میں نے تمہیں بخش دیں اور جو تمہاری آپس میں حق تلفیاں ہیں وہ ایک دوسرے سے معاف کرالو اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

باب ۴۹

رحمت وشفقت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ایک آدمی کسی سفر پر چلا جارہا تھا اسے شدت پیاس نے بے تاب کیا تو وہ ایک کنویں کے پاس جا پہنچا۔ کنویں سے اس نے پانی پیا۔ پیاس بجھائی تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا جس طرح میں پیاس کی وجہ سے بے تاب تھا اسی طرح کتا بھی بے تاب ہے۔ وہ کنویں میں اترا جوتے میں پانی لیا اور اپنے منہ میں جوتا لے کر کنویں سے باہر نکلا اور کتے کو پلا کر اس کی پیاس بجھائی۔ کتے نے سیراب ہوکر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس بندے کیلئے مغفرت وبخشش کی دعا کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: کیا چوپایوں (کے ساتھ صلہ رحمی کرنے) میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر تر جگر والے کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں اجر ہے۔

ایک دوسرے کے خیر خواہ بن جاؤ

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جنت میں رحمدل شخص ہی داخل ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم سب مہربان لوگ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صرف اپنے ہی لئے

مہربان ہونا مراد نہیں بلکہ عام لوگوں کیلئے رحمدل ہونا ایسے ہی لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم اپنے بھائی کو مکافات عمل میں مبتلا دیکھو تو اس پر لعن طعن نہ کرو اور نہ ہی اس کے خلاف شیطان کی مدد کرو بلکہ کہو الٰہ العالمین: تو اس پر رحم فرما الٰہ العالمین تو اسکی توبہ قبول فرما۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمانے لگے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمانوں کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خیر خواہ بن کر رہیں، آپس میں صلہ رحمی کریں۔ اس طرح جسد واحد بن جائیں کہ جس طرح جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم پریشان ہو جاتا ہے۔ اس عضو کی تکلیف ختم ہو جائے تو جسم صحیح سلامت۔

آؤ مسلمانوں کی نگرانی کریں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک شب گشت کرتے ہوئے ایک جماعت کے قریب سے گزرے جسے پڑاؤ کیے ہوئے ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر چوری کا خدشہ محسوس کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہنے لگے امیر المؤمنین: اس وقت کیسے آنا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو ابھی ابھی آئی ہے۔ میرے دل میں بات آئی کہ جب وہ رات گزارنے کیلئے سو جائیں گے تو مبادا کوئی چور اپنا ہاتھ نہ دکھا جائے۔ لہٰذا تم میرے ساتھ چلو تاکہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چل پڑے اور جماعت کے قریب بیٹھ کر حفاظت کرنے لگے حتیٰ کہ جب انہوں نے سپیدہ سحر طلوع ہوتے دیکھا تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے آواز دی: اے جماعت والو: نماز کی تیاری کرو، نماز کی تیاری کرو۔ جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ بیدار ہو رہے ہیں تو دونوں اٹھے اور

واپس چل دیئے۔

غیروں پر رحمدلی

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے بندہ خدا: تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے اسلاف کی اقتداء کرے کیونکہ اللہ جل شانہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی اخوت و ہمدردی اور صلہ رحمی کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح ۲۹) آپس میں بڑے رحمدل ہیں۔

وہ نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ ساری مخلوق کیلئے رحمدل تھے۔ وہ ذمیوں پر مہربان رہے۔ مسلمانوں پر کیسے مہربان نہ ہوتے۔

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے ذمی شخص کو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا جب تک تو جوان تھا ہم تجھ سے جزیہ لیتے رہے مگر آج ہم نے تجھے ضائع کردیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے اس کا سامان خورد و نوش ادا کیا جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پریشانی

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سنگلاخ وادیوں میں پریشان حال دوڑتے پھرتے دیکھا تو پوچھا امیر المؤمنین: آپ کس لئے بھاگے پھر رہے ہیں؟ فرمانے لگے صدقہ کا اونٹ بھاگ گیا ہے اسے تلاش کررہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا امیر المؤمنین بعد میں آنے والے خلفاء کیلئے تو آپ مشکلات پیدا کررہے ہیں۔ فرمانے لگے ابوالحسن: مجھے نہ ڈانٹو قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ اگر فرات کے کنارے پر بکری کا بچہ بھی مرجائے تو روز قیامت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اس کا بھی حساب لیا جائے گا کیونکہ نہ تو ایسا سربراہ مملکت کسی عزت و وقار کا حقدار ہے جو مسلمانوں کے اموال کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی ایسا فاسق جو مومنوں کو پریشان کرتا ہو۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

میری امت کے ابدال کثرت صوم وصلاۃ کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ صدق دل، سخاوت نفس اور باہمی محبت واخوت کا جذبہ انہیں جنت میں لے جائے گا اور یہ چیزیں رحمت الٰہی کے نزول کا باعث ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مسلمانوں کے چار حقوق کی ادائیگی تم پر لازم ہے۔

۱- امت مسلمہ کے نیکوکار لوگوں سے تعاون۔

۲- گنہگاروں کیلئے بخشش ومغفرت۔

۳- امت مسلمہ کی غیر موجودگی میں ان کیلئے دعا۔

۴- توبہ کرنے والوں سے پیار اور محبت۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی پر چھ حق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے۔ اگر ایک حق کو بھی نظر انداز کر دیا گیا تو گویا اس نے ایک حق واجب ترک کر دیا۔

۱- جب مسلمان بھائی دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے۔

۲- بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرے

۳- وصال کر جائے تو تجہیز وتکفین کرے۔

۴- ملاقات کرے تو سلام کرے۔

۵- خیر خواہی طلب کرے تو خیر خواہ بن جائے۔

۶- چھینک آئے تو اس کا جواب دے۔

خلق خدا پر شفقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کوئی نبی ایسے نہیں ہیں جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں میں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں

حکمت یہ تھی کہ پہلے چوپاؤں کی نگرانی کر کے خلق خدا پر ان کی شفقت ظاہر ہو جائے جب ان کی شفقت چوپاؤں پر عیاں ہو جاتی تو اعلان نبوت کرا کے انہیں اولاد آدم کے دینی امور کی نگہبانی سونپ دی جاتی۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہ میں عرض کی یارب العالمین! کس چیز کی بنا پر تو نے مجھے اپنا صفی بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میری مخلوق پر تیری مہربانی وشفقت نے تجھے میرا محبوب بنا دیا تو حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک بکری بھاگ گئی تو بھی اسے پکڑنے کیلئے اس کے پیچھے بھاگا۔ اسے پکڑتے پکڑتے تو تھک گیا حتیٰ کہ تو نے اسے پکڑ لیا پھر تو اس پر برہم نہ ہوا بلکہ اسے گود میں لے کر کہنے لگا اے مسکین وناتواں بکری تو نے مجھے بھی تھکا ڈالا اور خود بھی تھک گئی۔ میری مخلوق بکری کے ساتھ تیری شفقت مجھے اتنی پسند آئی کہ میں نے تجھے اعزاز نبوت کیلئے منتخب فرمالیا۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے دنیا میں کسی مسلمان بھائی کی ستر پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی ستر پوشی فرماتا ہے۔

جو شخص مصائب دنیا سے کسی مصیبت کو اپنے مسلمان بھائی سے دور کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس سے اخروی مصیبت دور فرمادے گا۔

جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی معاونت میں مصروف رہتا ہے تب تک اللہ جل شانہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اکرم رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو بھلائی میں سے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا، ایسے شخص کے گناہوں کو نہیں بخشتا جو اوروں کی خطاؤں کو معاف نہ کرے، ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو توبہ کرنے والوں کی پروا نہیں کرتا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رحمٰن اور رحیم ذات پاک رحم کرنے والوں پر مہربان ہوتی ہے تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انجیل میں یہ لکھا ہوا ہے:

اے ابن آدم: جس طرح تم رحم کرتے ہو ویسے ہی تم پر رحم کیا جاتا ہے، اگر تو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر مہربانی نہ کرے گا تو تُو کیسے امید رکھ سکتا ہے کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بچوں کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے اور ان سے چڑیاں خرید کر آزاد کر دیتے اور کہتے جاؤ آزادی سے زندگی گزارو۔

حضرت شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے بندہ خدا: جب تو برے الفاظ میں کسی کا تذکرہ کرے گا تو گویا تو نے اس کیلئے رحمدلی کا اہتمام نہیں کیا۔ تیری حالت اس سے بھی بری ہے، جب تو کسی مرد صالح کا ذکر کرے اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی لذت نہ پائے تو تب بھی تو ایک برا شخص ہے۔

سنگدل رحمت الٰہی سے محروم ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو نہ کرو ورنہ سنگدل ہو جاؤ گے۔ سنگدل رحمت الٰہی سے دور ہوتا ہے۔ لیکن تمہیں خبر نہیں اس طرح لوگوں کے عیبوں کو نہ دیکھو کہ تم ان کے مالک

ہو بلکہ اس طرح دیکھو کہ تم غلام ہو۔لوگوں کی دوقسمیں ہیں۔

مصیبتوں میں گرفتار اور امن وعافیت والے، مصیبتوں میں گرفتار لوگوں پر رحم کرو اور امن وعافیت والوں کو دیکھ کر حمد الٰہی بجالاؤ۔

تین کلمات

حضرت ابوعبداللہ شامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی۔ایک عمر رسیدہ بزرگ تشریف لائے۔ملاقات ہوئی فرمانے لگے میں ہی طاؤس ہوں۔میں نے کہا اگر آپ ہی طاؤس ہیں تب تو ضعیف العمری کی بناپر آپ فاسد العقل ہوگئے ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا: عالم دین (بفضلِ الٰہی) کبھی فاسد العقل نہیں ہوتا۔فرمانے لگے پوچھو کیا پوچھتے ہو لیکن گفتگو مختصر ہو۔میں نے کہا اگر آپ اختصار کو پیش نظر رکھیں گے تو میں بھی کلام مختصر کروں گا۔حضرت طاؤس فرمانے لگے اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے تورات، انجیل اور قرآن مجید کا خلاصہ تین کلمات میں بتاسکتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔فرمانے لگے سن:

پہلا کلمہ: اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو کہ اللہ تعالیٰ کے خوف پر کوئی خوف غالب نہ ہو۔

دوسرا: اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھ جو خوف الٰہی سے بھی زیادہ ہو۔

تیسرا: اوروں کیلئے بھی وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تین چیزیں جس میں جمع ہوگئیں اس میں ایمان کامل جمع ہوگیا۔

۱- تنگدستی کے دنوں میں بھی راہ خدا میں خرچ کرنا۔

۲- اپنے آپ سے انصاف کرنا۔

۳- لوگوں میں سلام پھیلانا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کو تین باتیں بڑی پیاری لگتی ہیں۔

۱- انتقام کی طاقت کے باوجود معاف کردینا۔

۲۔ امور میں میانہ روی اختیار کرنا۔

۳۔ بندگان خدا پر نرمی اور شفقت سے پیش آنا۔

جو کسی بندۂ خدا پر مہربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جاتا ہے

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی کی۔ اے آدم! چار چیزیں تیری اور تیری اولاد کیلئے ہر بھلائی کو جمع کر دیں گی۔

ایک کا تعلق مجھ سے ہے، ایک کا تیری ذات سے، ایک تیرے اور لوگوں کے درمیان اور ایک میرے اور تیرے درمیان۔

جس بات کا تعلق میری ذات سے ہے وہ یہ کہ میری ہی عبادت کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

دوسری بات کہ جس کا تعلق فقط تیری ذات سے ہے وہ یہ کہ تیرا عمل ہے، میں تجھے تیرے عمل کی جزا اس وقت دوں گا جب تجھے اس کی اشد ضرورت ہوگی۔

میرے اور تیرے درمیان جو معاملہ ہے وہ یہ کہ تیرے لئے دعا کرنا لازم ہے اور میرے ذمہ دعاؤں کی قبولیت۔

تیرے اور لوگوں کے درمیان یہ کہ تو لوگوں کے ساتھ ویسا سلوک کر جیسا اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

باب ۵۰

خشیت الٰہی

عقلمند کون؟

حضرت عمر، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عقلمند۔

انہوں نے پھر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سب سے زیادہ عبادت گزار کون ہے؟ ارشاد فرمایا: عقلمند۔

انہوں نے پھر عرض کی لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عقلمند۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے پیار محبوب: جس کی مروت کامل، فصاحت عیاں، ہاتھ سخی اور مقام و مرتبہ عظیم ہو کیا ایسا شخص عقلمند نہیں ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (الزخرف: ۳۵)

اور یہ سب (سنہری روپہلی) چیزیں دنیوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت (کی عزت و کامیابی) آپ کے رب کے نزدیک پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

ارشاد فرمایا عقلمند وہ ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو اگرچہ دنیاوی اعتبار سے مفلس و نادار ہی کیوں نہ ہو یعنی متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان اپنے بارے خوف و امید کی

علامات کی پہچان پیدا کرے تو گویا اس نے پختہ امور کو مضبوطی سے تھام لیا۔ خوف کی علامت یہ ہے کہ ان چیزوں سے باز آ جائے جن سے رک جانے کا اللہ کریم نے حکم دیا ہے۔ امید کی علامت یہ ہے کہ ان امور کو بجالائے جن کے بجالانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ خوف ورجا کی دو علامتیں ہیں رجا کی علامت یہ ہے کہ تیرا ان امور پر عمل کرنا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو خوف کی علامت یہ ہے۔ کہ تیرا ان امور سے اجتناب کرنا جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو۔

متاع کل ہول قیامت کے بدلے فدیہ دے دوں

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے اور کہا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کو دولت اسلام سے مالا مال کیا جب لوگ کفر کی تاریکی میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔ آپ کو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کی توفیق نصیب ہوئی جب لوگ داعی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ کی خلافت پر دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا، اللہ جل شانہ نے آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے مغرور شخص ہی آپ کے ان کلمات سے دھوکہ کھا سکتا ہے۔ قسم بخدا! اگر میرے پاس روئے زمین کی اتنی خلافت ہوتی جس پر سورج طلوع ہوتا ہے تو میں ساری کی ساری ہول قیامت کے بدلہ میں بطور فدیہ دے دیتا۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا مومن دو قسم کے خوف کے درمیان ہے ایک وہ اجل جو گزر چکی اس بارے وہ کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کیا کرنے والا ہے۔

دوسری وہ جو ابھی پیش آنے والی ہے اس بارے بھی کوئی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں کیا فیصلہ فرمانے والا ہے۔

لہٰذا بندہ کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات کیلئے ہی خود اپنے آپ سے، آخرت کیلئے دنیا سے، موت کیلئے زندگی سے زادِ راہ لے لے۔ قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے۔ موت کے بعد طلب رضا مندی کا کوئی موقع نہیں۔ دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد یا جنت کے سدا بہار باغیچے ہیں یا جہنم کی آتش۔

حضور رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور نہ ہی دو امن جمع کرتا ہوں، جو دنیا میں میری خشیت کا پیکر بن گیا اسے آخرت میں امن عطا فرماؤں گا جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا میں اسے روز قیامت خوف میں مبتلا کروں گا۔

خشیت الٰہی سے کانپتے شانے

حضرت عمار بن منصور رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں عدی بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کے منبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا لوگو! میں تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جس کی سند میں میرے اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف ایک ہی شخص کا واسطہ ہے لوگوں نے عرض کی ضرور سنائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ساتویں آسمان میں فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں اور قیامت کے بپا ہونے تک سجدہ ریز ہی رہیں گے۔ ان کے شانوں کا گوشت خشیت الٰہیہ سے تھر تھر کانپ رہا ہے روز قیامت اپنے سروں کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے الٰہ العالمین، تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

ابو میسرہ رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے بستر پر آرام کیلئے تشریف لاتے تو کہتے کاش میری ماں نے مجھے جنم ہی نہ دیا ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ نے کہا اے ابو میسرہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی دولت عطا کی ہے آپ پر پر احسانات کیے ہیں۔ فرمانے لگے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں تمہیں جہنم تک لے جاؤں گا جبکہ یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہیں اس سے باہر بھی لے آؤں گا۔

مجھے پیدا نہ ہونے والوں پر رشک ہے

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے نہ تو مجھے ملائکہ مقربین پر رشک ہے اور نہ ہی انبیاء ومرسلین پر۔ کیا وہ روز قیامت خوف الٰہی سے پشیماں نہ ہوں گے مجھے رشک ان پر ہے جو دنیا میں آئے ہی نہیں۔

کسی دانا کا کہنا ہے غم رنگارنگ ڈشیں کھانے سے روک دیتا ہے۔ خوف الٰہی گناہوں سے باز رکھتا ہے، رجا اطاعت الٰہی پر استحکام بخشتی ہے اور موت کا ذکر فضول قسم کی باتوں سے گریزاں رکھتا ہے۔

ہر متقی میری آل ہے

حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب بندہ مومن کے دل میں خشیت الٰہیہ جاگزین ہو جائے تو پھر اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جس طرح درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی آل پاک کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک کیلئے ہر مومن متقی میری آل ہے۔ سن لو! میرے اولیاء کرام ہی متقی و پرہیزگار ہیں کسی شخص کو کسی دوسرے پر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں ہے۔

تین مہلکات، تین منجیات

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں اور تین ہی نجات دینے والی ہیں

تین مہلک چیزیں درج ذیل ہیں:

۱- بخل اور حرص کہ جنہیں اپنایا جائے۔

۲- خواہشات کہ جن کی پیروی کی جائے۔

۳- خود پسندی

نجات دینے والی تین چیزیں

۱۔خشمنا کی اور خوشی دونوں حالتوں میں عدل وانصاف کرنا۔

۲۔تنگدستی اور فراخی میں اعتدال۔

۳۔ظاہر و باطن میں خشیت الٰہیہ۔

شب بھر اشک باری

حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ خشیت الٰہی سے شب بھر روتے رہتے تھے۔ ماں انہیں مشقتیں جھیلتے دیکھتی تو آواز دیتی میرے لخت جگر! کیا تو نے کسی کو قتل کر دیا ہے جو اس قدر اشک باری کرتے ہو۔ کہتے ہیں ہاں میری ماں' والدہ فرماتیں وہ کون ہے۔ مجھے بتاؤ تا کہ میں اس کے ورثاء سے معافی طلب کرلوں۔ قسم بخدا اگر وہ تیری اس کیفیت کو جان جائیں تو تجھ پر ضرور مہربانی کرتے ہوئے معاف کر دیں گے۔ ربیع کہتے ہائے میری ماں' میں نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے۔

خشیت الٰہیہ کا اظہار سات چیزوں میں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خشیت الٰہیہ کی علامت کا اظہار سات چیزوں میں ہوتا ہے۔

۱۔زبان،۲۔پیٹ،۳۔آنکھ،۴۔ہاتھ،۵۔پاؤں،۶۔دل،۷۔اطاعت۔

زبان: خشیت الٰہیہ کا اظہار زبان پر اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ زبان جھوٹ، غیبت اور یاوہ گوئی سے محفوظ ہو کر ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور تکرار علم میں مشغول ہو جاتی ہے۔

پیٹ: خشیت الٰہی پیٹ میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ بندہ پیٹ میں حلال اور پاکیزہ رزق ہی داخل کرتا ہے۔ حلال رزق بھی بقدر ضرورت۔

آنکھ: آنکھ کے معاملہ میں خشیت الٰہیہ کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ بندہ نہ تو حرام کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ہی دنیا کی بھول بھلیوں میں رغبت رکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا عبرت کیلئے ہوتا ہے۔

ہاتھ: اپنا ہاتھ کسی حرام کی طرف نہیں بڑھاتا بلکہ ہاتھ اٹھتا ہے تو اطاعت الٰہی کی بجا آوری کیلئے۔

پاؤں: پاؤں میں خشیت الٰہی کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ بندہ قدم کے معاملہ میں اس قدر احتیاط برتتا ہے کہ ایک قدم بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں اٹھاتا۔

دل: دل میں خشیت الٰہیہ جب جاگزین ہو جائے تو دل سے عداوت، بغض، حسد یکسر ختم ہو جاتے ہیں اور اس کی جگہ خیر خواہی اور مسلمان بھائیوں کیلئے شفقت و محبت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اطاعت: اطاعت کے معاملہ میں خشیت الٰہیہ کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ بندہ منافقت اور ریاکاری سے حد درجہ ڈرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کا ہر ہر عمل رضائے الٰہی کیلئے ہو، جب معاملہ یوں ہو جائے تو پھر بندے کا شمار ان لوگوں میں ہو جاتا ہے جن کے بارے اللہ تعالیٰ کا قرآن یوں شہادت دیتا ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (الزخرف ۳۵)
اور آخرت آپ کے ربّ کے نزدیک پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا (الانباء ۳۱)
بلاشبہ پرہیزگاروں کیلئے کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔

یعنی متقین کیلئے نجات اور سعادت مندیاں ہیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ (الدخان ۵۱) یقیناً پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے۔

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے متقین کی تعریف کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ جہنم سے نجات پانے والے خوش نصیب ہیں۔

ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (مریم ۷۱-۷۲)

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کا گزر دوزخ پر ہوگا یہ آپ کے ربّ پر لازم ہے (اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے پھر ہم نجات دیں گے پرہیزگاروں کو اور رہنے دیں گے ظالموں کو دوزخ میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگو کیا تمہیں معلوم ہے کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کا مطلب کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وارد ہونے سے مراد جہنم میں داخل ہونا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ وارد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم انتہائی بدبودار صورت میں لائی جائے گی۔ جب مخلوق میں سے نیک و بد کے قدم اس پر جم جائیں گے تو ایک منادی ندا دے گا اے جہنم! اپنے ساتھیوں کو لے لو اور میرے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ پھر جہنم ہر جہنمی کو دھنسا دے گی۔ جہنم اپنے ہر ساتھی کو اس سے بھی کہیں زیادہ جانتی ہے جتنا ایک والد اپنی اولاد کو جانتا ہے جبکہ صاحبان ایمان کپڑے تر ہونے کی دیر میں نجات پا جائیں گے۔ جہنمی خازن کے پاس دو رخہ لوہے کا ایک ستون ہوگا۔ آن واحد میں اس ستون سے سات لاکھ جہنمیوں کو جہنم میں دھکیل دے گا۔

۹۹۹ جہنمی ایک جنتی

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اسی دوران قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج-۱) اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار (کی ناراضگی) سے بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

پھر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ دن کون سا ہوگا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمائے گا، اے آدم! اٹھو جنتی گروہ کو جنت میں اور جہنمی گروہ کو جہنم میں بھیج دو۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے، یارب العالمین: جنت کا حصہ کتنا ہے اور جہنم کا کتنا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ہر ہزار میں سے ۹۹۹ جہنمی اور ایک جنتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا تو رونا شروع کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے امتیوں مجھے امید واثق ہے کہ جنتیوں کا ایک تہائی حصہ تم ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا تو نعرہ تکبیر بلند کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نبی مکرم کی تشریف آوری سے قبل ایک زمانہ جاہلیت گزرا۔ اس زمانہ جاہلیت سے جہنمیوں

کی تعداد پوری کی جائے گی۔ اگر دور جاہلیت سے بھی تعداد پوری نہ ہوئی تو منافقین سے پوری کی جائے گی اور امتوں میں تمہاری مثال تو سواری کے بازو میں یا اونٹ کے پہلو میں تل کی سی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے امید ہے تم لوگ جنت کے دو تہائی ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے ساتھ دو قسم کی مخلوق ہوگی جن کے ساتھ یہ ہوں انہیں کی کثرت ہوگی۔ ایک یاجوج ماجوج اور دوسرے وہ جو جن وانس میں سے حالت کفر میں مر گئے۔

ایک جیسے دو دنوں والا دھوکہ میں ہے

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ قول تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ المرأ مع من احب ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہو، نیک لوگوں کی معیت اسی وقت فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے جب تم ان کے نقش قدم پر چلو گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو یہود ونصاریٰ اور اہل بدعت انبیائے کرام سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کی پیروی نہ کرنے کی بنا پر گویا ان کے ساتھ نہیں ہیں۔

سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من استوی یوماہ فھو مغبون جس کے دو دن ایک جیسے ہوں وہ دھوکہ میں ہے جس کا آئندہ کل آج سے برا ہو وہ ملعون ہے۔ جو (نیکیوں کے اعتبار سے) زیادتی میں نہ ہو وہ خسارہ میں ہے اور جو خسارہ میں ہو اس کیلئے مر جانا ہی بہتر ہے۔

حرام سے کنارہ کشی کرنے والا

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے جنت میں زمرد اور موتیوں کا ایک ایسا گھر تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر ہر گھر میں ستر ستر ہزار گھر ہیں۔ ان میں انبیائے کرام، صدیقین، شہداء، عادل حکمران اور خود پہ مستحکم افراد بھی ہوں گے۔ عرض کیا گیا۔ خود پر مستحکم افراد کون سے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جن کے سامنے حرام پیش کیا جائے لیکن خوف الٰہی سے وہ اسے ترک کردیں۔

نفاق کا گمان

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری دورِ حیات میں ایک صحابی تھے جنہیں "حنظلہ رضی اللہ عنہ" کہا جاتا تھا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا جس سے رقتِ قلبی پیدا ہوگئی۔ آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے۔ ہمیں خود آگہی نصیب ہوگئی۔ فرماتے ہیں کہ میں خدمت جلیلہ سے اجازت لے کر اہل خانہ کی طرف لوٹ آیا، میری اہلیہ میرے پاس آ گئی ہم دنیاوی گفتگو میں ایسے مشغول ہوئے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والی کیفیت بھول گئی۔ پھر جو مجھے یاد آیا تو خوف و رقت اور اشک روانی کے چلے جانے پر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں تو منافق بن گیا۔ میں گھر سے نکلا اور لگا شور مچانے لوگوں حنظلہ منافق ہوگیا۔ دورانِ راہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے تو فرمانے لگے ہرگز نہیں، اے حنظلہ یہ نفاق نہیں۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حنظلہ منافق ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں ہرگز نہیں۔ حنظلہ منافق نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ کی گفتگو سے دل دہل جاتے ہیں، آنکھیں بہہ پڑتی ہیں، خود آگہی نصیب ہو جاتی ہے لیکن اہل خانہ کے پاس گئے دنیاوی گفتگو میں ایسے مشغول ہوئے کہ ساری کیفیتیں جاتی رہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے حنظلہ: اگر تم پر ہمیشہ ویسی کیفیت رہے تو راہوں میں گزرتے ہوئے تمہیں فرشتے مصافحہ کریں، تمہارے گھروں اور تمہارے بستروں پر فرشتے تمہاری زیارت کیلئے آئیں لیکن اے حنظلہ وقت وقت کی بات ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس آیت طیبہ کا یہی مفہوم ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون ۶۰)

اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہیں۔

ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو گناہ بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو اطاعت و فرمانبرداری بھی کرتے ہیں اور پھر ڈرتے بھی ہیں کہ مبادا کہیں مردود و نامقبول نہ ہو جائیں۔

چار چیزوں کا ڈر

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو اعمال حسنہ بجالاتا ہے اسے چار چیزوں کے خوف کی ضرورت ہے اور جو برے اعمال میں مگن ہے اس کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔

۱۔ قبولیت کا خوف۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ (المائدہ ۲۷) قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیزگاروں سے

۲۔ ریاکاری کا خوف کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (البینہ ۵) حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی دین کو اپنے لئے خالص کرتے ہوئے۔

۳۔ حفظ و سلامتی کا خوف فرمان خداوندی ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا (الانعام: ۱۶۰) جو ایک نیکی لائے اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

۴۔ اطاعت الٰہی میں رسوائی کا خوف کیونکہ کوئی علم نہیں اعمال توفیق الٰہی کے مطابق بھی ہیں یا کہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ (ھود: ۸۸) اور نہیں ہے، میرا راہ پانا مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

باب ۵۱

ذکر الٰہی

حضرت کثیر بن مرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں بہترین عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے نزدیک پاکیزہ ترین ہو، تمہارے درجات کی بلندیوں کا باعث ہو، تمہارے لئے سونا چاندی راہ خدا میں خرچ کرنے سے افضل ہو، بلکہ میدان کارزار میں دشمنوں کی گردنیں اڑانے اور شہید ہونے سے بھی بہتر ہو۔ سن لو وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

مشکل ترین اعمال

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سخت ترین اعمال تین ہیں۔

۱- بندے کا اپنے آپ سے انصاف کرنا۔

۲- مالی طور پر مسلمان بھائیوں سے غمخواری کرنا

۳- اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن آدم کا کوئی عمل ذکر الٰہی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ہے۔ عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی؟ ارشاد فرمایا ہاں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

افضل عمل

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا گیا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کون سا عمل افضل ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب روح پرواز کررہی ہو اس وقت ذکر الٰہی سے تیری زبان رطب اللسان ہو۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو شخص دنیاوی گفتگو سے تو مانوس ہو لیکن ذکر الٰہی سے مانوس نہ ہو ایسے شخص کا عمل قلیل، آنکھیں تاریک اور زندگی بیکار ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذکر الٰہی ایمان کا علم (جھنڈا)، منافقت سے بیزاری، شیطان سے بچنے کا قلعہ اور جہنم سے دوری کا سبب ہے۔

پانچ امور کی تاکید

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو پانچ امور کا مثال کے ذریعے حکم دے دیجئے۔

۱-شرک نہ کریں، ۲-نماز ادا کریں، ۳-روزے رکھیں، ۴-صدقہ کریں

۵-ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہیں۔

شرک نہ کریں:

حکم الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو حکم دے دو کہ وہ اللہ جل شانہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اسے مثال کے ساتھ واضح فرمادیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے بنی اسرائیل! شرک کی مثال اس طرح ہے کہ جس طرح کوئی شخص اپنے خالص مال سے کوئی غلام خریدے، اسے رہائش اور سکونت کیلئے مکان بنا کر دے، اپنی کسی باندی کے ساتھ اس کی شادی بھی کردے۔ اسے کچھ مال بھی دے دے اور حکم دے کہ اس کے ذریعے تجارت کرکے خود بھی سامان خورد ونوش حاصل کرو اور زائد منافع مجھے دیتے رہو۔ غلام الٹی چال چلنا شروع کردے حاصل شدہ منافع کا بیشتر حصہ اپنے مالک کے دشمنوں کو دے دے اور کچھ بچا کھچا مالک کو پیش کردے تم میں سے کون ہے جو ایسے غلام

پر راضی ہوگا؟ یہ مثال شرک میں مبتلا لوگوں کیلئے کاری ضرب ہے۔

نماز ادا کریں:

نماز کا حکم دو اور مثال کے ذریعے اس حکم کو واضح بھی کر دو۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لوگو! نماز کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی بادشاہ کے حضور حاضری کی اجازت مانگے۔ جب اجازت مل جائے بادشاہ اس کی فریاد سننے کیلئے اس کی طرف متوجہ بھی ہو جائے اور اس کی حاجات پوری کرنے کے لئے تیار بھی ہو ایسے میں فریادی بادشاہ کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے دائیں بائیں منہ اٹھا کر تکنا شروع کر دے تو کیا خیال ہے بادشاہ اپنی توجہ اس کی طرف مبذول رکھے گا، ہرگز نہیں بلکہ بادشاہ بھی اپنی توجہ اس سے ہٹا لے گا اور اس کی ضروریات کو پورا نہیں کرے گا۔

روزے رکھیں:

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے روزوں کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جس نے میدان کارزار میں اترنے کیلئے ڈھال پہنی، مسلح ہوا اور دشمن کے سامنے جا کر سینہ سپر ہو گیا۔ ایسے میں دشمن نے حملہ آور ہونے کی کوشش کی لیکن نہ تو دشمن کا وار اس پر کارگر ثابت ہو سکا اور نہ ہی دشمن اسے اپنی گرفت میں لے سکا۔

صدقہ دیں:

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے صدقہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن کے نرغے میں آ جائے۔ پھر آزادی کیلئے مقررہ رقم دشمن سے طے کر کے دشمن کے شہر میں ہی محنت و مزدوری شروع کر دے۔ تھوڑا بہت جو کمائے وہ آزادی کی خاطر دشمن کے سپرد کرتا رہے حتیٰ کہ آہستہ آہستہ وہ اپنی گردن اس سے آزاد کرا لے۔

ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہیں:

ذکر الٰہی کا حکم دیتے ہوئے انہیں مثال بیان فرمائی کہ ذکر کی مثال ایسی قوم کی سی ہے

کہ جن کے پاس قلعہ کا تحفظ موجود ہے۔ انکا دشمن بھی ان کے قریب ہی ہو۔ دشمن حملہ آور ہونے لگے تو وہ قلعے میں داخل ہو کر دروازے بند کر لیں۔ اس طرح وہ دشمن کے حملے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ (ذکر الٰہی بھی شیطان کے حملے سے بچنے کا قلعہ ہے)۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی تمہیں انہیں پانچ امور کی تاکید کرتا ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیا اور مزید پانچ ان امور کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ کریم نے مجھے حکم دیا ہے۔ وہ امور درج ذیل ہیں۔

(۱) نماز با جماعت کی ادائیگی، (۲) حاکم کی بات سنو اور اطاعت کرو، (۳) ہجرت (۴) جہاد، (۵) زمانہ جاہلیت کی سی پکار جس نے کی جہنم کی گہرائی میں وہ جا گرا۔

حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے الحمد للہ کہا آسمانوں کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں۔

جس نے اللہ اکبر کہا آسمان وزمین کے درمیان خلاء اس کیلئے ثواب سے بھر دیا جاتا ہے۔

جس نے سبحان اللہ کہا اس کے ثواب کی تو کوئی انتہا ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے ثواب کو کوئی جانتا بھی نہیں۔

جیسا ذکر کرو گے ویسا ہی پاؤ گے

حدیث قدسی ہے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

بندہ جب اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے میں بھی ویسے ہی اسے یاد کرتا ہوں، جب عالم تنہائی میں میرا ذکر کرتا ہے میں بھی تنہائی میں اس کا ذکر کرتا ہوں، جب جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے میں بھی اس سے بہتر اور معزز جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

جو بندہ پہلو کے بل بستر پر لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے کرتے آغوش نیند میں چلا جائے تو وہ بیدار ہونے تک ذکر الٰہی میں مشغول لکھا جاتا ہے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ذکر سے مراد عفو و مغفرت ہے۔ جب بندہ اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخشش و مغفرت سے نوازتا ہے۔

حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ذکر دو ذکر کے درمیان' اسلام دو تلواروں کے درمیان اور گناہ دو فرضوں کے درمیان ہے''۔

''ذکر دو ذکر کے درمیان، سے مراد یہ ہے کہ بندہ اس وقت تک ذکر الٰہی کی قدرت نہیں پالیتا جب تک توفیق الٰہی سے وہ اللہ تعالیٰ کا مذکور نہیں ہو جاتا۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بخشش و مغفرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔

اسلام دو تلواروں کے درمیان سے مراد یہ ہے کہ قبولیت اسلام سے قبل بھی تلوار کا نشانہ اور اسلام سے مرتد ہو جانے کی صورت میں بھی تلوار کا نشانہ۔

گناہ دو فرضوں کے درمیان سے مراد یہ ہے کہ بندہ پر لازم ہے کہ وہ گناہ نہ کرے جب کرے تو پھر فرض ہے کہ توبہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کی تفسیر کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا شیطان بندہ کے دل پر آرام کرتا ہے۔ جب بندہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ جب بندہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جائے تو شیطان وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔

دل کا صیقل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر چیز کو نکھارنے کیلئے کوئی نہ کوئی صیقل ہے۔ دل کا صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے میرے لئے تو یہاں ٹھہرنے کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ جب کھانا کھانے کیلئے دستر خوان پر بیٹھتا ہے اور بسم اللہ شریف پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے میرے لئے تو کھانا ہے نہ مشروب بلکہ ذلیل ہو کر شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے چاہئے کہ وہ ابتدا میں بسم اللہ شریف پڑھے۔ اگر شروع میں پڑھنا بھول جائے تو آخر میں پڑھ لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ شریف نہیں پڑھتا تو اس کے ساتھ کھانے میں شیطان شامل ہو جاتا ہے۔ جب یاد آنے پر بسم اللہ شریف پڑھ لے تو شیطان کھانے سے رک جاتا ہے بلکہ کھایا ہوا کھانا بھی قے کر دیتا ہے اور کھانا برکت کیلئے از سر نو ہو جاتا ہے۔

میرے لئے کیا ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بیٹھنے والے ایک تابعی ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی، اے اللہ! تو نے اولاد آدم کیلئے گھر بنائے ہیں جن میں وہ تیرا ذکر کرتے ہیں میرا گھر کون سا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا حمام تیرا گھر ہے۔

ابلیس نے کہا الٰہ العالمین: اولاد آدم کیلئے تو نے مجلسیں بنائی ہیں میری مجلس کون سی ہے؟ ارشاد ہوا، بازار۔

ابلیس نے پھر کہا الٰہ العالمین: تو نے اولاد آدم کیلئے پڑھنے کیلئے قرآن پاک انہیں عطا فرمایا ہے میرے لئے کیا ہے؟ ارشاد ہوا، شعر۔

ابلیس: اولاد آدم کیلئے گفتگو ہے میری گفتگو کیا ہے؟ ارشاد ہوا جھوٹ۔

ابلیس: اولاد آدم کیلئے اذان مقرر ہے میری اذان کیا ہے؟ ارشاد ہوا مزامیر (گانا بجانا)

ابلیس: اولاد آدم کیلئے پیغامبر مقرر ہیں میرا پیغامبر کون ہے؟ ارشاد ہوا جادوگر

ابلیس: اولاد آدم کو کتاب عطا کی میری کتاب کیا ہے؟ ارشاد ہوا گودائی (جسم پر تصویر ظاہر کرنا)

ابلیس: اولاد آدم کی شکارگاہیں مقرر ہیں میری شکارگاہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا عورتیں

ابلیس: اولاد آدم کیلئے کھانا بنایا ہے میرا کھانا کیا ہے؟ ارشاد ہوا جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے

ابلیس: اولاد آدم کیلئے مشروب مقرر ہے میرا مشروب کیا ہے؟ ارشاد ہوا شراب

پانچ چیزوں پر عمل کرو

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر عرض کی حضرت مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں مجھ سے یاد کرلو۔

۱- جب تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو یوں کہو کہ یہ تقدیر الٰہی تھی حتیٰ کہ خلق خدا پر ملامت نہ کر۔

۲- اپنی زبان کو اپنے کنٹرول میں رکھ تاکہ مخلوق تیرے شر سے اور تو عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔

۳- تیرے خالق نے تجھ سے رزق کا جو وعدہ کیا ہے اس کی تصدیق کرتا کہ تو مومن بن جائے۔

۴- موت کیلئے ہمہ وقت تیار رہ تاکہ کہیں حالت غفلت میں آغوش موت میں نہ چلا جائے۔

۵- جہاں کہیں بھی تو ہے ذکر الٰہی میں مشغول رہ تاکہ ہر قسم کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے قلعے میں آ جائے۔

ایسی گفتگو کا فائدہ؟

مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دنیاوی گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو کھڑے ہو گئے۔ پوچھنے لگے اے بندہ خدا! کیا یہ گفتگو کرنے میں تجھے ثواب کی امید ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر پوچھا کیا یہ گفتگو عذاب الٰہی سے بچا سکتی ہے۔؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو گفتگو نہ عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی اس میں ثواب کی امید تو پھر ایسی گفتگو کرنے کی کیا ضرورت ہے تجھ پر ذکر الٰہی لازم ہے۔ بس اسی کو وظیفہ بنالو۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابنیائے کرام پر نازل ہونے والی کتب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "میرے ذکر کی مشغولیت جسے میری بارگاہ سے مانگنے کا موقع نہ دے میں اسے مانگنے والوں کو عطا کئے جانے والے سے بھی بڑھ کر عطا

کرتا ہوں۔

چمکتا ہوا گھر

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں ذکرالٰہی کے نغمے آلاپے جاتے ہوں وہ گھر آسمان والوں کیلئے یوں روشن ہوتا ہے جس طرح تاریک گھر چراغ سے روشن ہوا اور جس گھر میں ذکرالٰہی نہ ہوتا ہو وہ اہل خانہ کیلئے بھی تاریک ہوتا ہے۔ (اور آسمان والوں کے لئے تو تاریک ہوتا ہی ہے)

محبوبان الٰہی کی پہچان

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے مولا کریم! میں تیرے محبوبوں اور مبغوضوں کی پہچان کرنا چاہوں تو کس طرح پہچانوں کہ یہ تیرا محبوب ہے اور یہ تیرا مبغوض؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس میں دو نشانیاں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے مولا! وہ دو علامتیں کون سی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایک تو یہ کہ میں اس کے دل میں اپنے ذکر کی الفت ڈال دیتا ہوں تا کہ میں آسمان و زمین کی بادشاہت میں اس کے چرچے کرادوں۔ دوسری یہ کہ میں حرام میں پڑنے سے اسے محفوظ کر لیتا ہوں۔ اپنی ناراضی سے بچالیتا ہوں تا کہ وہ میرے انتقام اور میرے عذاب کی گرفت میں نہ آسکے۔

اے موسیٰ! جب میں کسی بندے سے دشمنی کرتا ہوں تو اس میں بھی دو ہی علامتیں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے مولا کریم! وہ کونسی؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے گوشہ ذہن سے میں اپنا ذکر فراموش کر دیتا ہوں۔ اسے اور اس کے نفس کے درمیان ایسی راہیں خالی کر دیتا ہوں کہ وہ خواہشات کی راہوں پر چل کر حرام کی زد میں ایسا آتا ہے کہ میرے عذاب اور میرے انتقام کا حقدار بن جاتا ہے۔

مجلس کا کفارہ

حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ایک صحابی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ سواری پھسل گئی۔ صحابی کہنے لگے روندا جائے شیطان۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابی: یوں نہ کہو یہ سن کر تو شیطان بھرے ہوئے مکان جتنا تکبر سے موٹا ہو جاتا ہے بلکہ بسم اللہ شریف پڑھو اس سے شیطان مکھی کی طرح حقیر اور چھوٹا ہو جاتا ہے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھے تو یوں کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اگر تو مجلس ذکر الٰہی کی ہوئی تو تا قیامت یہ کلمات مہر کی طرح ہوں گے۔ اگر کوئی لغو مجلس ہوئی تو یہ کلمات اس کی لغویات کا کفارہ بن جائیں گے۔

بازار میں جانے کی دعا

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کلمات پڑھ لے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔

اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور دس لاکھ اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ سے خراسان آیا۔ قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ میں نے انہیں کہا کہ میں تمہارے لئے ایک تحفہ لایا ہوں پھر میں نے وہی حدیث بیان کی جو مکہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔ حضرت قتیبہ نے پھر اپنا معمول بنا لیا کہ سواری پر سوار ہوتے بازار جاتے مذکورہ کلمات پڑھتے اور واپس تشریف لے آتے۔

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوب جان جاؤ اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل عبادت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جملہ عبادتوں کیلئے مقدار اور اوقات مقرر کئے ہیں جبکہ ذکر الٰہی کیلئے

نہ تو وقت مقرر ہے اور نہ ہی مقدار بلکہ اللہ کریم نے بغیر مقدار کے کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۔ (الاحزاب ۴۱) اے ایمان والو! یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے۔

یعنی ہر حال میں کثرت سے ذکر الٰہی کرو۔

بندہ کی چار حالتیں

ہر بندے کی چار ہی حالتیں ہیں یا تو اطاعت میں مشغول ہو گا یا معصیت میں یا نعمت میں یا شدت و تکلیف میں۔ اگر اطاعت و بندگی میں مشغول ہو تو پھر بندے پہ لازم ہے کہ وہ توفیق الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا سوال کرے۔ اگر خدانخواستہ معصیت میں مبتلا ہو تو گناہ سے باز آنے کی دعا کرے اور بارگاہ الٰہ میں صدق دل سے توبہ کرے۔ اگر نعمتوں کی فراوانی ہو تو شکر الٰہی کے ذریعے ذکر کرے۔ اگر تکلیف سے دوچار ہو تو صبر کر کے ذکر الٰہی کا ثبوت دے۔

اس طرح ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حق ادا ہو جائے گا۔

پانچ محمود صفات

ذکر الٰہی میں پانچ قابل ستائش صفات پائی جاتی ہیں:

۱- ذکر الٰہی میں رضائے الٰہی ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ کی بندگی و اطاعت میں حرص بڑھتی ہے۔

۳- ذکر الٰہی میں مشغولیت شیطان سے محفوظ رکھتی ہے۔

۴- ذکر الٰہی سے رقت قلبی پیدا ہوتی ہے۔

۵- ذکر الٰہی گناہوں سے بچنے کا باعث ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

باب ۵۲

دعا کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پانچ چیزوں کو وظیفہ بنالے وہ پانچ نعمتوں سے محروم نہیں ہوتا۔

۱- جو ادائیگی شکر کو وظیفہ بنالے وہ نعمتوں میں اضافہ سے محروم نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم)

۲- جو صبر کا دامن نہ چھوڑے وہ ثواب سے محروم نہیں ہوتا۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (ابراھیم)

۳- جو توبہ کو وظیفہ بنالے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔

وَهُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ ۲۵)

۴- جو استغفار کرتا رہے وہ گناہوں کی بخشش سے محروم نہیں ہوتا۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (نوح ۱۰)

۵- معافی مانگ لو اپنے ربّ سے بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن: ۶۰)

جو دعا مانگتا رہتا ہے وہ دعاؤں کی قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔

چھٹی بھی ذکر کی جاتی ہے کہ جو شخص انفاق فی سبیل اللہ کرتا رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس

کے قائم مقام اور دے دیتا ہے۔

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ (سبا: ۳۹) اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے۔

قبولیت دعا کی صورتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان بارگاہ الٰہی میں جو بھی سوال عرض کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور سنتا ہے لیکن قبولیت دعا کی مختلف صورتیں ہیں۔ یا تو دنیا میں ہی جلد اس کی دعا کو شرف قبولیت بخش دیا جاتا ہے یا آخرت میں وہ دعا اس کیلئے ذخیرہ کر لی جاتی ہے یا پھر دعا کے مطابق اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ کسی گناہ یا قطعی رحمی کیلئے دعا نہ مانگی ہو۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت ہر دعا مانگنے والے کی اس دعا کو پیش کیا جائے گا جو دنیا میں اس نے مانگی اور قبول نہ ہوئی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے مجھ سے دنیا میں دعا مانگی تھی لیکن میں نے تیری دعا کی قبولیت کو دنیا میں روک لیا تھا یہ اس دعا کا ثواب ہے۔ دعا کرنے والے کو مسلسل ثواب عطا کیا جاتا رہے گا وہ اس عطا کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی۔

دعا بھی عبادت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا بھی عبادت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکیوں کے ساتھ دعا اتنی ہی کافی ہے جتنا

کھانے کیلئے نمک کافی ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلسل ایک شخص نیکی میں ہی مگن رہتا ہے بشرطیکہ جلدی نہ مچادے عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جلدی سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جلدی سے مراد یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی تھی لیکن ابھی تک قبول نہیں ہوئی۔

مبارک ہو تمہاری دعا قبول ہوگئی

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ دعا فرمائیں مریض کی دعا بارے جو کچھ کہا گیا وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی قرآن پاک کی چند آیات کریمہ تلاوت فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ درود وسلام پیش کیا اور پھر اپنے ہاتھ اٹھا لئے۔ ہم نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔ حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ نے پھر دعا کی جب دعا کر چکے تو فرمانے لگے مبارک ہو اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے آپ اللہ کی قسم اٹھا کر کس طرح یہ بات کہہ رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں اے حسن میں سچ ہی تو کہہ رہا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی بات کریں گے تو میں یقیناً آپ کی بات کی تصدیق کروں گا۔ جب آپ کی بات کی تصدیق کروں گا تو خالق کائنات کی بات کی کیسے تصدیق نہ کروں جبکہ اس کا ارشاد ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

جب لوگ وہاں سے چلے تو حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے یقیناً ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہہ ہیں۔

وسط شب کی دعا

مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے میرے مولا! میں کس وقت دعا کروں کہ جب تو میری دعا کو قبول کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تو میرا

بندہ ہے۔ میں تیرا رب ہوں تو جب بھی مجھ سے دعا مانگے گا میں قبول کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا آدھی رات کے وقت میری بارگاہ میں دعا مانگا کرو۔ اس وقت دسواں حصہ وصول کرنے والوں (منشیوں) کی دعا بھی میں قبول کر لیتا ہوں۔

مذکور ہے کہ حضرت رابعہ عدویہ علیہا الرحمہ قبرستان کی طرف جا رہی تھیں کہ انہیں ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے لئے دعا کریں۔ آپ علیہا الرحمہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر، اسی کے حضور التجائے دعا کر کیونکہ جب کوئی مجبور دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور سنتا ہے۔

حضرت مالک بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جسے میرا ذکر میری بارگاہ سے مانگنے سے مشغول رکھے میں اسے مانگنے والوں سے بھی بڑھ کر عطا کرتا ہوں۔

حضرت صالح بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے تم میری بارگاہ میں سے مانگنے کیلئے زبان سے التجا کر رہے ہوتے ہو جبکہ تمہارے دل کسی اور طرف متوجہ ہوتے ہیں یہ انتہائی غلط راہ ہے جس کی طرف تم جا رہے ہو۔

دعا کے عدم قبولیت کی پانچ وجوہات

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ ہم دعائیں مانگتے ہیں لیکن بارگاہ الٰہی میں مستجاب نہیں ہوتیں حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے؟

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

انہوں نے فرمایا کہ تمہارے اندر سات ایسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جو تمہاری دعاؤں کو آسمان تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں۔

عرض کیا گیا کونسی؟ انہوں نے فرمایا کہ:

۱۔ تم نے اپنے مولا کو ناراض کر لیا ہے اور اسے راضی کرنے کی کوشش نہیں کرتے یعنی تم ایسے عمل کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں۔ نہ تو تم ان کرتوتوں سے باز آتے ہو اور نہ ہی اپنی کرتوتوں پر نادم و شرمسار ہوتے ہو۔

۲- تم کہتے ہو کہ ہم اللہ کے بندے ہیں لیکن بندوں جیسا تمہارا ایک عمل بھی نہیں یعنی بندہ تو وہی عمل کرتا ہے اس کا مالک جس کام کا اسے حکم دیتا ہے اور بندگی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپنے آقا کے حکم سے سرمو بھی انحراف نہ کیا جائے۔

۳- تم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو لیکن اس کے معانی میں غور و فکر نہیں کرتے اور نہ اس کی عظمت کا خیال رکھتے ہیں اور نہ ہی اوامر الٰہی پر عمل کرتے ہو۔

۴- تم زبان سے تو دعویٰ کرتے ہو کہ ہم خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہیں لیکن آپ ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل نہیں کرتے یعنی تم حرام اور مشتبہ چیزوں کو ہڑپ کر جاتے ہو اور ان سے رک جانے کی کوشش نہیں کرتے۔

۵- تم زبان سے تو کہتے ہو کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر برابر بھی نہیں لیکن حالت یہ ہے کہ تم اس حقیر چیز پر مطمئن ہوئے بیٹھے ہو۔

۶- تمہارا دعویٰ ہے کہ دنیا فانی ہے لیکن تمہارے اعمال ایسے ہیں جیسے تم نے مرنا ہی نہیں۔

۷- تمہارا کہنا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن اس بہتر چیز کی طلب میں تمہاری ذرا بھی جدوجہد نہیں بلکہ آخرت کے مقابلے میں تم دنیا کے دیوانے ہو چکے ہو۔

حرام سے اجتناب کرو

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیلئے سوال دست باد دراز کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے پیٹ کو حرام سے پاک رکھے کیونکہ حرام دعا کی قبولیت کو روک دیتا ہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتا ہوں لیکن میری دعا بارگاہ الٰہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سعد! حرام سے اجتناب کر ہر وہ شخص جس کے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ داخل ہو جائے چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

دعا کرنے والے کیلئے مناسب یہی ہے کہ وہ جلدی نہ مچائے کیونکہ دعا کرنیوالا جب دعا کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے ضرور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے کبھی تو قبولیت

کے آثار فی الفور ظاہر ہو جاتے ہیں، کبھی کسی دوسرے وقت میں اس کا ظہور ہوتا ہے، کبھی اس کیلئے اس دعا کو آخرت کیلئے ذخیرہ کرلیا جاتا ہے اور دنیا میں اس کی قبولیت کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

دعاؤں میں جلدی نہ مچاؤ

مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کی دعا مانگی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا فَاسْتَقِیْمَا۔ (یونس:۸۹)

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی تو ثابت قدم رہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور فرعون کی ہلاکت کے درمیان چالیس سال کا دورانیہ تھا۔ حضرت یزید رقاشی رضی اللہ عنہ روات کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دکھوں کی دنیا میں ڈال کر یوں پریشان کر دیتا ہے جس طرح اجنبی اونٹ پانی کے حوض سے بھگا دیئے جانے کے بعد پریشان ہوتا ہے۔ پھر وہ شخص آسمان والوں کے نزدیک قابل رحم بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پھر وہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین صورتوں میں سے ایک صورت میں اسے ضرور کامیابی عطا فرما دیتا ہے۔ (قبولیت دعا کے حوالے سے جو تین صورتیں ذکر کی گئی ہیں)۔

سعادت سے محروم انسان

چار آدمیوں کیلئے کوئی سعادت مندی نہیں

۱۔ جو شخص حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے میں بخل کرتا ہو۔

۲۔ جو اذان کے کلمات کا جواب نہ دیتا ہو۔

۳۔ جس سے کوئی انسان بھلائی طلب کرے لیکن یہ بھلائی نہ کرے۔

۴۔ ایسا شخص جو نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے لئے اور مومنوں کیلئے دعا نہ کرے۔

دوائے دل

حضرت عبداللہ انطا کی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دل کی دوا پانچ چیزوں میں مضمر ہے۔

۱-صالحین کی صحبت۔ ۲-قرآن پاک کی تلاوت۔

۳-پیٹ کو حرام سے بچانا۔

۴-راتوں کا قیام۔ ۵-سحری کے وقت آہ وزاری۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو تو سیدھے ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرو۔ الٹے ہاتھوں سے دعا نہ مانگا کرو اور پھر ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

باب ۵۴

تسبیحات کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دو کلمے زبان پر بڑے ہلکے ہیں، وزن کے اعتبار سے بڑے بھاری ہیں، اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

حضرت خالد بن عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں ارشاد فرمایا کہ اپنی ڈھال سنبھال لو۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی دشمن سے سامنا کرنا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ آتش جہنم سے بچنے کی ڈھال سنبھالو: انہوں نے عرض کی آگ سے بچاؤ کی ڈھال کونسی ہے؟

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آتش جہنم سے بچاؤ کے یہ کلمات ہیں۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۚ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

روز قیامت یہ کلمات اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے، دائیں بائیں اور پیچھے پیچھے ہوں گے یعنی آگے آگے جنت کی طرف، دائیں بائیں جہنم سے بچاؤ کیلئے اور پیچھے پیچھے حفاظت کیلئے چلیں گے۔

پانچ عطائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ کلمات پڑھیں۔

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

جو شخص ان کلمات کو وظیفہ بنالے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے پانچ عطائیں لکھ دیتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں میں اس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ شب وروز جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں ان سے افضل جانا جاتا ہے۔

۳۔ جنت الفردوس میں اس کیلئے درخت لگائے جاتے ہیں۔

۴۔ ایسے شخص کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت کے پتے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت میں آجاتا ہے جو نگاہ الوہیت میں آجائے اسے عذاب نہیں دیا جاتا۔

حاملین عرش کا وظیفہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش کو پیدا کر کے حاملین عرش کو حکم دیا کہ اسے اٹھائیں۔ عرش الٰہی کو فرشتے اٹھا نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو "سُبْحَانَ اللّٰہ"۔ فرمان الٰہی کے مطابق فرشتوں نے سُبْحَانَ اللّٰہ کہا تو عرش اٹھانا ان کیلئے آسان ہو گیا۔ ایک عرصہ تک فرشتے یہی ورد کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف الہام فرمایا تو انہوں نے چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا: یَرْحَمُکَ رَبُّکَ۔ تیرا ربّ تجھ پہ اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ میں نے اسی لئے تجھے پیدا فرمایا ہے۔ حاملین عرش فرشتوں نے کہا یہ دوسرا کلمہ بھی بڑی عظمت وشرف والا ہے۔ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اس سے غافل ہوں۔ لہٰذا فرشتوں نے اپنے وظیفہ کے ساتھ اس کلمہ کو بھی ملالیا اور عرصہ دراز تک "سُبْحَانَ اللّٰہِ

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ" پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ جل شانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ہی بت پرستی کی مشرکانہ رسم شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی کہ اپنی قوم کو حکم دیں وہ "لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھا کریں۔ ان کلمات کی تلاوت سے میں ان سے راضی ہو جاؤں گا۔ فرشتے کہنے لگے یہ تیسرا کلمہ بھی بڑا ہی شرف وفضیلت والا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کے پڑھنے سے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ فرشتوں نے اس کلمہ کو بھی ساتھ ملا لیا اور ایک عرصہ تک "سُبْحَانَ اللّٰـہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھتے رہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ پاک نے نبوت عطا فرما کر مبعوث فرمایا۔ انہیں اپنے بیٹے کو راہ خدا میں قربان کرنے کا حکم ملا۔ جب وہ تیار ہو گئے اور بیٹے کو قربان کرنے کیلئے چھری کے نیچے لٹا لیا تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے مینڈھا بھیج دیا۔ جنتی مینڈھے کو سامنے کھڑا دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوشی سے پکار (اَللّٰـہُ اَکْبَرُ) فرشتوں نے کہا یہ چوتھا کلمہ بھی بڑی عزت وشرافت والا ہے۔ فرشتوں نے اس کلمہ کو بھی ساتھ ملا کر یوں پڑھنا شروع کر دیا سُبْحَانَ اللّٰـہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں یہ ساری روئیداد سنائی تو حضور انور ﷺ نے تعجب سے فرمایا "وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" حضرت جبرائیل امین علیہ السلام عرض کرنے لگے اے حبیب خدا صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ اس کلمہ کو دوسرے کلموں کے ساتھ ملا لیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اپنے حصے اس طرح تقسیم فرما دیئے ہیں جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مال ہر اس شخص کو عطا فرما دیتا ہے جو مال سے محبت کرے یا نہ کرے لیکن ایمان صرف اسی شخص کو ہی عطا فرماتا ہے جو ایمان سے محبت کرتا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے ایمان کی دولت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ جو شخص مال خرچ کرنے میں شک وگمان میں مبتلا رہے، دشمن کے مدمقابل آنے سے ڈرے، راتوں کی تاریکیوں میں خوف کھاتا ہوا سے چاہئے کہ وہ کثرت سے یہ کلمات پڑھا کرے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

پسندیدہ کلمات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کے کلمات مجھے کائنات رنگ و بو سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: افضل ترین کلمے چار ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:
سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی سائل کو سوال کرتے ہوئے دیکھتے کہ وہ یہ کہہ رہا ہے:
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ (البقرہ:۲۴۵)
کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے۔
تو آپ یہ کلمات پڑھتے سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور ارشاد فرماتے کہ یہی قرض حسنہ ہے۔

صدقہ کرنے سے بہتر کلمات

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کوئی شخص تنگدست ہو اس کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جسے صدقہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ وہ ان مذکورہ کلمات کو پڑھا کرے صدقہ کی فضیلت کو پالے گا۔

مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ کی ترغیب دے رہے تھے لوگ سن کر صدقات دینے لگے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے تھے۔ حضور انور ﷺ نے ہلتے ہونٹوں کو دیکھ کر دریافت فرمایا ابوامامہ کیا پڑھ رہے ہو؟ ابوامامہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: میں لوگوں کو صدقہ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں میرے پاس صدقہ کرنے کیلئے کوئی چیز نہیں میں یہ کلمات پڑھ رہا

ہوں۔

۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَر

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوامامہ: تیرے یہ کلمات مسکینوں پر ایک مد سونا خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہیں۔ (واللہ اعلم)۔

باب ۵۴

فضائل درود و سلام

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے دادا محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے روضہ اقدس میں تشریف لے جانے کے بعد تم میں سے جو کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اسے میرے پاس لاکر کہیں گے اے حبیب خدا صلی اللہ علیک وسلم! یہ فلاں بن فلاں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ سلام ہے۔ میں اس کا جواب دیتے ہوئے کہوں گا:

وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درِ رسول پر حاضری

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندے کی دعا اس وقت تک آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور آسمانوں کی طرف ذرہ بھر بھی نہیں جاتی جب تک محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ درود و سلام پیش نہ کیا جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم فخر انس و جان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے منبر شریف پر تشریف لائے۔ پہلے زینے پر قدم رکھا تو آمین کہا، دوسرے پر قدم رکھا تو آمین کہا، تیسرے پر قدم رکھا تو آمین کہا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قدم مبارک رکھتے ہوئے تین مرتبہ

آمین کہا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے تھے۔

انہوں نے کہا:

اے محبوب خدا ﷺ: جو شخص اپنی زندگی میں ماہ رمضان المبارک پائے لیکن بارگاہ الٰہی سے اپنے گناہوں کی مغفرت نہ پاسکے اسی حالت میں مر جائے تو ایسا شخص جہنم میں جائے اور اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے۔ میں نے آمین کہا۔

جس شخص کے والدین یا والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور وہ شخص والدین سے صلہ رحمی نہ کرے اسی بدبختی میں مر جائے تو ایسا شخص جہنم میں جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو۔ میں نے آمین کہا۔

جبرئیل امین نے پھر کہا: جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سن کر آپ ﷺ پر درود وسلام نہ پڑھے ایسا شخص بھی جہنم میں جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائے۔ میں نے آمین کہا۔

(حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کا بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو کر دعا مانگنا اس امر کی شہادت ہے کہ جو دعا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے اس کے مردود ہونے کا تصور بھی نہیں رہتا بلکہ اس کی قبولیت سدرہ پر مانگے جانے والی دعا سے بھی جلد ہوتی ہے)۔

مشکلات کا حل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دن میں سو مرتبہ مجھ پر درود پڑھے اللہ کریم اس کی سو حاجتوں کو پورا فرما دیتا ہے۔ ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس دنیا میں پوری فرما دیتا ہے۔

حضرت سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہ (بدری صحابی) فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا جو بھی امتی خلوص دل سے مجھ پر ایک مرتبہ درود وسلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے سو درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے سو گناہ مٹا دیتا ہے۔

درود و سلام کی برکات

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے یہ حکایت سنی وہ فرماتے تھے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ اسی دوران انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو قدم قدم پر درود و سلام پڑھ رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تو تسبیح و تہلیل کے بجائے قدم قدم پر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ درود و سلام پیش کر رہا ہے۔ کیا اس بارے تیرے پاس کوئی خاص دلیل موجود ہے۔

اس نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اپنی عافیت میں رکھے تو بتا تو کون ہے؟ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔

وہ شخص کہنے لگا اگر تو اہل زمانہ میں ایک عمدہ شخص نہ ہوتا تو میں کبھی تجھے اپنے احوال سے آگاہ نہ کرتا اور نہ اپنے راز کی خبر دیتا۔ پھر وہ شخص کہنے لگا کہ میں اور میرا والد حج بیت اللہ کی سعادت کیلئے گھر سے چلے۔ دوران راہ کسی جگہ میں میرا والد بیمار ہو گیا۔ میں اس کی تیمارداری کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک شب میں اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی جان قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ کالا سیاہ ہو چکا ہے۔ میں نے دیکھا تو بلا اختیار کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ میں نے چادر پھیلائی اور اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔ سرہانے بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی شخصیت کہ جن جیسا حسین میں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا، پاکیزہ و خوبصورت لباس میں ملبوس خوشبوؤں سے معطر خراماں خراماں میری جانب تشریف لا رہے ہیں۔ میرے والد کی میت کے قریب تشریف لائے، چہرے سے چادر ہٹائی، چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید و روشن ہو گیا، چہرے کو روشن کر کے وہ شخصیت واپس تشریف لے جانے لگی تو میں نے ان کے لباس معطر کو پکڑ کر عرض کی اے میرے مشکل کشا مجھ پر احسان کرنے والے مجھے بتاتے تو جائیں کہ آپ کون ہیں؟ اجنبی راہوں میں میرے والد پر آپ کے احسانات کا کیا کہنا۔ انہوں نے فرمایا کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے۔ میں بے سہاروں کا سہارا محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ گو تیرے والد نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے لیکن مجھ پر درود و سلام بھی بڑی کثرت سے پڑھا کرتا تھا۔

جب اس پر وقت نزع آیا تو اس نے میری بارگاہ میں فریاد کی میں ہر اس شخص کا فریاد رس ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھتا ہو۔ وہ شخص کہنے لگا میں بیدار ہوا۔ دیکھا تو میرے والد کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مجھ پر درود وسلام پڑھنا بھول گیا وہ جنت کے راستے کو بھول گیا۔''

جفا ہی جفا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار چیزیں جفا شمار ہوتی ہیں۔

۱- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ ۲- نماز مکمل ہونے سے پہلے پیشانی صاف کرنا۔

۳- مؤذن کے کلمات اذان کا جواب نہ دینا۔

۴- میرا نام نامی اسم گرامی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر درود وسلام نہ پڑھنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگا کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو یہ درود تمہاری پاکیزگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے میرے وسیلے سے دعا مانگا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: وسیلہ کیا ہے؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں بلند و بالا درجہ ہے۔ وہ ایک ہی ہستی کو نصیب ہوگا۔ مجھے امید واثق ہے کہ وہ ہستی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گا۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارکہ میں مذکور الفاظ کہ ''درود شریف تمہاری پاکیزگی کا سبب ہے۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ یہ گناہوں سے پاکیزگی اور بخشش و مغفرت کا باعث ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ پر درود وسلام سے صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ہی امید ہو اور کوئی ثواب نہ بھی ہو تب بھی عقلمند کیلئے واجب ہے کہ وہ اس سے غفلت نہ برتے جبکہ نہ صرف شفاعت سے ہی بہرہ ور ہوگا بلکہ گناہوں کی

بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اسی وظیفے کی بدولت نصیب ہوتی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا اور دس گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اے بندہ خدا: اگر تو اس بات کا جائزہ لینا چاہے کہ درود شریف تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت ہے تو قرآن پاک کی اس آیت طیبہ میں غور وفکر کر کہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ۵۶)	بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب ومحبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

جملہ عبادات کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ ماسوا درود وسلام کے کہ اس کا نہ صرف بندوں کو حکم دیا بلکہ پہلے خود اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، پھر فرشتوں کو حکم دیا پھر اہل ایمان کو تاکید فرمائی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ درود وسلام ہی افضل ترین عبادت ہے۔

درود شریف کیسے پیش کریں

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: ہم کن کلمات سے آپ پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بعض نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں درود بھیجو۔

اَللّٰهُمَّ صَلَّيْتَ اَنْتَ وَمَلَائِكَتِكَ	اے اللہ! تو اور تیرے فرشتے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہیں۔

بعض نے کہا کہ یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُكَ وَاُشْھِدُ مَلَائِکَتَكَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے اللہ! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہدیہ درود وسلام پیش کرتا ہوں۔

بعض نے کہا کہ یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کُلَّمَا ذَکَرَكَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلِیْنَ۔

باب ۵۵

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روز قیامت ایک شخص کو میزان عمل پر لایا جائے گا اس کے ۹۹ رجسٹر پیش کرنے کا حکم ہوگا۔ ہر رجسٹر تا حد نگاہ طویل ہوگا۔ ۹۹ کے ۹۹ رجسٹر گناہوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ ان رجسٹروں کو میزان عمل کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ پھر ایک چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا لایا جائے گا جس پر یہ تحریر ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔اس کاغذ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ کلمہ شہادت لکھا ہوا کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا گناہوں سے بھرے ۹۹ دفتروں پر بھاری ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

افضل ترین کلمہ جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیاء کرام نے کہا وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

(ابراھیم: ۴۸)

یاد کرو اس دن کو جبکہ بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری قسم کی زمین سے اور آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے۔ اور سب لوگ حاضر ہو جائیں گے اللہ کے حضور میں۔ وہ اللہ جو ایک ہے سب پر غالب ہے۔

پل صراط عبور کرنے کا اجازت نامہ

حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا روز قیامت لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟ حضرت جرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی اے حبیب خدا ﷺ لوگ اس دن ایسی چٹیل اور صاف وشفاف زمین پر جمع ہوں گے جہاں پر کبھی کوئی گناہ نہ ہوا ہوگا۔ جہنم کے بھڑ کنے کی آواز آرہی ہوں گی، فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش سے چمٹ جائیں گے، ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے گا یاالٰہ العالمین! میں تیری بارگاہ سے اپنے لئے ہی سوال کرتا ہوں۔ پہاڑ اس دن "العھن المنفوش" (رنگ برنگی دھنکی ہوئی روئی کی مانند) ہوجائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا جبرائیل: عھن منفوش سے کیا مراد ہے؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی کہ دھنکی ہوئی اون کی طرح پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور جہنم کے خوف سے پگھل جائیں گے۔ اے اللہ کے حبیب ﷺ: جہنم کو جب اس دن لایا جائے گا تو اس کے بھڑکنے کی آواز سے دل دہل رہے ہوں گے۔ اسے حکم ہوگا کہ اے جہنم کلام کر جہنم کہے گی۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میرے مولا تیری عزت وعظمت کی قسم آج میں ہر اس شخص سے انتقام لوں گی جس نے رزق تیرا کھایا ہوگا اور پرستش کسی اور کی ہوگی۔ آج مجھ سے وہی گزر کر جنت میں جاسکے گا جس کے پاس اجازت نامہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا اے جبرائیل: وہ اجازت نامہ کیا ہوگا؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی اے حبیب خدا: آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ آپ ﷺ کی امت کے پاس روز قیامت اجازت نامہ ہوگا اور وہ اجازت نامہ یہ ہے کہ جس نے یہ شہادت دی ہوگی "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" وہ جہنم کے پل کو بخیر وعافیت عبور کرلے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے میری امت کو کلمہ شہادت کی توفیق مرحمت فرمائی۔

حضرت عطاء بن رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے۔

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

گناہ معاف کرنے والا' توبہ قبول کرنے والا' سخت عذاب والا

توانہوں نے فرمایا غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ اس کی طرف سے ہے جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور شَدِيْدُ الْعِقَاب اس کیلئے ہے جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نہ کہا۔

اپنے معاملات درست رکھو

حضرت فقیہ سمرقندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر کرے۔ صبح و شام بارگاہ الٰہی میں التجا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ایمان سلامت رکھے اور کلمہ شریف کے ذکر کی توفیق مرحمت فرمائے رکھے۔ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ خود کو گناہوں کی دلدل میں پڑنے سے بچائے کیونکہ بہت لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بھی کہتے رہتے ہیں لیکن ان کی آخری عمر میں ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور وہ دنیا سے حالت کفر میں مرتے ہیں۔ "العیاذ باللہ" اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو گی ایک آدمی جسے ساری زندگی مسلمان کے نام سے پکارا جائے روز قیامت وہ قبر سے اٹھے تو اسے کافر کہہ کر پکارا جا رہا ہو۔ اس سے بڑھ کر حسرت کیا ہو، حسرت اس پر نہیں جو گرجے یا آتش کدے سے نکلے اور جہنم میں داخل ہو جائے بلکہ حسرت تو اس شخص پر ہے جو مسجد سے نکلے اور آتش جہنم میں اٹھا پھینکا جائے۔ اور یہ سب کچھ اس کی بداعمالیوں اور چھپ چھپ کر حرام کے مرتکب ہونے کا نتیجہ ہو۔ کئی سارے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس لوگوں کا مال ہوتا ہے۔ وہ اپنے تئیں کہتا ہے کہ چلو میں خرچ کر لیتا ہوں اور پھر اسے لوٹا دوں گا یا ان سے اپنے لئے معاف کرا لوں گا لیکن وہ اپنے حقدار کو راضی کرنے سے پہلے ہی آغوش موت میں چلا جاتا ہے اور کوئی شخص ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے اور اسکی بیوی کے درمیان کوئی ایسا معاملہ پیش آ جاتا ہے جس سے اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اب اپنی بیوی کو کیسے چھوڑوں، ہماری اولاد کا کیا ہو گا، وہ اسی طرح زندگی گزار رہا ہوتا ہے کہ اسی حالت میں موت آ جاتی ہے اور اسی سبب سے وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اے میرے بھائی: غور کرو، اپنے معاملات کی اصلاح کرو کوئی علم نہیں کہ کب موت کا نقارہ بج جائے۔

جنت کی قیمت

اے بندہ خدا: جان رکھ کہ عمر بڑی تھوڑی ہے لیکن حسرتیں بڑی لمبی لہٰذا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا ذکر کثرت سے کرنا اپنا وظیفہ بنا لے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه جنت کی قیمت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا جنت کی بھی کوئی قیمت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جنت کی قیمت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی، اے محبوب کبریا صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اولین حقدار کون ٹھہریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنہوں نے خلوص دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا ہوگا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے اس آیت طیبہ کی تفسیر پوچھی گئی۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (الحجر: ۲)
بہت آرزو کریں گے کفار کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰه پڑھنے والے جہنم سے باہر نکلیں گے تو مشرک کہیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔

حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا (النمل: ۸۹)
اور جو نیکیاں لائے تو اس کے لئے اس سے بھی بہتر ہے۔

کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـه کہا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ (النمل: ۹۰)

اور جو برائیاں لائے تو اس کو اوندھے منہ جہنم رسید کیا جائے گا۔
سے مراد وہ ہے جو شرک کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔
حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان (الرحمٰن: ۶۰) کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے کی جزا جنت الفردوس ہی ہے۔

مرنے والوں کو کلمہ کی تلقین کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے محبوب کبریا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہہ رہا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا وجہ ہے میں اپنے محبوب کو مغموم و پریشان دیکھتا ہوں حالانکہ اللہ جل شانہ سب کچھ خود جانتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جبرائیل! روز قیامت میری امت کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا بس یہی فکر مجھے مغموم و پریشان کیے ہوئے ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پوچھا: کیا آپ کفار کے معاملے میں پریشان ہیں یا مسلمانوں کے معاملہ میں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ ان کے بارے فکر مند ہوں جنہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑا اور بنو سلمہ کے قبرستان میں لے گئے۔ ایک قبر پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اپنا دایاں بازو مارا اور کہا اے قبر میں پڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ قبر میں موجود شخص سرخ و سفید چہرے والا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا واپس لوٹ جاؤ۔ وہ سابقہ حالت میں واپس پلٹ گیا۔

پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک اور قبر پر اپنا بایاں پر مارا اور کہا کہ اللہ کے حکم سے اٹھ قبر سے کالے سیاہ چہرے والا، نیلی آنکھوں والا ایک شخص یوں پکارتا ہوا باہر

نکلا۔ ہائے افسوس، ہائے ندامت، ہائے برا حال۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا تم بھی لوٹ جاؤ۔ وہ بھی اپنی قبر میں واپس لوٹ گیا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کہنے لگے کہ روز قیامت ہر شخص کو اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ مرا ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ کی تلقین کیا کرو۔ کلمہ طیبہ گناہوں کا ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: اگر کسی نے اپنی زندگی میں اسے کثرت سے پڑھا ہو تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو بہت زیادہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اپنے مرنے والوں کے پاس حاضر ہوا کرو۔ انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تلقین کرو، انہیں جنت کی خوشخبری دو کیونکہ بڑے بڑے صاحبان علم اور تحمل و برداشت والے بھی بوقت مرگ حیران و سرگرداں ہو جاتے ہیں، دشمن خدا ابلیس لعین بندے کے دنیا سے جدا ہونے اور اپنے اعزہ و اقارب سے علیحدہ ہونے کے وقت انسان کے بہت قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا تم مرنے والے کو مایوس نہ ہونے دو کیونکہ یہ تکلیف بڑی ہی اذیت ناک اور معاملہ بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے ملک الموت جب موت کی تکلیف سے آشنائے راز کرتا ہے تو یہ معاملہ ہزار تلواروں کے زخم سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه باعث نجات ہے

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا ہی عبادت گزار جبکہ اسی دور میں ایک بڑا ہی فاجر و فاسق شخص بھی تھا۔ عابد کا وصال ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ یہ جہنمی ہے۔ فاسق و فاجر مرا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ یہ جنتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عبادت گزار کی بیوی سے پوچھا کہ اس کے معمولات کیا تھے؟ اس نے کہا آپ پر اس کا معاملہ مخفی نہ تھا۔ وہ بڑا عبادت گزار تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کوئی اور عمل......؟ کہنے لگی جب سونے کیلئے بستر پر لیٹتا تو یوں کہا کرتا تھا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت برحق ہے تو پھر ہمارے لئے باعث مبارک ہے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے فاجر و گنہگار کی بیوی سے پوچھا اس کے معمولات کیا تھے؟ اس نے کہا کہ اس کا فسق و فجور کسی سے مخفی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی مخصوص عمل بتاؤ؟ اس نے کہا کہ جب وہ بستر پر آتا تو کہتا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں کہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برحق شریعت دے کر مبعوث فرمایا۔

موتیوں سے جڑا سفید پروں والا پرندہ

حضور اکرم، رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کہتا ہے تو اس کے منہ سے یاقوت اور موتیوں سے جڑا سفید پروں والا ایک سبز پرندہ نکلتا ہے جو بلندیوں کی طرف پرواز کرتا ہوا آسمان کی وسعتوں میں گم ہو جاتا ہے۔ عرش کے نیچے اس کے اڑنے کی گنگناہٹ یوں سنائی دیتی ہے جس طرح شہد کی مکھی کی ہو۔ اسے کہا جاتا ہے کہ اب تم آرام کرو وہ کہتا ہے کہ نہیں جب تک میرے کلمہ کا ذکر کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی میں کیسے سکون کر سکتا ہوں لہٰذا اس کلمہ کا ذکر کرنے والے کیلئے بخشش کا پروانہ جاری ہو جاتا ہے۔ پھر اسی پرندے کو ستر زبانیں عطا کی جاتی ہیں جن سے روز قیامت تک وہ اپنے کلمہ کا ذکر کرنے والے کیلئے بخشش و مغفرت کی دعا مانگتا رہتا ہے۔ روز قیامت یہی پرندہ اپنے ذکر کرنے والے کا ہاتھ پکڑ کر آئے گا اور راہنمائی کرتا ہوا جنت میں لے جائے گا۔

ارض و سموات پر بھاری کلمہ

حدیث پاک میں مذکور ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے کریم اللہ! کسی ایسے عمل پر میری راہنمائی فرما دے جسے بجالاؤں تو وہ شکر بن جائے۔ اس نعمت پر جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے علاوہ اور طلب فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان، ساتوں زمین میزان عمل کے ایک پلڑے میں اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کے کلمہ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دو تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔

بارگاہ الٰہی میں تین چیزوں کی رسائی

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزوں کی بارگاہ خداوندی تک رسائی میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

۱۔ یہ گواہی دینا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ۔

۲۔ بارگاہ الٰہی میں دعا کی مقبولیت کا یقین رکھنے والے کی دعا۔

۳۔ والد کی دعا اولاد کے حق میں' اور ظالم کے خلاف مظلوم کی بددعا۔

چار ہزار گناہوں کی بخشش

ایک صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے صدق دل، خلوص نیت سے تعظیم و توقیر کے ساتھ دراز کرتے ہوئے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اللہ تعالیٰ اس کے چار ہزار گناہ کبیرہ مٹا دیتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر اس کے چار ہزار گناہ نہ ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے اہل خانہ اور ہمسائیوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

سات کلمات کا کمال

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص سات کلمات کی حفاظت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں اور فرشتوں کے نزدیک معزز گردانا جاتا ہے۔ اللہ کریم ان کلمات کی بدولت سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔ یہی کلمات عبادت و بندگی کی حلاوت کا باعث بنتے ہیں۔ اس کا جینا، مرنا اس کیلئے بہتر ہو جاتا ہے۔ وہ کلمات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر چیز کی ابتدا کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا

۲۔ ہر کام کی تکمیل پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا۔

۳۔ زبان پر کوئی لغو یا بری بات آ جائے تو کم ہو یا زیادہ اس کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہنا۔

۴۔ آئندہ دن پر کیے جانے والے کام پر اِنْ شَآءَ اللّٰہ کہنا۔

۵۔ کسی ناپسندیدہ کام کا سامنا ہو جائے تو وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا۔

۶- جانی یا مالی تھوڑی یا زیادہ مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا۔

۷- شام وسحر زبان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جاری رکھنا۔

آخری کلام دخول جنت کا باعث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب زندگی کی بازی ہار رہے تھے تو فرمانے لگے کہ ہٹو میں تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارک سناتا ہوں۔ میں نے رسول کائنات ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے خلوص دل، اعتقاد کامل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت کے وقت جسے کلمہ طیبہ کی تلقین ہو گئی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

حدیث نبوی ﷺ ہے: دنیا سے جاتے وقت جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہو وہ جنتی ہے۔

دو چیزیں اپناؤ، دو سے رک جاؤ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں ان احکام کی خبر نہ دوں جن کی تاکید حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا اے میرے بیٹے: میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو ہی چیزوں سے منع کرتا ہوں۔

جن دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ کلمات پڑھا کرو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ کہ آسمان وزمین اگر ایک پلڑے میں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ زمین وآسمان پر وزنی ہو جائے۔

اور دوسری چیز جس کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا کرو یہی فرشتوں کا وظیفہ اور مخلوق کی دعا ہے اور اسی کے صدقہ مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔

اے میرے بیٹے: دو ہی چیزوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا جو شخص شرک کا مرتکب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔

۲۔ تکبر نہ کرنا کیونکہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

مروی ہے کہ جس شخص نے خلوص دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

یہ کلمہ کہنے میں خلوص کی شرط لگائی گئی ہے۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ یہ کلمہ گناہوں سے روک دے۔ اگر گناہ بھی ہوں اور کلمہ کا ورد بھی جاری تو جان لو کہ اخلاص کا مفقود ہے اور خدشہ ہے کہ یہ کلمہ پڑھنے والے کے پاس عاریۃً ہے۔ عاریۃً چیز انسان سے واپس لے لی جاتی ہے۔

لوگوں کی قسمیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ جن کا ایمان اللہ کریم کی عطا ہے۔ دوسرے جن کے پاس ایمان کی دولت عاریۃً ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائی ایمان کی علامت یہ ہے کہ اس کا ایمان اسے گناہوں سے روک کر عبادت الٰہی میں راغب رکھتا ہے۔ جس کا ایمان عاریۃً ہو اس کا ایمان نہ تو اسے گناہوں سے روکتا ہے اور نہ ہی اسے عبادت میں راغب کرتا ہے کیونکہ ایسے مکان میں بندے کیلئے کوئی تدبیر سرانجام دینے کی اجازت نہیں ہوتی جس میں وہ عاریۃً رہ رہا ہو۔

جنت کی چابی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"لَآ اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰہ جنت کی قیمت ہے" ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنت کی چابی ہے اور کہا جاتا ہے:

"لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ جنت کی کنجی ہے" کنجی کیلئے دندانوں کا ہونا ضروری ہے تا کہ دروازہ کھل سکے۔ اس کے دندانے کیا ہیں، ذکر کرنے والی زبان جو گناہوں سے پاک ہو، عجز وانکساری کا پیکر دل' جو حسد وخیانت سے پاک ہو، پیٹ جو حرام ومشتبہ اشیاء سے پاک ہو، خدمت وبندگی میں مشغول اعضاء جو نافرمانیوں سے پاک ہوں۔

بہترین نیکی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیک وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیں جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھ سے کوئی برا عمل سرزد ہوجائے تو فوراً کوئی نیکی کرلو کیونکہ نیکی دس گنا اجر رکھتی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہ پڑھنا بھی نیکی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو بہترین نیکی ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہا سلام مٹ جائے گا حتیٰ کہ کسی شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ نماز کیا ہوتی ہے روزہ کیا ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی کہے گا کہ ہم سے پہلے لوگ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہ پڑھا کرتے تھے۔ ہم بھی یہی پڑھیں گے، پوچھا گیا کہ کیا یہ کلمہ انہیں نجات دے دے گا آپ ﷺ نے فرمایا یہی کلمہ جہنم سے نجات اور جنت میں دخول کا سبب ہوگا۔

باب ۵۶

فضائل قرآن پاک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید، فرقان حمید، شفاعت کرنے والا ہے، اس کی شفاعت قابل قبول ہے۔ شکایت کرنے والا (تلاوت نہ کرنے والوں کی) اور تصدیق کیا ہوا ہے، جو شخص اسے پیشوا بنائے گا یہ اس کی جنت کی طرف راہنمائی کرے گا اور جو اس سے منہ موڑے گا یہ اسے جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔

• حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''شافع مشفع'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والے کیلئے شفاعت کرے اور قرآن پاک کی بدولت اس کی شفاعت ہوگی اور جو اس کی تلاوت نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے تو ایسے شخص کے خلاف شکایت کرے گا اور قرآن پاک کے قول کی تصدیق کی جائے گی جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے قرآن پاک اس کی راہنمائی کرتے ہوئے اسے جنت میں لے جائے گا اور جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے قرآن پاک اسے ہانکتا ہوا روز قیامت جہنم کی طرف لے جائے گا۔

کثرت تلاوت کی برکت

حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکۃ المکرمہ کے گورنر تھے۔ ایک دفعہ حج کے موقع پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے

استقبال کیلئے گئے۔ بوقت ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اپنی غیر موجودگی میں اپنا قائم مقام کسے بنا کر آئے ہو؟ انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن ابی ابزی کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک غلام، قریش کا سربراہ......؟ یہ تم نے کیا کیا؟ حضرت نافع نے کہا امیر المؤمنین! میں اپنی غیر موجودگی میں اپنا قائم مقام اسے مقرر کر کے آیا ہوں جو سب سے زیادہ قرآن پاک کا قاری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ہاں: اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی بدولت ہی کچھ لوگوں کو عظمت ورفعت سے بہرہ ور کرتا ہے اور قرآن پاک (سے روگردانی) کے سبب سے ہی کچھ لوگوں کو ذلیل کرتا ہے اور عبدالرحمٰن بن ابی ابزی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ کریم نے قرآن پاک کی بدولت رفعت وبلندی عطا فرمائی ہے۔

اللہ کریم کا دستر خوان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''دعوت کیلئے تیار کیا ہوا کھانا'' ہے اللہ تعالیٰ کے اس دستر خوان سے اپنی استطاعت کے مطابق اپنی علمی بھوک مٹالو۔

یہ قرآن مقدس اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، نفع بخش سامان شفا ہے، جو اس سے اپنے تعلق کو مضبوط رکھے، اس کیلئے باعث عظمت ہے۔ جو اس کے احکام کی پیروی کرے اس کیلئے باعث نجات ہے، اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں۔ جسے سیدھا کرنے کی ضرورت ہو، کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ اس کے عجائبات کی انتہاؤں کا کوئی کنارہ نہیں، اس کا تکرار، کثرت سے تلاوت، اس کی حلاوتوں کو بوسیدہ نہیں ہونے دیتا۔ اس کی تلاوت کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں ہر ہر حرف کی تلاوت کے بدلے دس دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔ میری مراد یہ نہیں کہ ''الم'' پر دس نیکیاں نصیب ہوں گی بلکہ الف پر دس نیکیاں علیحدہ ہیں، لام پر دس علیحدہ اور میم پر دس علیحدہ۔

رحمت الٰہی سایہ فگن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو شخص دنیاوی رنج وآلام میں سے کوئی رنج اپنے بھائی سے دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اخروی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت اس سے ٹال دیتا ہے۔

جو کسی تنگدست کیلئے کوئی آسانی پیدا کر دے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کیلئے آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے اور اللہ جل شانہ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ کسی مسلمان بھائی کی مدد میں مصروف ہو۔

جو شخص حصول علم کیلئے راہوں کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے راہ جنت آسان فرما دیتا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں درس و تدریس کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، فرشتے اپنے پروں کو پھیلا کر ان پر سائبان بن جاتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں فرماتا ہے۔

تخفیف عذاب

حضرت ابن ابی حبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ جس نے قرآن پاک کی دولت کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیا (حفظ کر لیا) اس کے والدین سے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے۔ اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

قرآن پاک ایک عظیم دولت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جس نے قرآن کریم کی تلاوت کی گویا اس نے درجہ نبوت اپنے پہلو میں سمیٹ لیا۔ سوائے اس کے کہ اس پر وحی نہیں کی جاتی۔

جس شخص کے سینہ میں قرآن پاک کی دولت موجود ہو اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو دیکھ کر یہ سوچے کہ اس آدمی کو مجھ پر فضیلت بخشی گئی ہے حالانکہ قرآن پاک کی دولت اس کے پاس موجود ہو تو ایسا شخص اس عظیم چیز (قرآن پاک) کی تحقیر کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت بخشی ہے اور اسے عظیم سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے (دنیا کو) حقیر بنایا ہے۔

قرآن پاک کی دولت سے مالا مال (حافظ قرآن) شخص کیلئے موزوں ومناسب نہیں ہے کہ وہ جاہلوں کے ساتھ جاہل بن جائے اور وہی حرکات اس سے سرزد ہوں جو جاہل سے سرزد ہوتی ہیں بلکہ اسے عفوودرگزر سے کام لینا چاہئے۔

حامل قرآن کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حامل قرآن کو چاہئے کہ جب لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوں تو یہ راتوں کی قدر پہچانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو، لوگ دنوں کو رنگ برنگی ڈشوں کے مزے اڑا رہے ہوں تو یہ روزے رکھے، لوگ خوشیوں سے دوبالا ہوں تو یہ فکر آخرت سے رنجیدہ ہو، لوگ ہنسی کھیل میں مصروف ہوں تو یہ اشک باری کرے، لوگ حیلے بہانے تراشتے ہوں تو یہ سراپا عجز بنا ہوا ہو۔

حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ آبدیدہ، غمگین وحزین، بردبار، اوروں کیلئے باعث تسکین اور نرم مزاج ہو، حامل قرآن کیلئے یہ کسی طرح بھی موزوں نہیں کہ وہ ظالم، اطاعت الٰہی سے غافل، ترش رو اور سنگدل ہو۔

تین اجنبی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین چیزیں اجنبی ہیں۔

۱- ظالم کے سینے میں قرآن پاک۔

۲- بری قوم میں نیک آدمی۔

۳- ایسے گھر میں رکھا قرآن جس کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبا کی زیارت

حضرت محمد بن قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پاک کی تلاوت کی گویا اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ والضحیٰ کی زیارت کرلی۔ پھر انہوں نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (الانعام:۱۹) میں ڈراؤں تمہیں اس کے ساتھ اور (ڈراؤں) اسے جس تک یہ پہنچے۔

ایک حدیث مبارک میں ہے کہ جنت کے درجے قرآن پاک کی آیتوں کی تعداد کے مطابق ہیں۔روز قیامت قرآن پاک کے قاری سے کہا جائے گا کہ قرآن پاک کی آیتوں کی تلاوت کرتے جاؤ اور جنت کے درجات پر چڑھتے جاؤ اگر قاری کو نصف قرآن یاد ہوا تو اسے کہا جائے گا اگر تیرے پاس زیادہ قرآن پاک ہوتا تو ہم تجھے درجات بھی زیادہ عطا کرتے۔

تلاوت قرآن کا ثواب

حضرت امام عالی مقام سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پاک نماز میں کھڑے ہوکر پڑھا اس کیلئے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے بیٹھ کر پڑھا اس کیلئے ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیاں، اور جس نے نماز کے علاوہ پڑھا اس کیلئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں اور جس نے طلب اجر کیلئے قرآن پاک سے کچھ بغور سنا تو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ہے اور جس نے قرآن پاک کا ختم کیا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مقبول دعا مختص ہو جاتی ہے۔اس کی قبولیت خواہ جلد ہو یا بدیر۔

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں تین آدمیوں کے حقوق کو منافق ہی حقیر سمجھتا ہے۔وہ تین آدمی یہ ہیں:

۱- انصاف پسند امام۔

۲- اسلام میں بوڑھا ہونے والا۔

۳- قرآن پاک کا حافظ۔

میدان حشر میں حسین وجمیل صورت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم قرآن کی ترغیب دلائی پھر قرآن پاک کی فضیلت بیان فرمائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک سیکھو اور قرآن پاک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: روز قیامت قرآن

پاک اپنے تلاوت کرنے والے کے پاس آئے گا جبکہ اسے اس کی اشد ضرورت ہوگی۔ بڑی حسین وجمیل شکل میں ہوگا۔

اپنے پڑھنے والے سے پوچھے گا کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ وہ پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ قرآن کریم کہے گا میں وہی تو ہوں جس سے تو محبت کیا کرتا تھا، جس کی تو تعظیم بجالاتا تھا تیری راتیں جس کی بدولت بیدار رہیں، دنوں کو جس کی تو تلاوت کرتا رہا، وہ شخص کہے گا شاید تو قرآن ہے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے گا بادشاہی دائیں طرف جنت بائیں طرف، شاہی تاج سر پر سجا ہوا ہوگا۔ حافظ قرآن کے مسلمان والدین کو دو حلے پہنائے جائیں گے جو دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ قیمتی ہوں گے۔ وہ کہیں گے یہ اعزاز ہمیں کہاں سے ملا، ہمارے اعمال تو ایسے نہ تھے ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے فرزند کی تلاوت قرآن کا صلہ ہے۔

سورۂ بقرہ، آل عمران سیکھو

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دو روشن وچمکتی ہوئی سورتیں البقرہ، آل عمران'' سیکھو۔

یہ دونوں سورتیں روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کے پاس بادلوں کی شکل میں یا پھر فرمایا کہ پرندوں کے غول کی شکل میں پر پھیلائے آئیں گی اور تلاوت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گی۔

پھر ارشاد فرمایا سورۂ بقرہ سیکھو اسے سیکھنا باعث برکت اور اس سے منہ موڑنا باعث حسرت ہے۔ جادوگر اسے سیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ پھر ارشاد فرمایا: یہ فضیلت اس شخص کیلئے ہے جو اس کو سیکھے، اس کے احکام پر عمل کرے، اس سے جفا نہ کرے اور نہ ہی اسے ذریعہ معاش بنائے۔

ملائکہ کی دعائیں

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص دن کو قرآن پاک ختم کرتا ہے شام تک فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور جو رات کے وقت

ختم کرتا ہے صبح تک ملائکہ اس کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن پاک دن کو ختم کرنا پسند فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں موسم گرما میں دن کے ابتدائی حصہ میں اور موسم سرما میں رات کے ابتدائی حصہ میں ختم کرنا پسند فرماتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت فرشتوں کی دعاؤں کا ہدف بنے رہیں۔

مؤمن وفاجر کی تلاوت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے مومن کی مثال لیموں کی سی ہے جس کی خوشبو بھی بڑی اچھی اور ذائقہ بھی بڑا اچھا ہوتا ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنے والے کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو بڑا اچھا لیکن خوشبو بالکل نہیں ہوتی۔

قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے فاسق وفاجر کی مثال اس پھول کی سی ہے جس کی خوشبو تو بڑی عمدہ لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنے والے فاسق و فاجر کی مثال اندرائن کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا اور خوشبو سے بھی خالی۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آہستہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور بلند آواز سے تلاوت کرنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنا بہتر ہے لیکن آہستہ پڑھنا تو بہت ہی بہتر۔

قرآن پاک کو یاد رکھو

حضرت ولید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھ پر گناہوں کی فہرست پیش کی گئی۔ حافظ قرآن کے قرآن بھلا دینے سے بڑھ کر میں نے کوئی گناہ نہیں دیکھا۔

حضرت مطلق بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پاک سیکھا پھر بغیر کسی عذر کے اسے بھلا دیا اس کیلئے ہر آیت کے بدلے ایک

درجہ مٹا دیا جاتا ہے اور روز قیامت کٹے ہاتھوں سے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔

ایک اور حدیث مبارک ہے کہ جس نے قرآن پاک یاد کیا پھر اسے بھلا دیا تو وہ روز قیامت کٹے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے گا۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن پاک یاد کر کے بھلا دینا کسی گناہ کی نحوست کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قرآن کا حق ادا کرو

علی بن حسین الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جس نے سال میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کر لیا اس نے تلاوت قرآن کا حق ادا کر لیا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے دور فرمایا کرتے تھے اور آخری سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دور کیا۔

باب ۵۷

طلبِ علم کی فضیلت

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ وہ عرض کرنے لگا، اے ابودرداء رضی اللہ عنہ: میں شہر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف سے آیا ہوں۔ فقط ایک وہ حدیث سننے کیلئے جو براہ راست آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تجارت یا کسی اور غرض سے آئے ہو یا فقط اسی کام کیلئے؟ اس نے کہا کہ اس کے سوا کوئی اور مقصد پیش نظر نہیں۔ میں تو صرف حدیث مبارک سننے کیلئے حاضر ہوا ہوں، حضرت ابوداداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے سنو! میں نے رسول کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جو شخص طلب علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ آسان فرما دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ملائکہ حصول علم کیلئے نکلنے والے طالب علم کی راہوں میں اپنے پَر بچھاتے ہیں، عالم دین کیلئے آسمانوں اور زمین میں بسنے والی مخلوق حتیٰ کہ پانی کی تہوں میں مچھلیاں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش و مغفرت کی دعا مانگتی ہیں۔

عالم دین کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چودھویں شب کے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔

علماء انبیائے علیہم السلام کے وارث ہیں، انبیائے کرام کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی وراثت علم ہوتی ہے جس نے یہ وراثت پالی تو گویا اس نے حظہ وافر پالیا۔

دو حریص

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک علم کا حریص اور دوسرا دولت کا حریص۔ اور یہ دونوں حریص برابر بھی نہیں ہیں۔ علم کے حریص کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا میں اضافہ ہوتا ہے اور دنیا کے حریص کیلئے طغیانی و سرکشی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ۲۸)	اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔
وَ کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی (العلق ۷، ۸)	ہاں ہاں بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد میں گیا۔ وہیں اسود بن سریع رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا۔ انکے ایک طرف ایک کونے میں کچھ فقیہ بیٹھے فقہی مسائل کا تذکرہ کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کے حلقوں کے درمیان نماز ادا کی۔ نماز مکمل کر چکا تو سوچنے لگا کہ اگر اسود کے پاس جاؤں تو شاید ان پر نازل ہونے والی رحمت وقبولیت مجھ پر بھی سایہ فگن ہو جائے لیکن پھر خیال گزرا کہ اگر فقہاء کی مجلس میں جا کے بیٹھوں تو شاید کوئی مسئلہ میرے گوشتہ ذہن میں محفوظ ہو جائے اور میں اس پر عمل پیرا ہو کر وارثانِ انبیاء کے مرتبہ پر فائز ہو سکوں۔ میں مسلسل سوچ و بچار کے اسی سمندر میں غوطہ زن رہا۔ بالآخر میں اٹھا اور چل دیا۔ کسی کے پاس بھی میں نہ بیٹھا۔ رات ہوئی آغوشِ نیند میں تھا کہ کسی آنے والے نے آ کر مجھے خواب میں کہا اگر تو اس حلقے میں آ کر شامل ہو جاتا جس میں فقہی مسائل کا تکرار ہو رہا تھا تو ان کے ساتھ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو بیٹھا ہوا پاتا۔

قدم قدم عبادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو جہنم سے آزاد لوگوں کو دیکھنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ علم دین سیکھنے والے طلبہ کو

دیکھ لے۔قسم ہے مجھے اس ذات کبریائی کی جس کے قبضۂ قدرت میں مجھ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے جو طالب علم کسی عالم دین کے دروازے پر طلب علم کیلئے چکر کاٹتا ہو، اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر حرف اور ہر قدم کے بدلے ایک ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر ہر قدم کے عوض اس کیلئے جنت میں ایک شہر تعمیر فرما دیتا ہے۔روئے زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش کی دعائیں مانگتی ہے۔شام وسحر اس کیلئے بخشش لکھی جاتی ہے۔فرشتے اس کیلئے گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو جہنم سے آزاد لوگ ہیں۔

ایک مرتبہ حضور رحمت عالم ﷺ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو دو حلقے لگے ہوئے تھے۔ایک حلقہ ذکر الٰہی میں مگن تھا جبکہ دوسرا فقہی مسائل سیکھ رہا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں مجلسیں ہی بہتر ہیں لیکن ایک دوسری سے افضل ہے۔ایک حلقہ جو (ذکر الٰہی کے بعد) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دعا مانگ رہا ہے اگر اللہ چاہے تو انہیں عطا فرما دے۔اگر چاہے تو ان کی دعا مسترد فرما دے۔لیکن جو لوگ فقہی مسائل سیکھ رہے ہیں اور ان پڑھوں کو پڑھا رہے ہیں وہ سب سے افضل ہیں کیونکہ میں بھی معلم بن کر آیا ہوں، پھر حضور اکرم ﷺ اسی حلقے کے ساتھ بیٹھ گئے جو علم دین سیکھ اور سکھا رہے تھے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسئلہ سیکھنا میرے نزدیک شب بھر کے قیام سے بہتر ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگو! تم ایسے زمانے میں ہو جس میں عمل علم سے بہتر ہے۔عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم عمل سے بہتر ہوگا۔

روئے زمین پر بہترین چیزیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر بہترین اعمال تین ہیں:

۱۔علم (دین) کا طلب کرنا ۲۔جہاد کرنا ۳۔رزق حلال کھانا

طالب علم اللہ کا دوست ہے، غازی اللہ کا ولی ہے اور رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ کا صدیق ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے غیر اللہ کیلئے علم حاصل کیا دنیا سے چلے جانے سے پہلے پہلے علم اس پر غالب آئے گا

اور وہ اللہ ہی کیلئے ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے علم حاصل کرتا ہے وہ روزہ دار اور شب بھر قیام کرنے والے کی طرح ہے،

جو شخص علم کا کوئی ایک باب سیکھتا ہے تو اس کا ایک باب سیکھنا جبل ابوقبیس کی مانند راہ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ بندہ کے لئے کب تک حصولِ علم میں کوشاں رہنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا جب تک جہالت کی قباحت عیاں نہ ہو جائے حصولِ علم کے لئے کوشاں رہنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ زندگی کی بازی ہار رہے تھے۔ آخری سانسوں پر تھے کہ ایسے عالم میں ان کے پاس بیٹھا ایک شخص ان کیلئے علمی شہہ پارے جمع کر رہا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس حالت میں بھی علمی تحریریں جمع کرانے میں مصروف ہیں۔ فرمانے لگے شاید کوئی ایسا نفع مند کلمہ میرے سامنے آ جائے جو ابھی تک میری نظروں سے نہ گزرا ہو۔

علم ایک عظیم خزانہ ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم سیکھو کیونکہ علم کا سیکھنا بہت بڑی نیکی ہے۔

علم کا طلب کرنا عبادت ہے۔

علم کا تکرار تسبیح ہے۔

علمی بحث جہاد کے مترادف ہے

جاہل کو تعلیم دینا صدقہ ہے۔

علم راہ جنت میں سے ایک راستہ ہے۔

علم وحشتوں میں مونس ہے۔

علم دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے۔

علم کی دولت ہی سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو رفعت و بلندی عطا فرمائے گا۔

علماء ہی بھلائی کے معاملات میں لوگوں کی قیادت وسیادت سنبھالیں گے، انہیں کے

نقش قدم پر ہی چلا جائے گا۔

معاملات وافعال میں علماء کی اقتداء ہی قابل عمل ہوگی، علم ہی سفر کا ساتھی ہے، علم ہی تنہائیوں میں شریک گفتگو ہوتا ہے، علم ہی تنگدستیوں میں مددگار ثابت ہوتا ہے، علم ہی خوشیوں پر راہنمائی کرتا ہے، علم ہی دوستوں کے ہاں باعث زینت ہے۔ فرشتے علماء سے دوستی میں رغبت رکھتے ہیں، فرشتے علماء کے سروں پر ہی سایہ فگن ہوتے ہیں۔

ہر رطب ویابس میں بسنے والی مخلوق، سمندروں کی تہوں میں تیرتی مچھلیاں، حشرات الارض، بحر و بر کے درندے، چوپائے سب طالب علم کیلئے دعائیں مانگتے ہیں کیونکہ علم دلوں کی غذا ہے۔ تاریکیوں میں آنکھوں کا نور ہے، کمزوریوں کے وقت بدن کی قوت ہے، دنیا وآخرت میں بلندی درجات اور ابرار واخیار کی منزل تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، علم میں غور وفکر روزہ رکھنے کے برابر ہے، تکرار شب بھر کے قیام کے برابر ہے، علم ہی کی بدولت صلہ رحمی عطا ہوتی ہے، علم ہی کی بدولت حلال وحرام کی تمیز نصیب ہوتی ہے، علم ہی پیشوا ہے عمل اس کا تابع ہے۔ علم وعمل ہی سعادت مندوں کا مقدر ہوتا ہے۔ بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ میں طلب علم سے بڑھ کر کسی چیز کو راہ خدا میں جہاد کرنے سے افضل نہیں سمجھتا۔ علم ہی جہاد سے افضل ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم کا ایک باب سیکھنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ فگن رہتے ہیں، آسمانی فضاؤں میں اڑتے پرندے، خشکی میں دوڑتے درندے سمندروں میں تیرتی مچھلیاں طالب علم کیلئے دعائیں مانگتی ہیں، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ۲ے صدیقین کا اجر عطا فرماتا ہے۔ سن لو: لوگو! علم حاصل کرو، علم کیلئے سکون واطمینان، سنجیدگی اور وقار سیکھو، ان کیلئے بھی سراپا عجز بنے رہو جن سے علم سیکھتے ہو اور ان کے سامنے بھی عاجز بنے رہو جن کو علم سکھاتے ہو، علماء پر فخر نہ کرو، نادانوں کو نظر انداز نہ کرو، علم کا تاج سجا کر امراء کے پیچھے پیچھے نہ پھرو علم کی دولت سے اللہ کے بندوں پر تکبر نہ کرو ورنہ تم ان جابر علماء میں سے ہو جاؤ گے

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لے لی اور اوندھے منہ آتش جہنم میں جا گرے۔

ایسا علم حاصل کرو جو حق بندگی کی ادائیگی میں مخل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے طریقے سے کرو کہ جو حصول علم میں رکاوٹ نہ بنے۔ عبادت علم کی روشنی میں ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے طلب علم سے روگردانی کر کے عبادت کی طرف توجہ مرکوز کر لی اور عبادت کی مشقتیں جھیل جھیل کر جسمانی طور پر لاغر و کمزور ہو گئے۔ جب لاغری انتہا کو پہنچ گئی تو تلواریں نیام سے نکال کر جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔

اگر انہوں نے علم حاصل کیا ہوتا تو علم انہیں ایسی حماقتیں کرنے سے روک دیتا، بغیر علم کے عمل کی سیڑھی پر چڑھنے والا راستے سے ہٹے ہوئے شخص کی طرح ہے جو جتنی بھی کوشش کرے راستے سے دور ہی ہوتا جائے گا۔ اس کا بھٹکنا اس کے راہ راست پر آنے پر غالب ہوگا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا اے ابوسعید! یہ علمی شہ پاروں کا خزانہ آپ نے کہاں سے پایا؟

تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ۷۰ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی اور چالیس سال تک طلب علم کیلئے سفری صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے لوگو: تمہیں کیا ہو چکا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے علماء اٹھتے جا رہے ہیں اور جاہل علم سیکھنے کی طرف رغبت نہیں کر رہے، علم سیکھ لو، اس سے پہلے کہ علم اٹھا لیا جائے کیونکہ علماء کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے ساتھ علم بھی اٹھ جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو سمیٹ نہیں لے گا بلکہ علمائے کرام کو ان کے علم سمیت اٹھا لے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے مسائل پوچھیں گے، وہ اپنی رائے سے مسائل بیان کریں گے حالانکہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع فرما دے

کہ آج شام آپ کا وصال ہو جائے گا، تو آج آپ کیا کریں گے؟ فرمانے لگے میں علم سیکھنے میں مصروف ہو جاؤں گا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیہ ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب بھی تم اس سے ملاقات کرو گے اس کی زبان ذکر الٰہی سے تر ہوگی۔ اس کا دل و دماغ حلال و حرام کے مسائل کی تخریج میں الجھا ہوا ہوگا۔

زمانے کے چراغ

کہا جاتا ہے کہ علمائے کرام زمانے کے چراغ ہیں۔ ہر عالم اپنے زمانے میں چراغ ہے جس سے اہل زمانہ اپنی زندگی میں روشنی حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سالم بن ابی الجعد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مالک نے مجھے تین سو درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کون سا پیشہ اختیار کروں۔ میں نے ہر پیشے پر علم سیکھنے کو ترجیح دی۔ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ خلیفہ وقت مجھے ملنے آیا لیکن میں نے اس سے ملنا گوارا نہ کیا۔

علم عزتیں بانٹتا ہے

مذکور ہے کہ حضرت صالح المری علیہ الرحمہ امیر المؤمنین سے ملنے گئے تو انہوں نے حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سرہانے والی جگہ پر بٹھایا۔ صالح مری فرمانے لگے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا اور خوب سچ فرمایا ہے، امیر المؤمنین نے کہا کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ حضرت صالح علیہ الرحمہ کہنے لگے کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ علم شریف لوگوں کے شرف و کمال میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ غلاموں کو آزاد لوگوں کا مرتبہ دلا دیتا ہے۔ صالح المری علیہ الرحمہ کون تھے جو امیر المؤمنین کے سرہانے کی طرف بیٹھتے یہ سب علم کا کمال ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ میں علم سیکھنا چاہتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں کہ عمل نہ کر پاؤں گا اور

ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم کا تکیہ جہالت کے تکیے سے بہتر ہے پھر وہی شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی اس نے یہی بات کی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے بندہ خدا: لوگوں کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر ان کا وصال ہو گا۔ عالم کو اس کے علمی اعزاز جبکہ جاہل کو جہالت کی بھرمار کے ساتھ روز قیامت اٹھایا جائے گا۔

پھر وہی شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہی بات کی جو پہلے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں عرض کر چکا تھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک چیز کو پا کر ضائع کر دینا، سرے سے چھوڑ ہی دینے سے زیادہ موزوں ہے۔ (ضائع کر دینا تو ایک خیال ہے اور اس ڈر سے حاصل ہی نہ کرنا مناسب بات نہیں)۔

فقہی مسائل میں سمجھ بوجھ حاصل کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: دینی مسائل میں فقہی سمجھ بوجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل افضل نہیں ہے۔

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے، ہر چیز کا کوئی نہ کوئی ستون ہوتا ہے دین کا ستون فقہ ہے۔ مذکور ہے کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کچھ لوگوں کا نظریہ تھا کہ علم افضل ہے اور کچھ کا نقطہ نظر تھا کہ مال افضل ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کے حل کیلئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ علم مال سے بہتر ہے، قاصد نے کہا حضرت اہل بصرہ نے کوئی دلیل مانگی تو میں کیا دلیل پیش کروں کہ علم افضل ہے؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہیں کہہ دینا کہ:

علم انبیائے کرام کی میراث ہے جبکہ مال و دولت فرعونوں کی وراثت ہے۔

علم تمہاری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے۔

علم اللہ کریم اپنے محبوبوں کو عطا فرماتا ہے جبکہ مال تو محبوب و مبغوض ہر کسی کو دیتا ہے بلکہ زیادہ تر انہیں دیتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں فرماتا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

میں غور نہیں کرتے۔

وَلَوْلَا اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ (الزخرف ۳۳)

اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کیلئے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے۔

علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جبکہ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔

مالدار مرتا ہے تو اس کا ذکر مٹ جاتا ہے جبکہ عالم مرتا ہے تو اس کا ذکر باقی رہتا ہے۔

مالدار آغوش موت میں چلے جانے کے بعد ہمیشہ کیلئے مر جاتا ہے جبکہ صاحب علم مر کے بھی زندہ رہتا ہے۔

مالدار سے ایک ایک درہم بارے پوچھا جائے گا کہ کیسے کمایا تھا کہاں خرچ کیا جبکہ صاحب علم کی ہر ہر بات کے بدلے جنت میں ایک درجہ عطا کیا جائے گا۔

لوگوں کی قسمیں

حضرت مولا علی شیر خدا مشکلا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) علمائے ربانی (۲) طالبان علم (۳) عوام الناس

پہلے دو قسم کے لوگ تو راہ نجات پر گامزن ہیں جبکہ لوگوں کی تیسری قسم چرواہے کا گروہ ہے۔ ہر آواز پر لبیک کہنے والے ہر فضا کی طرف مائل ہونے والے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم مال سے بہتر ہے علم تیری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی تجھے حفاظت کرنا ہوتی ہے۔ علم خرچ کرنے سے پاکیزہ ہوتا ہے جبکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے جب تک دنیا باقی ہے علماء بھی باقی رہیں گے گو آنکھوں سے اوجھل ہوں گے لیکن ان کی مثالیں دلوں میں موجود رہیں گی۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صاحب علم اور علم سیکھنے والا دونوں اجر میں برابر ہیں۔ لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں: عالم اور متعلم۔ ان کے سوا کسی میں کوئی بھلائی نہیں۔

باب ۵۸

علم پر عمل پیرا ہونے کی فضیلت

رسولوں کے امانت دار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام بندگان خدا پر اس وقت تک رسولوں کے امین ہیں جب تک شاہی درباروں کے چکر نہ لگائیں اور دنیاداری کی آلودگی سے اپنے قدموں کو گندا نہ کریں، علماء جب دنیاداری کی دلدل میں داخل ہو جائیں تو جان لو کہ انہوں نے رسولوں سے خیانت کی ہے پھر تم ان سے کنارہ کش ہو جاؤ اور ان کی صحبتوں سے اپنے دامن جھاڑ لو۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کوئی شخص اس وقت تک عالم نہیں ہوسکتا جب تک طالب علم نہ بن جائے اور نہ ہی حقیقی معنوں میں عالم بن سکتا ہے جب تک اپنے علم پر عمل نہ کرے۔

ہلاکت ہے ایسے شخص پر جو ایک مرتبہ بھی علم حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور ہلاکت ہے ایسے شخص کیلئے بھی جو علم تو حاصل کرتا ہے لیکن سات مرتبہ اس پر عمل نہیں کرتا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مزید ارشاد فرمایا کہ مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ مجھے روز قیامت یوں پکارا جائے، اے مختصر عمر والے: تو نے کیا علم حاصل کیا؟ بلکہ مجھے خوف ہے تو اس چیز کا کہ پوچھا جائے گا تو نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا؟

باعمل عالم کے چرچے

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا فرمان عالی شان ہے کہ جس نے علم پڑھا، اس پر

عمل کیا، دوسروں کو سکھایا یہ ایسا شخص ہے جسے آسمان کی بادشاہی میں عظیم پکارا جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ارباب علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ کیا مردوں کے دل سے کوئی چیز علم کو نکال بھی دیتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طمع دلوں سے علم کی صفائی کر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فرماتے ہیں کہ اندھے کے ہاتھ میں چراغ سے اور تو روشنی حاصل کرتے ہیں لیکن خود اسے کوئی فائدہ نہیں تاریک گھر کی چھت پر رکھا چراغ اندر کی تاریکی ختم نہیں کرتا۔ اسی طرح دانائی کی باتیں تو کرو لیکن خود اس پر عمل نہ کرو تو ایسی دانائی کی باتیں بھی بے سود ہیں۔

اسی طرح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ درختوں کی تو کمی نہیں لیکن سارے کے سارے پھل نہیں دیتے۔ علماء تو بے شمار ہیں لیکن سارے ہدایت یافتہ نہیں، پھل بھی بہت ہیں لیکن عمدہ کوئی کوئی ہے، علم کا دائرہ تو بڑا وسیع ہے لیکن سارا علم نافع نہیں۔

حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے علم پر عمل پیرا ہوتا ہے اسے اس علم کی بھی توفیق مرحمت ہو جاتی ہے جو اس کے پاس نہ ہو۔

حضرت سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سارے لوگ مردہ ہیں سوائے صاحبان علم کے، علماء بھی خواب غفلت میں مدہوش ہیں سوائے ان کے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہیں، باعمل علماء بھی مغرور ہیں سوائے مخلص علماء کے اور مخلصین بھی خطرے کی زد میں ہیں۔

کیسے علماء کی صحبت میں بیٹھیں

رسول کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

ہر عالم کے پاس نہ بیٹھا کرو ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو تمہیں پانچ چیزوں سے پانچ کی طرف بلاتا ہے۔

شک سے یقین کی طرف، تکبر سے عجز و انکساری کی طرف، عداوت سے خیر خواہی

کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف اور رغبت سے زہد کی طرف۔

بے عمل علماء

حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا جاہل اس سے علم سیکھنے سے باز رہتے ہیں کیونکہ جب عالم بے عمل ہو جائے تو اس کا علم نہ اسے فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ اوروں کو اگرچہ علم کی بہتات ہی کیوں نہ ہو۔ ہم تک بنی اسرائیل کے ایک ایسے عالم کی روایت پہنچی ہے جس نے علمی تحریروں کے ۸۰ دفاتر جمع کر رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اس دانا سے کہہ دو کہ اگر اتنے اور علمی دفاتر بھی جمع کر لے تب بھی تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک تو تین چیزوں پر عمل نہ کرے۔

۱- جب تک تو دنیا کی محبت ترک نہ کر دے کیونکہ یہ مومنوں کا گھر نہیں ہے۔

۲- شیطان کا ساتھ نہ چھوڑ دے کیونکہ شیطان مومنوں کا دوست نہیں ہے۔

۳- مومنوں کو اذیت دینے سے رک نہ جائے کیونکہ اذیت پہنچانا مومنوں کا شیوہ نہیں ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر جہالت میں پڑا رہنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جو شخص اپنے علم پر عمل پیرا ہوتا ہے وہی لوگوں میں سب سے زیادہ عالم ہے اور جو شخص اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہی جاہل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جاہل کے ۷۰ ایسے گناہ بخش دیئے جائیں گے کہ عالم کا ایک بھی ایسا گناہ نہ بخشا جائے گا۔

فرشتے بھی متعجب

مذکور ہے فرشتے تین چیزوں پر تعجب کرتے ہیں۔

۱- فاسق و فاجر عالم پر جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہو لیکن خود بے عمل ہو۔

۲- فاسق و فاجر کی قبر پر جو چونے اور اینٹوں سے بنائی گئی ہو۔

۳- فاجر و گنہگار کے جنازے پر منقش چادروں کو دیکھ کر۔

روز قیامت تین آدمیوں پر بڑی شدید حسرت کی جائے گی۔

۱- ایسا مالک کہ جس کا غلام نیک ہوگا نیک غلام تو اعمال صالحہ کی بدولت جنت میں داخل

ہوگا اور مالک گناہوں کی بدولت جہنم میں۔

۲۔ ایسا شخص کہ جس نے مال و دولت جمع کیا ہوگا لیکن حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہوگی اور اسی حالت میں مر جائے گا۔ اس کے ورثاء اطاعت الٰہی میں مال خرچ کر کے نجات پالیں گے جبکہ یہ مال جمع کرنے کے جرم میں جہنم میں چلا جائے گا۔

۳۔ ایسا برا عالم جو لوگوں کو نصیحتیں کرتا رہا ہوگا لوگ تو اس کی نصیحتوں پر عمل کر کے نجات پا لیں گے اور یہ خود بے عملی کی وجہ سے جہنم میں کھڑا ہوگا۔

فقیہ کون ہے؟

کسی شخص نے حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے کہا کہ ہمارے فقہاء یوں کہتے ہیں حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کیا تو نے کبھی فقیہ دیکھا ہے فقیہ وہ ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت میں راغب ہو، گناہوں پر نگاہ رکھنے والا ہو، اپنے اللہ کی عبادت پر استقامت و استقلال رکھنے والا ہو۔

کہا جاتا ہے کہ جب علماء حلال مال جمع کرنے میں مشغول ہو جائیں تو عوام الناس مشتبہ کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ علماء مشتبہ کھانے میں مصروف ہو جائیں تو عوام حرام کھانا شروع کر دیتے ہیں۔

علماء حرام کھائیں تو عوام کافر ہو جاتی ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب علماء حلال مال جمع کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو عوام بھی مال جمع کرنے میں ان اقتداء اور پیروی کرتی ہے اچھی طرح علم نہ ہونے کی بنا پر مشتبہ چیزوں کو بھی سمیٹ لیتے ہیں، جب علماء مشتبہ چیزوں میں پڑ جائیں اور حرام سے بچتے رہیں تو پھر بھی جاہل ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشتبہ اور حرام میں فرق نہ کر پائیں گے اور حرام کو بھی اپنے دامن میں سمیٹ لیں گے اور بہر حال جب علماء حرام اکٹھا کریں گے تو جاہل ان کی پیروی کریں گے۔ حرام کو حلال خیال کریں گے جب حرام کو حلال سمجھیں گے تو حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اس طرح عوام تو کفر کی دلدل میں پھنس جائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ روز قیامت جاہل علماء کے دامن پکڑے ہوئے

انہیں کہیں گے کہ تم تو عالم تھے، کس لئے تم نے ہماری راہنمائی نہ کی اور کس لئے تم نے ہمیں نہ روکا حتیٰ کہ آج ہم حساب و کتاب کی گرفت میں آ گئے۔

بدتر لوگ

حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت جلیلہ میں عرض کیا گیا کہ بدترین لوگ کون ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عالم جب فسادی ہو جائے تو اس سے بدتر کوئی اور شخص نہیں ہے۔

حضرت بشر بن حارث علیہ الرحمہ اصحاب حدیث سے فرمایا کرتے تھے کہ ان احادیث مبارکہ کی زکوٰۃ دیا کرو۔ محدثین نے پوچھا کہ ہم احادیث کی زکوٰۃ کس طرح ادا کریں تو آپ نے فرمایا کہ ہر دو سو احادیث میں سے پانچ پر ہی عمل کر لینا احادیث کی زکوٰۃ ہے۔ کسی دانا کا کہنا ہے کہ ہمارے زمانے میں علم سیکھنا تہمت، علمی باتیں سننا انس کا باعث، گفتگو خواہش کی تکمیل اور عمل نفس کی رغبت ہے۔

چار قسم کے علوم جہنم کا باعث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے ان چار باتوں کے لئے علم سیکھا وہ جہنم میں داخل ہو گیا۔

۱۔ علماء پر فخر کرنے کیلئے۔

۲۔ جاہلوں کو نظر انداز کرنے کیلئے۔

۳۔ لوگوں کی توجہات کا مرکز بننے کیلئے۔

۴۔ امراء سے مال و دولت اور جاہ و مرتبہ کی طلب کیلئے۔

علم کی ابتداء خاموشی ہے، دوسرا درجہ غور سے سننا ہے، تیسرا درجہ علمی سرمایہ کی حفاظت ہے، چوتھا عمل ہے اور پانچواں علم کی نشر و اشاعت ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے بندہ خدا: عالم بن یا طالب علم بن یا علمی باتوں کو غور سے سننے والا بن۔ ان کے علاوہ چوتھا کچھ نہ بننا ورنہ ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے گا یعنی ان تینوں سے نہ ہو جانا جو نہ علم سیکھتے ہیں اور نہ ہی حصول علم میں رغبت رکھتے ہیں۔

علماء کی اقسام

کہا جاتا ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں:

۱- عالم باللہ اور عالم بامر اللہ۔

۲- عالم باللہ نہ کہ عالم بامر اللہ۔

۳- عالم بامر اللہ نہ کہ عالم باللہ۔

۱- عالم باللہ اور عالم بامر اللہ سے مراد وہ عالم دین ہے جو خشیت الٰہیہ کا پیکر ہو اور حدود و فرائض سے بخوبی آگاہ ہو۔

۲- عالم باللہ نہ کہ عالم بامر اللہ: جو خشیت الٰہیہ کا پیکر نہ ہو لیکن حدود و فرائض کو جانتا ہو۔

۳- عالم بامر اللہ نہ کہ عالم باللہ: جو حدود و فرائض کو تو جانتا ہو لیکن خشیت الٰہیہ کا پیکر نہ ہو

عالم دین کے دس اوصاف

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ سے انہوں نے محمد بن جناح علیہ الرحمہ سے سنا کہ حضرت ابو حفص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چیزیں عالم دین کیلئے اس کے مقام و مرتبہ میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں:

۱- حسن اخلاق...... ۲-خشیت الٰہی...... ۳-نصیحت و خیر خواہی...... ۴-شفقت و مح

۵- تحمل و بردباری...... ۶-صبر...... ۷-حلم...... ۸-عاجزی

۹- لوگوں کے مال سے بے نیازی...... ۱۰-مطالعۂ کتب پر ہمیشگی

لوگوں کے مسائل کے حل میں کوئی رکاوٹ نہ ہو ہر کہہ و مہ کیلئے عالم دین کا درواز رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سخت پہرے دار مقرر کرنے کی بنا پر آزمائش میں مبتلا ہو۔

دس قبیح باتیں

حضرت ابو حفص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دس قسم کے آدمیوں میں دس باتیں قبی کی جاتی ہیں۔

۱- بادشاہ میں ظلم

۲- مالدار میں بخل

۳- علماء میں طمع

۴- فقیروں میں حرص

۵- حسب ونسب والوں میں حیاء کی کمی

۶- بوڑھوں میں جوانوں کی سی عادات

۷- مردوں میں عورتوں کی مشابہت

۸- عورتوں میں مردوں کی مشابہت

۹- زاہدوں کا اہل دنیا کے دروازوں پر آنا۔

۱۰- عبادت میں جہالت

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب عالم دین دنیا میں راغب ہو، دنیا کا حریص ہو تو اس کی صحبت سے جاہل کی جہالت اور گنہگاروں کا فسق وفجور بڑھ جاتا ہے۔ صاحب ایمان کے دل ایسے علماء کی مجالست سے سخت ہو جاتے ہیں۔ کسی دانا کا قول ہے کہ داناؤں کی باتیں احمقوں کیلئے کھیل تماشا ہیں اور بے وقوفوں کا کلام داناؤں کیلئے عبرت ونصیحت ہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احمق جب داناؤں کی گفتگو سنتے ہیں تو ان کی گفتگو کو ظرافت طبعی پر محمول کرتے ہیں۔ ان کیلئے داناؤں کی گفتگو محض کھیل تماشا ہوتی ہے جبکہ دانا جب احمقوں کی گفتگو سنتے ہیں تو ان کی گفتگو میں کئی عیب دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں اور اس قسم کی گفتگو سے احتراز کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ احمقوں کی ہمت غور سے سننا ہے اور علماء کی ہمت آگے روایت کرنا ہے، زاہدوں کی ہمت عہد اور عمل ہے۔

وباللہ التوفیق۔

باب ۵۹

علمی مجلسوں کی فضیلت

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے اسی دوران تین شخص آئے۔ ایک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کچھ کشادگی دیکھی تو کشادگی میں بیٹھ گیا، دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا، تیسرے نے پیٹھ پھیری اور چلتا بنا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارشادات عالیہ سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمانے لگے۔ لوگوں میں تمہیں تین آدمیوں کی خبر نہ دوں۔ پہلا وہ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ٹھکانہ چاہا اللہ جل مجدہ نے اسے ٹھکانہ عطا فرما دیا، دوسرے نے اللہ سے حیاء کی کہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیاء فرمائی، تیسرا روگردانی کرتے ہوئے چل دیا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے رخ پھیر لیا۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا، اے بیٹے: جب تو ذکر الٰہی میں لوگوں کو مگن دیکھے تو ان کے ساتھ بیٹھ جا اگر تو، تو عالم ہوا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا، اگر جاہل ہوا تو وہ تجھے سکھا دیں گے اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کا نزول فرمائے تو، تو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے بہرہ ور ہو جائے اور جب کسی قوم کو ذکر الٰہی میں مگن نہ دیکھے تو ان کے پاس مت بیٹھنا اگر تو، تو عالم ہوا تو تیرا علم تجھے کچھ نفع نہ دے گا

اگر جاہل ہوا تو گمراہی میں اضافہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا ظہور ان پر ہوا تو، تو بھی ناراضی الٰہی کا حق دار کا گردانا جائے گا۔

ان کی مجلس میں کوئی بھی بد بخت نہیں رہتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ملائکہ ہر روز روئے زمین پر اترتے اور چلتے پھرتے رہتے ہیں جب کہیں لوگوں کے گروہ ذکر الٰہی میں مصروف دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دے کر حلقہ ذکر میں جمع کر لیتے ہیں پھر سب فرشتے جمع ہو کر حلقہ ذکر کو گھیر لیتے ہیں، حلقہ ذکر کے اختتام پر فرشتے جب آسمان پر چڑھتے ہیں اور بارگاہ الٰہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اللہ کریم بندوں کے حال کو بخوبی جانتا ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کے آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری حمد وثناء تیری تسبیح وتہلیل اور تیرے ذکر میں مگن چھوڑ کے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرماتا ہے وہ کس چیز کا مطالبہ کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہ العالمین: تجھ سے تیری جنت مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فرشتو! کیا انہوں نے میری جنت دیکھ رکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر دیکھی ہوتی تو پھر کیا کرتے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں مولا: اگر انہوں نے تیری جنت دیکھی ہوتی تو ان کی طلب دیدنی ہوتی، بڑے حریص ہوتے، اللہ تعالیٰ پھر پوچھتا ہے اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم دیکھ رکھی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر دیکھا ہوتا تو پھر؟ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ اگر انہوں نے جہنم کو دیکھا ہوتا تو وہ جہنم سے بھاگتے اور شدید ترین خوف میں مبتلا رہتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی طلب کے مطابق انہیں عطا فرماتے ہوئے ان کی بخشش فرمادی، فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہ العالمین: ایک گنہگار ان میں ایسا بھی تھا جو نہ تو ذکر میں شریک ہونے کیلئے آیا تھا اور نہ

ہی ان کے حلقہ ذکر میں شامل ہونے کیلئے۔ بس کسی ضرورت کی غرض سے آیا تھا اور پھر انکے ساتھ شامل ہوگیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کیا ہوا، یہ ذاکرین ایسے لوگ ہیں کہ ان کی محفل میں بیٹھنے والا کوئی بھی بدبخت نہیں رہتا۔

چنگے بندے دی محبت یارو......

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صالح نیک آدمی کی ہمنشینی اس عطار کی سی ہے جو تجھے خوشبو دے یا نہ دے لیکن خوشبو سے دماغ ضرور معطر ہوگا اور برے آدمی کی ہمنشینی اس لوہار کی بھٹی کی سی ہے جو تیرے کپڑوں کو گو نہ جلائے لیکن دھوئیں سے تجھے محروم نہ کرے گی۔

عرش کے نیچے دو کلمے

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے دو کلمے تحریر کیے اور تخلیق کائنات سے قبل انہیں اپنے عرش کے نیچے محفوظ فرمالیا۔ یہ ایسے کلمات ہیں جن کا علم فرشتوں کو بھی نہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کلمات کو جانتا ہوں پوچھا گیا ابواسحاق وہ کلمات کون سے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ تو یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے اعمال نیک لوگوں کے سے ہوں لیکن پھر اس کی محبت برے لوگوں سے ہو جائے تو میں اس کے اعمال صالحہ کو گناہوں سے بدل کر اسے روز قیامت بروں میں اٹھاؤں گا۔

دوسرا کلمہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص برے عمل کرتا رہا پھر اس کی نسبت ومحبت نیک لوگوں سے ہوگئی اور وہ شخص ان نیک لوگوں سے محبت کرنے لگا تو میں اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل کر روز قیامت اسے نیک لوگوں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

عالم دین کی محبت کی سات برکتیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے منزل عالم دین کی صحبت ہو وہ عالم دین کی مجلس میں جا کر بیٹھتا ہو لیکن علمی باتیں اپنے گوشہ ذہن میں محفوظ رکھنے سے قاصر ہو تو محض عالم دین کی محبت سے اسے سات برکتیں میسر آجاتی ہیں۔

۱- طالبان علم کی فضیلت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔
۲- جب تک عالم دین کی مجلس میسر رہے تب تک گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔
۳- گھر سے عالم دین کی مجلس میں بیٹھنے کیلئے نکلتے ہی رحمت الٰہی کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔
۴- علماء کی مجلس پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی رحمت حق سے محروم نہیں رہتا ہے۔
۵- عالم دین کی علمی باتیں جب تک سنتا رہے اس کیلئے نیکیاں لکھی جاتی رہتی ہیں۔
۶- ملائکہ خوشی سے اپنے پروں کا سایہ کیے رکھتے ہیں اور فرشتوں کے پروں کے سائے میں یہ بھی بیٹھا رہتا ہے۔
۷- عالم دین کی مجلس میں آتے جاتے وقت قدم قدم گناہوں کا کفارہ بلندی درجات اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

پھر اللہ کریم اسے سات دوسری برکتوں سے بھی مالا مال فرما دیتا ہے۔
علمائے کرام کی مجلس میں حاضری کی محبت کا شرف بخش دیتا ہے۔
جو بھی علماء کی اقتداء کرتے ہیں جو اجر انہیں نصیب ہوتا ہے بغیر کمی کئے اسے بھی اتنا ہی اجر عطا کیا جاتا ہے۔
اگر اہل مجلس میں کسی ایک بھی بخشش ہوگئی تو وہ دوسروں کی شفاعت کرے گا۔
گنہگاروں کی مجلسوں سے اس کا دل متنفر ہو جاتا ہے۔
طالبان علم اور نیک لوگوں کے راستے کا راہی بن جاتا ہے۔
احکامات الٰہی کی بجا آوری کرنے لگتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ (آل عمران ۷۹)

بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی۔

مراد علماء و فقہاء ہیں۔
یہ برکات تو ان کیلئے ہیں جو علمی مجلسوں میں ہونے والی علمی باتوں کو گوشۂ ذہن میں

محفوظ نہ کر سکے اور جو یاد کر لے اس کیلئے تو کئی گنا اضافہ ہوگا۔

دنیا میں جنت

کسی دانا کا قول ہے کہ اللہ جل شانہ کی دنیا میں ایک جنت ہے جو اس جنت میں داخل ہو گیا۔ اس نے خوشگوار زندگی گزار لی۔ عرض کیا گیا کہ وہ جنت کون سی ہے؟ انہوں نے کہا ''ذکر کی مجلس'' دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جنت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، نیک لوگوں کی مجلس بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی اپنے گھر سے باہر قدم رکھتا ہے اس کی گردن پر تھامہ پہاڑ جتنا گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے جب علمی گفتگو سن کر خوفزدہ ہو جائے اور گناہوں کی معافی مانگ لے تو واپس پلٹنے پر اس کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔

ہر کوئی اپنے محبوب کے ساتھ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قیامت کب آئے گی؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تو نے قیامت کیلئے تیاری کیا کی ہے؟ اس نے عرض کی اے محبوب خدا صلی اللہ علیک وسلم! میں نے کوئی بہت سی نمازیں یا روزوں کا ذخیرہ تو جمع نہیں کیا۔ البتہ میں اللہ کریم اور اس کے محبوب مکرم نور مجسم ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی اور تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان عالی شان پر جس قدر مسلمان خوش ہوئے اس سے زیادہ کبھی میں نے مسلمانوں کو خوش ہوتے نہیں دیکھا۔

پُر اعتماد چار باتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تین باتیں تو میں یقین کامل سے کہہ سکتا

ہوں اور چوتھی پہ قسم بھی اٹھا سکتا ہوں۔

۱- اللہ تعالیٰ دنیا میں جس شخص کیلئے دوستی کا دم بھرتا ہے روز قیامت بھی اسے کسی کے سپرد نہ کرے گا۔

۲- جسے اسلام سے حصہ نصیب ہو گیا، وہ اس شخص جیسا نہ ہوگا جو اسلام سے محروم رہا۔

۳- ہر شخص کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔

۴- جس کی پردہ پوشی دنیا میں ہوگئی آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی ضرور پردہ پوشی فرمائے گا۔

میراثِ محمد ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے گئے۔ لوگوں سے کہنے لگے لوگو تم یہاں بیٹھے ہو اور حضور اکرم ﷺ کی وراثت مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے لوگوں نے بازار کی مصروفیت چھوڑی اور مسجد میں چلے گئے، پھر واپس پلٹے تو کہنے لگے اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: ہم نے تو میراث تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے وہاں کیا دیکھا؟ کہنے لگے ہم نے مسجد میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے، قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، نادانو: یہی تو میراث محمد ﷺ ہے۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی قوم کے پاس صبح کروں وہ مجھ سے احکام الٰہی کے بارے کچھ پوچھیں یا میں ان سے کچھ پوچھوں تو یہ عمل میرے نزدیک جہاد کیلئے سو گھوڑے دینے سے زیادہ افضل ہے۔

فرشتے بھی اہل ذکر کے ساتھ ہوتے ہیں

حضور اکرم رحمت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کچھ لوگ ذکر الٰہی کر رہے ہوں تو آسمانوں سے ایک منادی ندا دیتا ہے۔ اے ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنے والو: اٹھو تمہاری خطائیں نیکیوں میں بدل دی گئیں، تمہارے گناہوں کی بخشش ہوگئی، اہل زمین جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو فرشتوں کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ بیٹھی ذکر الٰہی میں مشغول ہوتی ہے۔

حضرت شقیق زاہد علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ میری مجلس سے اٹھ کر جاتے ہیں تو ان کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں۔

۱- خالص کافر

۲- خالص منافق

۳- خالص مومن

فرماتے تھے میں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے احکام بیان کرتا ہوں جو میرے بیان کردہ کلمات کی تصدیق نہیں کرتے وہ خالص کافر ہیں، اور جن کے سینے میرے بیان کردہ کلمات سے تنگ ہو جاتے ہیں وہ خالص منافق ہیں اور جو اپنے گناہوں پر نادم ہو کر آئندہ سے گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم لے کر اٹھتے ہیں وہ خالص مومن ہیں۔

آٹھ قسم کی صحبتیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزوں کا اضافہ فرما دیتا ہے۔

۱- جو مالداروں کے ساتھ بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں دنیا کی محبت اور رغبت بڑھا دیتا ہے۔

۲- جو فقیروں کے ساتھ بیٹھتا ہے اس میں شکر اور اپنی تقسیم پر رضا بڑھ دیتا ہے۔

۳- جو بادشاہوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں تکبر اور سنگدلی میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

۴- جو عورتوں کی ہمنشینی میں رغبت کرتا ہے اس میں جہالت، شہوت اور عورتوں کی عقل کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے۔

۵- جو بچوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں طنز و مزاح اور لہو و لعب میں اضافہ کر دیتا ہے۔

۶- جو گنہگاروں کی معیت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر گناہ کرنے کی جرأت،

نافرمانیوں کی طرف پیش قدمی اور توبہ میں سستی پیدا کر دیتا ہے۔

۷- جو شخص نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں اطاعت کی رغبت اور حرام سے اجتناب کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے۔

۸- جو شخص علمائے کرام کی مجلس میں بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم اور تقویٰ میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

تین اوقات میں سونا، تین جگہوں پر ہنسنا

کہا جاتا ہے کہ تین اوقات میں سونا اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنتا ہے اور تین جگہوں پر ہنسنا بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے۔

۱- مجلس ذکر میں سونا

۲- نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے سونا

۳- فرض نماز میں سونا

۱- جنازہ کے ساتھ چلتے وقت ہنسنا

۲- مجلس ذکر میں ہنسنا

۳- قبرستان میں ہنسنا

چار تکلیفیں

حضرت ابو یحییٰ وراق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں مصیبت شمار کی جاتی ہیں۔

۱- تکبیر اولیٰ کا فوت ہونا

۲- مجلس ذکر کا نکل جانا

۳- دشمن پر وار خالی جانا

۴- وقوف عرفات فوت ہو جانا

علمائے کرام کی مجالس دین متین کیلئے پر مغز اور بدن کیلئے باعث زینت ہیں جبکہ گنہگاروں کی مجلس دین کیلئے قابل تکلیف اور بدن کیلئے عیب ہیں۔

علمائے کرام سے محبت کرو

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عالم دین کے چہرہ کو دیکھنا عبادت، خانہ کعبہ کو دیکھنا عبادت، قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی علمی مجلس میں عالم دین کے چہرہ کے دیدار کے علاوہ کوئی اور منفعت نہ بھی ہو تب بھی ایک عقلمند کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسی مجالس میں رغبت رکھے اور کیوں رغبت نہ رکھے گا جبکہ رحمت عالم ﷺ نے علمائے کرام کو اپنا جانشین اور قائم مقام بنایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے عالم دین کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم دین سے مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا جو عالم دین کی مجلس میں بیٹھا وہ میری مجلس میں بیٹھا اور جو اس دنیا میں میری مجلس میں بیٹھ گیا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت میرے ساتھ جنت میں بٹھائے گا۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

علمائے کرام کی مثال ستاروں کی سی ہے جب چمکتے ہیں تو لوگ راہیں متعین کرتے ہیں جب تاریک ہو جائیں تو لوگ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ عالم دین کی موت ایسا شگاف ہے قیامت تک کیلئے جسے بند نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۶۰

شکر کی فضیلت

میدانِ حشر کی ندا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ایسے بندے پر اللہ تعالیٰ بڑا خوش ہوتا ہے جو کھانے کے لقمے اور پانی کے گھونٹ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی ندا دے گا جسے سارا اہل حشر سنے گا ندا یہ ہوگی کہ آج محشر والے جان لیں گے کہ سب سے زیادہ عزت و شرافت والے کون لوگ ہیں؟ آواز آئے گی وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو اپنی خواب گاہوں سے اپنے پہلوؤں کو جدا رکھا کرتے تھے۔ کچھ لوگ آواز سن کر اٹھیں گے لیکن بہت کم پھر آواز آئے گی وہ لوگ کھڑے ہو جائیں کہ جنہیں ان کی تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتی تھی۔ آواز سن کر لوگ کھڑے تو ہوں گے لیکن بہت کم۔

پھر ندا دی جائے گی وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو خوشحالی اور تنگدستی دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کیا کرتے تھے۔ لوگ ندا سن کر کھڑے ہوں مگر بہت کم پھر باقی لوگوں سے حساب وکتاب کے سلسلہ کو شروع کیا جائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے شکر کیسے ادا کیا

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی، الٰہ العالمین! تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیسی استطاعت کی کہ وہ تیری نعمتوں پر شکر ادا کرے تو نے اپنے دست قدرت سے اسے پیدا فرمایا، اس میں اپنی روح پھونکی، اسے جنت الفردوس میں سکونت عطا کی، ملائکہ کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! اے موسیٰ! آدم (علیہ السلام) نے جان لیا کہ یہ ساری نعمتیں میری طرف سے ہیں، اس نے ان پر میری حمد و ثنا کہی، یہی میری نعمتوں پر شکر کی ادائیگی ہے۔

دنیا و آخرت کی بھلائی

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسے چار چیزیں نصیب ہوگئیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں اس کا مقدر بن گئیں۔

(۱) ذکر کرنے والی زبان (۲) شکر کرنے والا دل

(۳) صبر کرنے والا بدن (۴) صاحب ایمان اور نیک بیوی۔

کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی تھی، اے میرے مولا! میں تیری بارگاہ سے چار چیزوں کا سوال کرتا ہوں اور چار ہی چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

جن چار چیزوں کا سوال کرتا ہوں وہ یہ ہیں:

(۱) مجھے ذکر کرنے والی زبان...... (۲) شکر کرنے والا دل...... (۳) صبر کرنے والا بدن اور (۴) ایسی بیوی عطا فرما جو دنیا و آخرت میں میری مددگار ہو۔

اور جن چار چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ:

(۱) ایسی اولاد نہ دینا، جو مجھ پر سرداری کرے،

(۲) ایسی عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو وقت سے پہلے مجھے بوڑھا کر دے۔

(۳) ایسے مال و دولت سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میرے لئے وبال جان بن جائے
(۴) اور ایسے پڑوسی سے پناہ مانگتا ہوں جو میری خوبی دیکھے تو چھپالے اور اگر خدانخواستہ برائی دیکھے تو اس کا ڈھنڈورہ پیٹتا پھرے۔

عافیت کیا ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ تم عافیت کسے سمجھتے ہو۔ ہر کسی نے اپنی دانست کے مطابق جواب دیا اور کچھ نہ کچھ بیان کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی بھی آدمی کیلئے عافیت چار چیزوں میں ہے۔

۱- ایسا گھر جو اس کیلئے چھت فراہم کرے۔
۲- ایسی زندگی جو اس کیلئے کفایت کر جائے۔
۳- ایسی بیوی جو اسے راضی رکھے۔
۴- جسے ہم نہ جانتے ہوں اور نہ اسے اذیت سے دوچار کریں یعنی ایسا شخص بھی امن و عافیت میں ہے جس کے ساتھ بادشاہ کی جان پہچان نہ ہو اور وہ بادشاہ کے دست اذیت سے محفوظ رہے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ دو نعمتوں کی توفیق مرحمت فرمائے رکھے تو اس کی حمد و ثنا اور اس کے شکر کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرنا۔
(۱) حکمران کے دروازے سے بچنے کی توفیق / (۲) کسی طبیب (ہسپتال) کے دروازے سے بچنے کی توفیق۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جسے اسلام کی دولت اور بدنی عافیت نصیب ہوگئی اسے دنیا و آخرت کی نعمتوں کی سردار نعمت نصیب ہوگئی کیونکہ بدنی عافیت دنیا کی سردار نعمت ہے اور اسلام کی دولت آخرت کی سردار نعمت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دو قسم کی نعمتوں کے بارے اکثر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں وہ نعمتیں تندرستی اور فراغت ہیں۔

ایک تابعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص پر نعمتوں کی کثرت کے سائے ہوں

اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے ''الحمد للہ'' کا ذکر کیا کرے۔

جس پر غموں نے ڈیرے ڈال رکھے ہوں اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

جس پر فقر کی بارش ہی برستی رہے اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے۔

باکمال کھانا

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کسی کھانے میں چار چیزیں ہوں اس کھانے میں کمال ہی کمال ہے۔ رزق حلال سے ہو، بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا جائے، اس کھانے میں کئی ہاتھ شریک ہوں اور کھانا کھا چکنے پر الحمد للہ کہا جائے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جس کسی بندے پر چھوٹی یا بڑی نعمت نازل ہوتی ہے اور وہ اس نعمت پر الحمد للہ کہتا ہے تو حمد الٰہی بجالانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس سے افضل نعمت عطا فرما دیتا ہے۔

مومن کیلئے خیر ہی خیر

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے مومن کے معاملہ میں تعجب ہوتا ہے کہ مومن کا معاملہ خیر ہی خیر ہے۔ اگر مومن کو کوئی اچھائی پہنچتی ہے تو وہ اس پر شکر ادا کرتا ہے تو اس کا شکر ادا کرنا خیر اور بھلائی ہے۔

اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کا صبر کرنا بھی خیر ہی خیر اور بھلائی ہے۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس آیت طیبہ کا مفہوم کیا ہے؟

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (التکاثر ۸) پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔

تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد ٹھنڈا پانی، گھروں کی چھت، سیر شدہ پیٹ، معتدل اجسام اور نیندوں کی لذت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب

مذکور ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس ایسی حالت میں تشریف لائے کہ صوف کا لباس، صوف کے کپڑے، صوف کی چادر زیب تن کیے، سر اور مونچھوں کے بال منڈائے، آہ و زاری کرتے ہوئے، بھوک کی وجہ سے بدلے ہوئے رنگ، پیاس کی وجہ سے خشک ہونٹ، سینے اور بغلوں کے بال بڑھے ہوئے تھے، آ کر اصحاب سے کہا السلام علیکم! میں وہ شخص ہوں جس نے دنیا کو باذن الٰہی اپنے ٹھکانہ پر رکھا ہے۔ اس پر مجھے نہ کوئی تعجب ہے اور نہ ہی فخر۔ بنی اسرائیل! دنیا کو حقیر جانو یہ حقیر ہو کر تمہارے پاس آئے گی۔ دنیا کو ذلیل رکھو گے تو تمہارے لئے آخرت میں باعث عزت ہوگی، آخرت کو حقیر نہ جاننا ورنہ تم پر دنیا معزز ہو جائے گی جبکہ دنیا قابل عزت نہیں ہے۔ یہ ہر دن فتنہ اور خسارہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا! اگر تم میرے ہم نشین اور میرے صحابی ہو تو دنیا کیلئے عداوت اور بغض اپنے آپ میں پختہ کر لو اگر تم ایسا نہ کر سکو تو نہ میرے صحابی ہو اور نہ ہی میرے بھائی۔

اے بنی اسرائیل: مسجدوں کو اپنا گھر اور قبروں کو اپنے ٹھکانے بنا لو اور مہمانوں کی طرح اپنی زندگی بسر کرو۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ آسمانی فضاؤں میں اڑتے پرندے نہ تو کاشتکاری کرتے ہیں نہ ہی فصلوں کا ذخیرہ کرتے ہیں لیکن اللہ جل شانہ فضاؤں میں بھی انہیں رزق مہیا فرماتا ہے۔

اے بنی اسرائیل: جو کی روٹی کھاؤ، زمین سے اگنے والی ترکاریاں کھاؤ اور جان لو، کہ تم صرف ان دو ہی چیزوں کا شکر ادا نہیں کر سکے اس سے بڑی نعمتوں کا شکر کیسے ادا کرو گے۔

انبیائے کرام کا حمد کہنا

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس نکتہ کو ذہن نشین کر لو کہ حمد الٰہی بجالانا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا یہ اولین و آخرین کی عبادت ہے، ملائکہ کی، انبیائے کرام کی، زوے

زمین پر بسنے والے اور اہل جنت کی عبادت ہے، انبیائے کرام کی عبادت اس طرح کو حضرت آدم علیہ السلام کو جب چھینک آئی تو انہوں نے الحمدللہ کہا۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرمائی تو اللہ کریم نے حکم دیا کہ وہ اپنے اللہ کی حمد وثنا کہیں۔

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
(المومنون ۲۸)

پھر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں آپ اور آپ کے ساتھی کشتی کے عرشہ پر تو کہنا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم (کے جور وستم) سے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ۔
(ابراھیم ۳۹)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے عطا فرمائے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (جیسے فرزند) بلاشبہ میرا ربّ بہت سننے والا ہے دعاؤں کا۔

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ (النمل ۱۵)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے برگزیدہ کیا ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔

اہل جنت کا حمد بیان کرنا

اہل جنت چھ جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔

۱۔ جب اللہ تعالیٰ مجرموں کو جدا جدا ہونے کا حکم دے گا ارشاد فرمائے گا:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۔
(یٰسین ۵۹)

اے مجرمو: (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ۔

تو اہل جنت کہیں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ۔ (الاعراف ۴۳)	سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

۲- جب پل صراط سے گزریں گے تو کہیں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّاالْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (فاطر ۳۴)	سب ستائشیں اللہ کیلئے ہیں جس نے دور کردیا ہم سے غم یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

۳- جب آب حیات سے غسل کر کے جنت کا نظارہ کریں گے تو کہیں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ۔ (الاعراف ۴۳)	سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

۴- جب جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ (الزمر ۷۴)	ساری تعریفیں اس اللہ کریم کیلئے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنادیا ہمیں اس پاک زمین کا۔

۵- جب جنت میں اپنے اپنے مقام پر تشریف فرما ہو جائیں گے تو کہیں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ الَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ (فاطر ۳۴)	سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے جس نے دور کر دیا ہم سے غم یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہمیں بسایا ہے ابدی ٹھکانے پر اپنے فضل (واحسان) سے

۶- جب کھانے سے فارغ ہوں گے تو کہیں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (فاتحہ ۱)	سب تعریفیں اللہ کیلئے جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے۔

کس کس نعمت پر شکر ادا کرو

کسی دانا کا کہنا ہے میں تین چیزوں پر ہمہ وقت شکر الٰہی میں رطب اللسان رہتا ہوں۔

۱- اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہزارہا اصناف پیدا فرمائی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اولاد آدم کو ساری مخلوق سے زیادہ عزت بخشی اور مجھے بھی اولاد آدم سے ہونے کا فخر بخشا ہے۔

۲- میں نے دیکھا تمام ادیان سے افضل دین، دین اسلام ہے اور یہ دین اللہ جل شانہ کا محبوب دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی دین اسلام کا پیروکار بنایا ہے۔

۳- میں نے دیکھا سارے انبیاء کرام کی امتوں میں سے افضل ترین امت حضور نبی کریم ﷺ کی امت مبارکہ ہے مجھے بھی اللہ کریم نے امت مصطفیٰ ﷺ میں سے بنایا ہے۔

انسانوں کی اقسام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو ان کی چار اصناف پیدا کیں۔ (۱) ملائکہ، (۲) جنات، (۳) انسان، (۴) شیطاطین۔

پھر ان چار قسم کی مخلوق کے دس حصے کیے۔ ۹ حصے فرشتے تھے، اور ایک حصہ جن، انسان اور شیاطین۔ ایک قول یہ ہے کہ مخلوق کے دس حصے کیے ایک حصہ انسان اور ۹ حصے جن وشیاطین ہیں۔ انسان کی پھر ایک سو پچیس قسمیں پیدا کیں۔

سو ان میں سے یاجوج، ماجوج، ساتوج اور مالوق وغیرہ ہیں۔ یہ ساری کی ساری قسمیں کافر اور ان کا ٹھکانہ آتش جہنم ہے باقی پچیس بچیں، ان پچیس میں سے بارہ رومی، خزری، صقلاب وغیرہ ہیں، چھ مغرب میں زط، حبشی، زنجانی وغیرہ۔

چھ مشرق میں، ترکی، خاقانی، غز، تغز، خلنج، کیماک اور یمک ہیں۔

یہ بھی سب جہنمی ہیں ہاں البتہ اگر کوئی اسلام قبول کر لے تو وہ نارِ جہنم سے محفوظ ہو جائے گا۔

ایک صد پچیس میں سے ایک قسم ایسی ہے جو بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہے۔ لہٰذا ہر صاحب

ایمان پر واجب ہے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے، اس نعمت کو پہچانے اور یقین سے جان لے کہ اللہ کریم نے تمام مخلوق میں سے اسی کا انتخاب فرمایا ہے اور مومنوں کی قسم میں سے ہونے کا شرف بخشا ہے۔

پھر ایک قسم مسلمانوں کے بھی ۷۳ فرقے پیدا کیے، ۷۲ ان میں سے اپنی ہی خواہشات کی پیروی میں مبتلا ہیں اور یہ ۷۲ کے ۷۲ ہی گمراہ ہیں اور ایک ان میں سے راہ سنت مصطفیٰ کریم ﷺ پر ہے اور وہی اہل سنت ہیں۔

شکر کی اقسام

مذکور ہے کہ شکر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شکر عام، (۲) شکر خاص۔

شکر عام۔ شکر عام سے مراد زبان سے شکر ادا کرنا ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف کرے۔

شکر خاص۔ شکر خاص سے مراد یہ ہے کہ زبان سے حمد الٰہی بجالائے، دل میں اس نعمت کی عظمت کی پہچان پیدا کرے۔

اعضا سے حق بندگی بجالائے زبان اور دیگر اعضا کو محرمات سے محفوظ رکھے۔

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکر عمل کا نام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا — اے داؤد کے خاندان والو (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو۔

(سبا ۱۳)

یعنی ایسا عمل کرو جس سے حق شکر ادا ہو سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

جس شخص میں دو عادتیں موجود ہوں اللہ جل شانہ اسے اپنے ہاں شاکر و صابر لکھ لیتا ہے۔

۱۔ یہ عادت کہ دینی معاملہ میں وہ اپنے سے بڑے کو دیکھے تا کہ اس کی اقتداء و پیروی

کرے۔

۲- دنیاوی معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھے تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثنا بجا لائے۔

کامل شکر کب ہوگا

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شکر تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے۔

۱- جب تجھے اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے تو نعمت عطا کرنے والے کی طرف نگاہ کر تا کہ تو اس کی حمد و ثنا بجالائے۔

۲- جو نعمت تجھے عطا ہوئی اس پر راضی رہ۔

۳- جب تک تیرے جسم میں قوت اور اس نعمت کی منفعت رہے تو نافرمانی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چند بندوں کا انتخاب فرما کر انہیں اپنے برگزیدہ بندے بنا لیا ہے، ان کی صفات و علامات یہ ہیں۔

جب وہ نیکی کرتے ہیں تو خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

جب ان سے گناہ سرزد ہو جائے تو، توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

جب کسی نعمت سے بہرہ ور ہوں تو شکر ادا کرتے ہیں۔

جب کسی آزمائش میں مبتلا ہوں تو صبر کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام اپنی سواری پر سوار ہوئے تو کچھ لوگوں نے آ کر عرض یا نبی اللہ! آپ کو وہ نعمتیں عطا ہوئیں جو آپ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا چار خصلتیں جس شخص میں بھی موجود ہوں اسے گویا ایسی نعمت مل گئی جو آل داؤد علیہ السلام کو عطا کی گئی۔ نعمتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔

۱- ظاہر و پوشیدگی میں خشیت الٰہی

۲- فقر وغنا میں میانہ روی

۳- غصہ وخوشی میں عدل وانصاف

۴- خوشحالی وتنگدستی میں حمدالٰہی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا لوگوں میں سے سب سے زیادہ انعام یافتہ کون ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ مٹی سے چپکا ہوا جسم جو عذاب سے مامون اور ثواب کا منتظر ہو۔

باب ۶۱

کسب حلال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچنے کیلئے اپنے اہل خانہ کی تربیت و پرورش کیلئے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ احسان ورحمدلی کیلئے رزق حلال کمایا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت یوں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

اور جس نے زر کثیر جمع کرنے کیلئے، تکبر وفخر کے اظہار کیلئے اور ریاکاری کیلئے رزق حلال کمایا وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے یوں ملے کہ اللہ جل شانہ اس پر ناراض ہوگا۔

مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی حالت بدل کر لوگوں میں نکل جاتے اور اپنی مملکت کے لوگوں میں سے ہر ملنے والے سے پوچھتے کہ داؤد علیہ السلام کیسا شخص ہے۔ ایک دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام انسانی شکل میں انہیں ملے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا اے نوجوان: داؤد کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ بندہ تو بڑا اچھا ہے لیکن ایک خامی ہے پوچھا وہ کیا؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا کہ وہ مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے حالانکہ اللہ کریم کو بندوں میں سے محبوب بندہ وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھاتا ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام اسی وقت روتے ہوئے اور عاجزی کرتے ہوئے واپس اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر عرض کرنے لگے الٰہ العالمین! مجھے کوئی ایسا ہنر سکھا دے کہ میں اپنے ہاتھوں سے اپنا رزق

کما کر کھاؤں اور مسلمانوں کے بیت المال سے بے نیاز ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کا ہنر سکھا دیا۔ ان کے ہاتھوں میں لوہا یوں نرم ہو جاتا تھا جس طرح گندھا ہوا آٹا ہو۔ آپ علیہ السلام اپنے اہل خانہ اور امور مملکت سے فارغ ہو کر زرہیں بناتے، انہیں بیچتے اور ان سے ملنے والی مزدوری سے اپنا اور اہل خانہ کا گزر اوقات کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شَاكِرُوْنَ ٥

(الانبیاء: ۸۰)

اور ہم نے سکھا دیا انہیں زرہ بنانے کا ہنر تمہارے فائدہ کیلئے تاکہ وہ زرہ بچائے تمہیں تمہاری زد سے تو کیا تم (اس احسان کا) شکریہ ادا کرنے والے ہو

کسب معاش عبادت کے ۹ حصے

حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ عافیت کے دس اجزا ہیں ۹ خاموشی میں اور ایک لوگوں سے راہ فرار اختیار کرنے میں جبکہ عبادت کے بھی دس حصے ہیں ۹ طلب معاش میں اور ایک عبادت میں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنے لئے بھیک مانگنے کے دروازے کھول لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر و احتیاج کا دروازہ کھول دیتا ہے جو مانگنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے بچا لیتا ہے جو بے نیازی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص رسی لے کر لکڑیاں اکٹھی کرنے کیلئے وادی کی طرف نکل جائے پھر گٹھا اٹھا کر بازار آئے اور انہیں کھجوروں کے ایک مد کے عوض بیچ ڈالے تو یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کرتا پھرے اور لوگ اس کی ہتھیلی پر کوئی چیز رکھیں یا اسے دھتکاریں۔

انبیائے کرام کے پیشے

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم کپڑے کا کاروبار کرو تمہارے

باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی پارچہ فروش (کپڑے کے تاجر) تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام منبر پر تشریف فرما خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو ان کے ہاتھوں میں کھجور کے پتوں کی ٹوکری ہوتی جسے وہ تیار کرتے رہتے۔ جب تیار ہوجاتی تو کسی آدمی کے سپرد کردیتے اور فرماتے کہ۔ جاؤ اسے بیچ کر آؤ۔

فساد سے بچنے کا فارمولہ

حضرت شقیق بن ابراہیم علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ (الشوریٰ ۲۷)

اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے (تمام) بندوں کیلئے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں۔

کہ اگر اللہ تعالیٰ بغیر کسب معاش کے بندوں کو رزق دے دیتا تو یہ فارغ بیٹھے رہتے اور باہمی دھنگا فساد کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کسب معاش کے شغل میں مصروف رکھا تاکہ نہ فرصت پائیں نہ فساد کریں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے جو حلال مال جمع نہیں کرتا کہ اس سے حق بھی ادا کرتا رہے اور اپنی عزت نفس بھی محفوظ رکھے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فقراء کے گروہ سے ارشاد فرمایا کہ اے فقراء کے گروہ: اپنے سروں کو اٹھاؤ اور تجارت کرو تمہارے لئے تجارت کی راہیں واضح کردی گئی ہیں تم لوگوں کیلئے بوجھ نہ بنو۔

حضرت عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت ابوصالح علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیں حکم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہم تین آدمی

تجارت میں مشترک ہوجایا کریں ایک مال اکٹھا کرے، دوسرا بیچا کرے، تیسرا راہ خدا میں جہاد کرے۔ حضرت عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوصالح نے یہ بات ایسے وقت میں بتائی جب میں نے انہیں ایک ساحل پر ایک سپاہی کی حیثیت میں دیکھا۔ کہنے لگے کہ ہم تین آدمی شریک تجارت ہیں اور شریک جہاد میں میری باری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بازار (تجارت) چھوڑ دیتا ہے اس کی مروت ختم ہوجاتی ہے اور اس کے اخلاق میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن یوسف علیہ الرحمہ نے محمد بن سلمہ علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ بازار میں (کسب معاش کیلئے) جانا اپنے اوپر لازم کرلو کیوں کہ اسی سے اپنے دوستوں کی نگاہ میں عزت ملتی ہے۔

فصل کا کھایا ہوا دانہ بھی صدقہ ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے درخت کا پودا لگایا یا کوئی فصل کاشت کی اس میں سے کسی انسان، چوپائے، پرندے یا کسی نے کھالیا تو وہ اس کیلئے صدقہ بن جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر قیامت برپا ہوجائے اور کسی کے ہاتھ میں ایک پودا ہو اور وہ پودا کاشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پودے کو کاشت کردے۔

کسب معاش بھی ایک جہاد ہے

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم پر ضروری ہے کہ تم: عیب جوئی کرنے والے، بلا وجہ تعریفوں کا پل باندھنے والے، طعنہ زنی کرنے والے اور کسب معاش کے شغل کو ترک کرکے مرنے والوں کی طرح بن کر نہ بیٹھ جاؤ۔

حضرت ابوالمخارق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان اعرابی وہاں سے گزرا۔ شیخین کریمین (حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کہنے لگے، افسوس:

اس کی جوانی اور اس کی طاقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ہوئی ہوتی تو اجر عظیم کا حقدار ٹھہرتا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو اس کی کاوش بوڑھے والدین سے صلہ رحمی کیلئے ہے تو یہ جہاد میں ہے اگر چھوٹے بچوں کی تربیت و پرورش کیلئے ہے تب بھی گویا جہاد میں ہے، اگر کسب معاش کی کاوش خود اپنے لئے ہے تاکہ دوسروں کا دست نگر نہ بن سکے تب بھی جہاد میں ہے اور اگر ریاکاری، دکھلاوا اور شہرت کیلئے ہے تو پھر شیطان کے راستے میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمت العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مومن بندے سے پیار کرتا ہے جو عیالدار اور کسب معاش میں مگن ہو، تندرست فارغ آدمی سے بالکل پیار نہیں کرتا جو نہ تو کسی دنیاوی شغل میں مصروف ہو اور نہ ہی اخروی عمل کیلئے مستعد۔

حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ بازار تشریف لے گئے تاکہ اہل خانہ کیلئے کچھ ضروری اشیاء خریدیں۔ عرض کیا گیا اے محبوب خدا صلی اللہ علیک وسلم! آپ خود تشریف لائے کسی کو حکم دیا ہوتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آکر اطلاع دی تھی کہ جو شخص اپنے اہل وعیال کیلئے تگ و دو کرتا ہو تاکہ اس کے بچے کسی کے دست نگر نہ بن سکیں تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

اپنے ہاتھ کی کمائی گداگری سے کہیں بہتر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر ایک شخص نے اپنی ضرورت کیلئے بھیک مانگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز موجود ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایک بوسیدہ سا ٹاٹ ہے اور ایک پیالہ۔ ٹاٹ پر ہم بیٹھتے، اسی پر سوتے ہیں۔ آدھا نیچے بچھا لیتے ہیں اور آدھا اوپر لے لیتے ہیں۔ پیالے میں ہی پانی پیتے ہیں، اسی ہی کو کھانے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور اسی پیالے کے ساتھ ہی غسل کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں چیزیں ہمارے پاس لے آؤ۔ اس نے لا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ دونوں چیزوں کو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں لیا۔ نبوت والے ہاتھ اٹھے، ارشاد فرمایا کہ ان کا خریدار کون ہے؟ ایک صحابی نے عرض کی ایک درہم میں انہیں خریدتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ میں کون خریدار ہے؟ دوسرے صحابی نے عرض کی، دو درہم میں میں انہیں خریدتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دو درہم پکڑے اور دونوں چیزیں اس کے سپرد کر دیں، دونوں درہم سائل کو دے کر ارشاد فرمایا کہ ایک درہم سے اشیائے خورد نوش خرید کر اہل خانہ کو پہنچاؤ اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ، فرمان نبوی ﷺ کے مطابق اس نے ایسے ہی کیا۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کلہاڑی لے کر حاضر ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کلہاڑی میں لکڑی کا دستہ ڈالا، ارشاد فرمایا: جنگل میں چلے جاؤ، لکڑیاں کاٹو اور بازار میں جا کر بیچو۔ پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا، وہ چل دیا۔ لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچتا رہا یہاں تک کہ اس نے دس درہم کما لئے۔ کچھ سے اشیائے خوردنی اور کچھ سے کپڑے خریدے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر سب کچھ بتانے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تیرے لئے یہ بہتر ہے یا کہ وہ بہتر تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور آتا تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کی وجہ سے ایسے سیاہ نشان پڑے ہوتے جسے آتش جہنم ہی مٹا سکتی۔

کامیاب شہر

کسی دانا کا قول ہے کہ کسی عقلمند کیلئے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسے شہر میں قیام کرے جہاں پانچ چیزوں کا فقدان ہو۔

۱- بااختیار بادشاہ، ۲- انصاف پسند قاضی، ۳- بارونق بازار، ۴- جاری نہر، ۵- ماہر طبیب۔

بہترین کسب معاش، بدترین کسب معاش

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ بہترین کسب معاش اور بدترین کسب معاش کون سے

ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ دنیا کے اعتبار سے بہترین کسب معاش تو یہ ہے کہ بقدر ضرورت رزق حلال کی تلاش میں رہے، عبادت بھی ہوتی رہے، کچھ نہ کچھ روز قیامت کیلئے زادِ راہ بھی بھیجا جاتا رہے۔

آخرت کے اعتبار سے بہترین کسب معاش یہ ہے کہ علمی دولت کو سمیٹا جائے وہ علمی دولت جس پر عمل بھی ہو اس کی تقسیم بھی ہو اخروی زندگی کے لئے عمل صالح بھی۔

ایسا بہترین راستہ جسے ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا جائے دنیاوی اعتبار سے بدترین کسب معاش تو یہ ہے کہ حرام مال کا ایسا ذخیرہ جو معصیت میں خرچ ہوتا رہے اور پھر ان لوگوں کے سپرد کردیا جائے جو اپنے ربّ کے نافرمان ہوں۔

اُخروی بدترین کمائی یہ ہے کہ حق کا انکار، حسد، معصیت اور ظالمانہ راہوں کو مستقل جاری کردینا۔

باب ۶۲

کسب معاش کی مشقت اور حرام سے پرہیز

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ذکر کیا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "اگر تم چاہو تو میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ تاجر گنہگار ہیں۔"
مزید ارشاد فرمایا کہ: مجھے تاجروں پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ دنوں کو قسمیں اٹھاتے اور راتوں کو حساب و کتاب کرتے ہیں۔

نظام دنیا کا قیام

نصیر بن یحییٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ دین و دنیا کا نظام چار قسم کے لوگوں سے قائم ودائم ہے۔

(۱) علماء (۲) حکمران (۳) مجاہدین (۴) تاجر۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی زاہد سے اس مقولہ کی تفصیل یوں سنی کہ:

حکمران: مخلوق کے نگہبان ہوتے ہیں۔

علماء: انبیائے کرام کے وارث ہیں وہ امور آخرت پر مخلوق خدا کی راہنمائی کرتے ہیں۔ لوگ ان کی اقتداء اور پیروی کرتے ہیں۔

مجاہدین: یہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے جو کفار کی مرمت اور اہل اسلام کی حفاظت کرتے ہیں۔

تاجر: یہ خلق خدا کی مصلحت واصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔

پھر آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حکمران اور علمائے کرام کی خلق خدا پیروی کرتی ہے جبکہ مجاہدین اگر فخر وغرور اور تکبر کی غرض سے اپنی سواریوں پر سوار ہوں اور حرص وطمع لے کر میدان جہاد کیلئے نکلیں گے تو ان کو کیسے کامیابی نصیب ہوگی:

تاجر جب لوگوں سے ہی خیانت شروع کردیں تو لوگ کس طرح ان سے امن پاسکیں گے۔

تاجر کی تین خصلتیں

کسی دانا کا قول ہے کہ جس تاجر میں تین خصوصیات نہ ہوں محتاجی دونوں جہاں میں اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

پہلی خصوصیت: جھوٹ، بیہودہ کلام اور قسمیں اٹھانے سے زبان محفوظ نہ ہو۔

دوسری خصوصیت: کھوٹ ملاوٹ، خیانت اور حسد سے دل پاکیزہ اور صاف ستھرا نہ ہو۔

تیسری خصوصیت: تین چیزوں کی حفاظت نہ ہو۔

جمعہ، جماعت کی پابندی، حصول علم کیلئے کچھ وقت اور ہر چیز پر رضائے الٰہی کی ترجیح۔

اسلاف کی احتیاط

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجر دینی مسائل سے واقف نہ ہو تو وہ سودی کیچڑ میں غرق ہوجاتا ہے بلکہ غرق در غرق ہوجاتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو دینی امور میں سمجھ بوجھ نہ رکھتا ہو، فقہی مسائل سے آگاہ نہ ہو، اسے ہماری منڈیوں میں تجارت کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان بازار والوں کی ظاہری شکل و شباہت کو نہ دیکھو یہ کپڑوں کے نیچے بھیڑیئے چھپے ہوئے ہیں، آپ علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ مالدار پڑوسی، بازاروں میں تلاوت کرنے والے اور درباری ملاؤں سے بچو۔

حضرت محمد بن شمال رضی اللہ عنہ بازار آئے اور اہل بازار سے کہنے لگے اے بازار والو! تمہاری مارکیٹیں خسارے کا شکار، تمہاری تجارتیں غلط بنیادوں پر مبنی، تمہارے پڑوسی حسد کی آگ کی نذر اور تمہارے ٹھکانے جہنم میں ہیں۔

رزق حلال کمانا بڑا مشکل ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ رزق حلال کمانا ایک پہاڑ اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرنے سے زیادہ دشوار اور مشکل مرحلہ ہے۔

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاف ستھرا درہم راہ خدا میں خرچ کرنا، اسلام میں کسی مسلمان بھائی کا سکون پانا، کسی سنت پر عمل پیرائی کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے۔ اگر ہمیں حلال کا ایک درہم بھی مل جائے تو ہمارے مریض شفا پا جائیں۔

کیا کرتے رہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

روز قیامت جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی ہوگی تو کوئی آدمی بھی چار سوالوں کا جواب دیئے بغیر اپنا قدم نہ اٹھا سکے گا۔

۱- جوانی کہاں گزری

۲- عمر کیسے بسر کی

۳- علم پر کس حد تک عمل کیا

۴- مال کیسے کمایا کہاں خرچ کیا

منافق کون، مومن کون

کسی دانا کا قول ہے کہ ایسا شخص منافق ہے جو دنیا حرص سے کماتا، شک کی بنیاد پر روکے رکھتا اور ریا کاری کیلئے خرچ کرتا ہے۔

اور صاحب بصیرت اہل ایمان ہے وہ شخص جو ڈرتے ڈرتے کسب معاش میں قدم رکھتا ہے، شکر ادا کرتے ہوئے اسے اپنے پاس رکھتا ہے اور رضائے الٰہی کیلئے خرچ کرتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اطاعت اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، دعا اس خزانے کی چابی ہے، حلال کا لقمہ اس کے دندانے ہیں۔

ابن شبرمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے ایسے شخص پر جو بیماری کے ڈر سے تو حلال سے بھی پرہیز کرتا ہے لیکن جہنم کے خوف سے حرام سے نہیں بچتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو: تم میں سے کسی شخص کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ اپنا رزق نہ پالے۔ طلب رزق میں تاخیر نہ کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اچھے طریقے سے رزق طلب کرو جو حلال ہو اسے حاصل کرلو اور جو حرام ہو اسے ترک کردو۔

ایک دانا کا کہنا ہے کہ کسب معاش کے اعتبار سے لوگوں کے چار مرتبے ہیں۔

(۱) مشرک (۲) منافق (۳) فاسق (۴) مومن مخلص

مشرک: جو شخص رزق من جانب اللہ اور اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتا ہے۔

منافق: جو شخص رزق من جانب اللہ ہی سمجھتا ہو لیکن یہ تذبذب کا شکار کہ اللہ تعالیٰ عطا بھی کرے گا یا نہیں۔

فاسق: رزق من جانب اللہ ہی سمجھتا ہو لیکن نہ تو اس کا حق ادا کرتا ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بجالاتا ہو۔

مومن: رزق اللہ کریم کی عطا ہے، کسب معاش ذریعہ رزق ہے، اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا رہے، نافرمانی بھی نہ ہو۔

حرام لقمہ والے جنت سے محروم

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام روزانہ شام کو کچھ طعام لے کے آتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کھانے کو اسوقت تک تناول نہ فرماتے تھے جب تک پوچھ نہ لیتے کہ اسے کہاں سے لے کر آئے ہو۔ ایک شب وہ طعام لے کر آیا آپ رضی اللہ عنہ نے کھانا پکڑا اور بغیر پوچھے لقمہ منہ میں ڈال لیا۔ غلام نے عرض کی حضرت: آپ رضی اللہ عنہ ہر شب مجھ سے کھانے کے بارے پوچھتے ہیں، آج کیوں نہ پوچھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

بھوک کے غلبہ نے مجھے پوچھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ اچھا بتاؤ کھانا کہاں سے لے کر آئے ہو؟ اس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں، میں لوگوں پر منتر پڑھا کرتا تھا انہوں نے اس پر مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں نے دیکھا کہ ان کے ہاں شادی کی تقریب ولیمہ ہو رہی ہے۔ میں نے انہیں ان کا وعدہ یاد دلایا تو انہوں نے مجھے یہ کھانا دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور بتکلف قے کرنے لگے حتی المقدور کوشش کی کہ لقمہ پیٹ سے باہر آ جائے رنگ سیاہ و سبز ہو گیا لیکن لقمہ باہر نہ نکل سکے۔ جب لوگوں نے مشقت میں مبتلا دیکھا تو عرض کی کہ اگر ایک پیالہ پانی نوش کر لیں تو قے کے ذریعے لقمہ نکل آنے کا امکان موجود ہے۔ پانی کا بڑا برتن لایا گیا آپ اسے نوش کرتے، پھر قے کرتے مسلسل یوں ہی کرتے رہے بالآخر لقمے کو نکال باہر کیا۔ لوگوں نے عرض کی حضور اس ایک لقمے کی خاطر اتنی مشقت......؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ ارشاد عالی سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس جسم پر جنت حرام فرما دیتا ہے جسے حرام کی غذا دی گئی ہو۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پاکیزہ و حلال رزق کمانا چاہے اسے چاہیے کہ پانچ چیزوں کی محافظت کرے۔

۱۔ کسب معاش کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں تاخیر اور کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی فرائض متاثر ہونے دے۔

۲۔ مخلوق خدا میں سے کسی کو اذیت سے دوچار نہ کرے۔

۳۔ کسب معاش سے اپنی اور اہل خانہ کی عزت نفس مقصود ہو۔ مال جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی نہ ہو۔

۴۔ کسب معاش کی خاطر نفس کو ہلکان نہ کرے۔

۵۔ رزق کو اپنی کاوش کا نتیجہ ہی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے کسب معاش کو ذریعہ نجات جانے۔

حرام مال جہنم میں

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے گناہ کے راستے سے مال کمایا

پھراسے صدقہ کرے یا اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے یا راہ خدا میں خرچ کرے سب صورتوں میں اس کے مال کو جمع کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایسے شخص کا حج وعمرہ، جہاد و صدقہ، غلاموں کی آزادی، انفاق فی سبیل اللہ کچھ بھی قبول نہیں کیا جاتا، جس نے سود، رشوت، خیانت، ملاوٹ یا چوری سے مال جمع کیا ہوا ہو۔

پھر ارشاد فرمایا کہ پانچ غلط راہوں سے پانچ اعمال کی قبولیت کی راہیں بند ہو گئیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کا مال حرام سے صدقہ کرنا اسے اجر سے محروم، راہ خدا میں خرچ کی برکتوں سے محروم اور پیچھے والوں کیلئے چھوڑا جانا آتش جہنم میں اضافہ کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ جل شانہ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک (برکتوں سے مالا مال) مال تو باہر سے مال لانے والے کیلئے ہے اور بدترین تاجر وہ ہیں جو تمہارے ہاں مقیم ہیں وہ تم سے تم ان سے جھگڑتے ہو، وہ تم پر تم ان پر قسمیں اٹھاتے ہو۔

بہترین تجارت اور سچا تاجر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا کہ سب سے بہترین کسب معاش کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جس میں نہ شبہ ہو نہ خیانت۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سچا تاجر روز قیامت عرش الٰہی کے سائے تلے ہوگا۔

باب ۶۳

کھانا کھلانا اور حسن اخلاق

حضرت عطیہ عوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا:

اے عطیہ: میری وصیت کو اپنے گوشہ ذہن میں محفوظ کرلو۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس سفر کے بعد پھر میرا ساتھ تمہیں نصیب نہ ہو سکے گا۔ اے عطیہ! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا اور آل پاک سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت رکھنا۔ گو کہ وہ لوگ گناہوں کی دلدل میں ہی کیوں نہ پھنسے ہوئے ہوں۔

آل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والوں سے نفرت و بغض رکھنا اگرچہ بغض رکھنے والے شب زندہ دار اور روزے رکھنے والے ہی کیوں نہ ہوں، کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، راتوں کو اٹھ کر نوافل ادا کرو جبکہ لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوں کیونکہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام خلت سے اسی لئے نوازا گیا کہ آپ علیہ السلام کھانا کھلاتے تھے، سلام عام کرتے تھے۔ جب لوگ آغوش نیند میں خراٹے لے رہے ہوتے آپ علیہ السلام اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔ حضرت غیران بن حبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر

عرض کرنے لگا کہ مہاجرین وانصار کہتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کیوں نہیں۔ جب تو نماز کی پابندی کرے، زکوٰۃ دے، روزے رکھے بیت اللہ کا حج کرے، مہمان نوازی کرے تو گویا تو جنت میں داخل ہو گیا۔

مہمان کی عزت کرو

حضرت ابو شریح خزاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ ایک دن اور ایک رات بتکلف مہمان نوازی کرے، تین دن تک مہمان نوازی ہو گی، اس کے بعد مہمان کیلئے خرچ کیا جانا صدقہ ہے۔ حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرمانے لگتے اور ساتھ کھانا کھانے والا نہ ملتا تو ایک، دو میل تک ایسے شخص کی تلاش کیلئے نکل جاتے جو انکے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالضیفان کہا جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام کے کاشانہ اقدس کے چار دروازے تھے۔ آپ اسی انتظار میں رہتے تھے کہ کس دروازے سے کوئی مہمان آتا ہے۔

مسکینوں کو کھلانا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک یا دو صاع پر اپنے مسلمان بھائیوں کو جمع کر لینا مجھے بازار سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دینے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ان کے ہاں طعام تیار کر لیا جاتا اگر تو ان کے پاس سے کوئی خوش عیش شخص گزرتا تو اسے کھانے کی دعوت نہ دیتے اور اگر کوئی مسکین و نادار گزرتا تو اسے بلا کر کھانے میں شریک کر لیتے۔ ارشاد فرماتے کہ جسے کھانے میں رغبت نہیں اسے تم دعوت دیتے ہو اور جو بیچارہ نادار محتاج ہے اسے نظر انداز کر دیتے ہو۔

باعث جنت کیا' باعث جہنم کیا

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا کہ سب سے زیادہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں لے جانے کا باعث بنے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تقویٰ الٰہی اور حسن اخلاق۔

پھر عرض کیا گیا کون سی چیز سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے کا باعث ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو خالی چیزیں (منہ اور شرمگاہ) اور بد اخلاقی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

حسن اخلاق، اچھا پڑوسی، صلہ رحمی، گھروں کو آباد اور زندگیوں میں اضافہ کرتی ہے۔ گو کہ لوگ گنہگار ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بیٹھے ہوئے غلامان رسول میں سے' میں دسواں آدمی تھا وہ دس درج ذیل تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ، حضرت حذیفہ، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

کہ اسی دوران ایک نوجوان انصاری آیا اس نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا اور پھر عرض کرنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی صلی اللہ علیک وسلم! مومنوں میں سے افضل کون ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اخلاق حسنہ کے اعتبار سے بہتر ہو۔ اس نے پھر عرض کی مومنوں سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو موت کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو، اچھے انداز میں موت کی تیاری کرتا ہو، ایسے ہی لوگ عقل و دانش کے پیکر ہیں پھر نوجوان خاموش ہوگیا۔

حضور نبی کریم ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے اے مہاجرین و انصار کے گروہ:

پانچ خصلتوں میں تمہارے مبتلا ہو جانے سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

۱۔ جس قوم میں علی الاعلان بے حیائی پھیل جائے وہاں طاعون اور ایسی تنگدستی اپنے ڈیرے ڈال لیتی ہے کہ جس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی۔

۲۔ جو لوگ ماپ تول میں کمی بیشی شروع کر دیں ان کے ہاں قحط سالی، شدائد والم اور بادشاہوں کے ظلم انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔

۳۔ جو لوگ اپنے مالوں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان پر بارشوں کے سلسلے موقوف ہو جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوں تو کبھی بھی بارش نہ ہو۔

۴۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے عہد شکنی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط فرما دیتا ہے۔

۵۔ جس قوم کے حکمران کتاب الٰہی کے احکام کے مطابق فیصلے کرنا چھوڑ دیں تو ان کے باہمی تنازعات عروج پر پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم لوگوں میں اپنا مال تقسیم کرنے سے تو قاصر ہو وہ تو نہیں کر سکتے، حسن اخلاق اور خندہ پیشانی تو بانٹ سکتے ہو۔

نیکی کیا ہے، گناہ کیا ہے

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی اے محبوب خدا صلی اللہ علیک وسلم! نیکی اور گناہ کے بارے کچھ ارشاد فرمائیں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ کہیں لوگ اس پر مطلع نہ ہو جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:
بندے کی بخشش و کرم اس کا دین، مروت اس کی عقل اور خاندانی وقار اور شرافت اس کا اخلاق ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

آخرت میں میرے سب سے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب شخص وہ ہوگا جو اخلاقیات کے اعتبار سے بہتر ہوگا اور مجھ سے دور اور مبغوض وہ شخص ہوگا جو بداخلاق ہو۔

حسن اخلاق کو اپناؤ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حسن اخلاق گناہوں کو یوں پگھلا دیتا ہے جیسے انگارے برساتا سورج ٹھنڈی چیز (برف) کو جبکہ بداخلاقی اعمال صالحہ کو یوں خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت جو آپ نے مجھے ارشاد فرمائی جبکہ میرا پاؤں اس وقت رکاب میں تھا وہ یہ تھی کہ اے معاذ: لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: حسن اخلاق انسان کی ناک میں رحمت الٰہی کی ایک ایسی لگام ہے جس کا سرا فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ فرشتہ اسے خیر کی طرف کھینچتا اور خیر جنت تک جاتی ہے۔ بداخلاقی انسانی ناک میں عذاب کی لگام ہے جس کا سرا شیطان کے ہاتھ میں ہے شیطان اسے برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی سپرد جہنم کر دیتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

دین اسلام کو میں نے اپنے لئے پسند فرمالیا ہے دین اسلام کا نکھار دو صفتوں میں ہے وہ دو صفتیں سخاوت اور حسن اخلاق ہیں جب تک تم اس دولت سے مالا مال ہو گے ان صفات کے ساتھ دین اسلام کو نکھار عطا کیے رکھو گے۔

مہمان نواز اور مہمان کیلئے کیا لازم ہے

جب کوئی شخص مہمانوں کو مدعو کرے تو اہل خانہ اور مہمانان پر تین تین امور کی رعایت کرنا لازم وضروری ہے۔ اہل خانہ پر واجب ہے کہ وہ:

۱- طاقت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے خلاف سنت قدم نہ اٹھائے۔

۲-رزق حلال سے دعوت کرے۔

۳-اوقات نماز کی پوری احتیاط کرے۔

مہمان کیلئے بھی تین امور کی رعایت ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہے:

۱-جہاں بٹھایا جائے بیٹھ جائے۔

۲-جو پیش کیا جائے اسی پر راضی رہے۔

۳-جاتے وقت اہل خانہ کیلئے برکت کی دعا کرتا جائے۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ:

جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی، مہمان نوازی کا حق ادا کردیا، اپنی قوم کی مشکل وقت میں مدد کردی، اس نے اپنے نفس کو بخل سے بچالیا۔

وباللہ التوفیق

باب ۶۴

توکل علی اللہ

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوات کا قول ہے کہ کھانے توکل کیلئے چھپا کر نہ رکھو۔ اگر کل آ گئی تو تمہارا رزق بھی آ جائے گا۔ چیونٹی کو دیکھو کہ اسے کون رزق عطا کرتا ہے۔ اگر تم کہو کہ چیونٹی کا تو چھوٹا سا پیٹ ہے تو پھر پرندوں کی طرف دیکھ لو، اگر کہو کہ پرندوں کے تو پر ہیں تو پھر جسم و ثقیل وحشیوں کی طرف دیکھ لو۔ (انہیں بھی رزاق کائنات رزق عطا فرما رہا ہے)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ میں اپنی پسندیدہ چیز پر صبح کرتا ہوں یا ناپسندیدہ پر کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ بھلائی میری کسی پسندیدہ چیز میں ہے یا کہ ناپسندیدہ میں۔

ہر نفس اپنا مقدر پا کر رہے گا

حضرت مطلب بن حطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ جل شانہ نے جن امور کا حکم دیا انہیں میں نے تم تک پہنچا دیا ہے اور جن امور سے منع فرمایا ان سے میں نے تمہیں روک دیا ہے۔ سن لو: روح الامین حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات القا فرمادی ہے کہ کوئی نفس اس وقت تک موت کے چنگل میں نہیں آئے گا جب تک ہر اس چیز کو پا نہ لے جو اس کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے جو چیز پانے میں تاخیر ہو جائے اسے چاہیے کہ اسے بطریق احسن طلب کرے

اطاعت الٰہی کے ذریعے سے بڑھ کر تم کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے نہیں لے سکتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ لوگوں میں سے زیادہ قوی اور طاقتور ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر لے۔

جو یہ چاہتا ہو کہ وہ لوگوں میں سے زیادہ معزز ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور جو یہ چاہتا ہو کہ وہ لوگوں سے بے نیاز ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ اس چیز پر زیادہ بھروسہ کرے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بنسبت اس کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

تقویٰ کی تین دلیلیں

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے کسی بھی آدمی کے تقویٰ کی دلیل تین چیزوں سے عیاں ہوتی ہے۔

۱- جو چیز ابھی تک نہ پا سکا ہو اس پر بہترین انداز میں توکل کرنا۔

۲- جو پالے اس پر بہترین انداز میں رضامندی ظاہر کرنا۔

۳- جو پا کے کھو دے اس پر احسن انداز میں صبر کرنا۔

کتنا اچھا زادراہ

حضرت ابو مطیع بلخی علیہ الرحمہ نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ بغیر زادراہ محض توکل علی اللہ پر کئی صحرا بیابان طے کر لیتے ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے پاس تو زادراہ ہوتا ہے میں اسی زادراہ سے بیابان طے کرتا ہوں۔ حضرت بلخی علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ کون سا زادراہ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میرا زادراہ چار چیزوں میں ہے۔ پوچھا کونسی؟ فرمایا کہ:

۱- میں کائنات عالم کو اللہ تعالیٰ کی مملکت خیال کرتا ہوں۔

۲- سارے کے سارے اسباب اور ساری مخلوق کا رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں۔

۳- ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا خاندان سمجھتا ہو۔

۴- ساری مخلوق کیلیے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو نافذ العمل سمجھتا ہوں۔

حضرت ابو مطیع علیہ الرحمہ کہنے لگے اے حاتم: تیرا زادِ راہ کیا خوب زادِ راہ ہے اس کے ساتھ تو تم آخرت کے کٹھن صحراؤں کو عبور کر سکتے ہو چہ جائیکہ دنیا کے بیابان عبور نہ ہوں۔

حضرت شقیق زاہد علیہ الرحمہ کی وصیت

مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت شقیق زاہد علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تین چیزوں کو گوشۂ ذہن میں محفوظ کر لو۔

۱- اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو وہ ذات الٰہی تجھے ثابت قدمی عطا فرمائے گی۔

۲- اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ کر خود اللہ کریم تیری مدد فرمائے گا۔

۳- جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرما لیا ہے اس کی تصدیق کرو وہ وعدہ وفا ہو کر رہے گا۔

اخروی غم پیدا کرو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کریں طالبان علم اور قدر شناس لوگوں تک علم کی روشنی پہنچائیں تو اہل زمانہ کے سردار بن سکتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ صاحبان علم نے اپنے علم کا نور اہل دنیا تک دنیا کمانے کی غرض سے پہچانا شروع کر دیا ہے، انہوں نے اہل علم کو حقیر بنا دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمودات سنے ہیں کہ جو شخص تمام غموں کو غم آخرت کی نذر کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام دنیوی غموں کی کفایت فرما دیتا ہے اور جو شخص دنیاوی احوال کے غموں میں پڑا رہے ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ بھی پروا نہیں کرتا کہ وہ جہنم کی کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے یا کس وادی جہنم میں عذاب کے سپرد ہو جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ توراۃ میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! اپنے ہاتھوں کو حرکت دے میں تیرے لیے رزق میں کشادگیاں پیدا کروں گا، میرے احکام میں میری اطاعت کر، مجھے

اپنی ہی مصلحتوں کے سبق نہ پڑھا۔

اسلام کا استحکام

امیر المومنین حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کا استحکام چار ارکان پر ہے:

(۱) یقین (۲) عدل (۳) صبر (۴) جہاد۔

علمائے کرام نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ یقین، عدل، صبر اور جہاد کی دو دو صورتیں ہیں۔

یقین کی دو صورتیں اس طرح ہیں کہ:

۱- عمل محض رضائے الٰہی کیلئے ہو دنیاوی جاہ و مرتبہ اور مخلوق کو راضی کرنے کیلئے نہ ہو۔

۲- اللہ تعالیٰ نے رزق کا جو وعدہ فرمایا ہے اس پر کامل ایمان ہو۔

عدل کی بھی دو ہی صورتیں ہیں وہ اس طرح کہ:

۱- اگر اس کے ذمہ کوئی حق ہو تو مطالبہ سے پہلے پہلے ادا کر دے۔

۲- اگر اس کا حق کسی اور کے ذمے ہو تو اس کے مطالبے میں نرمی برتے۔

صبر کی بھی دو ہی صورتیں ہیں اس طرح کہ:

۱- اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں صبر کرے۔

۲- شرعی منہیات (ممنوعہ امور شرعیہ) سے رکے رہنے پر صبر کرے۔

جہاد کی دو صورتیں یہ ہیں کہ:

۱- اپنے دشمن شیطان سے بالکل غفلت نہ برتے کیونکہ اگر تو غافل ہو جائے گا تو تیرا دشمن شیطان تجھ سے کبھی غافل نہ ہو گا۔ وہ اس بھیڑیے کی طرح ہے جو بکریوں کے ریوڑ میں داخل ہو کر غافل بکری پر اپنے پنجے گاڑ لیتا ہے۔

۲- اولاد آدم اکثر مال و دولت کے سبب فتنہ میں مبتلا ہوتی ہے تو تھوڑے مال پر راضی ہو جاتا کہ تو بھی دھوکہ و غرور کے جال میں نہ پھنس سکے۔

عظیم سرمایہ

حضرت شقیق علیہ الرحمہ نے حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ میرے ہاں

کب سے تمہارا آنا جانا ہے؟ انہوں نے کہا کوئی تیس سالوں سے۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ نے پوچھا ان تیس سالوں میں تو نے کونسی چیز سیکھی ہے؟

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں نے چھ کلمات ایسے سیکھے ہیں کہ اگر میں ان پر عمل پیرا ہو جاؤں تو مجھے امید قوی ہے کہ میں دنیا کے فتنوں سے نجات پالوں گا۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ کہنے لگے اس بارے مجھے بھی بتاؤ ممکن ہے میں بھی عمل کروں اور میں بھی نجات پالوں؟ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

پہلی بات:

پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے اس آیت طیبہ پر غور وفکر کیا کہ:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔ (ھود:٦) اور نہیں ہے کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق

تو میں نے سوچا کہ میں بھی انہیں جانداروں میں سے ہوں جن کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور میں نے یقین کرلیا کہ جو میرے مقدر میں ہے وہ مجھے مل کے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہاتھی کو اس کی عظیم جسامت کے مطابق بھی رزق دیتا ہے اور مچھر کو ایک چھوٹا سا جسم ہونے کی بنا پر نہیں بھولتا۔ میں بھی اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرکے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا ہوں اور ساری فکروں سے دامن جھاڑ لیا ہے۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کیا خوب سمجھے اچھا دوسری بات بتاؤ؟

دوسری بات

دوسری بات یہ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے قول:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:١٠) بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔

میں نے غور وفکر کیا تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سب مومنین میرے بھائی ہیں اور بھائی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر شفیق ومہربان ہو۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں کے درمیان عداوت کی بنیاد حسد ہے۔ میں نے پوری جدوجہد کی اور حسد کی جڑیں اپنے دل سے اکھاڑ دی ہیں۔ اب میرے دل کی یہ کیفیت ہے کہ اگر کسی مسلمان بھائی کو مشرق

میں بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مجھے اتنا شدید صدمہ ہوتا ہے کہ گویا یہ رنج والم مجھے پہنچا ہے اور اگر کسی مسلمان بھائی کو مغرب میں کسی نعمت پر خوشی ہوتی ہے تو مجھے اس پر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ گویا میری بھلائی مجھے ہی نصیب ہوئی ہے۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ فرمانے لگے بہت خوب تم نے سمجھا اچھا تیسری بات کیا ہے۔

تیسری بات:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے اس نکتے پر بھی غور وخوض کیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی دوست ضرور ہوتا ہے۔ دوست کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوست پر اپنی محبت ظاہر کر دے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا دوست بنا لیا کیونکہ اس کے سوا ہر دوست تعلق منقطع کرنے والا ہے جبکہ اطاعت الٰہی قبر، حشر اور پل صراط کی ساتھی اور دوست ہے۔ سو میں نے سب دوستوں سے تعلق توڑ کر اطاعت الٰہی کو اپنا محبوب اور دوست بنا لیا ہے۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ فرمانے لگے کیا خوب تم سمجھے اچھا چوتھی بات کیا ہے۔

چوتھی بات:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ فرمانے لگے چوتھی بات یہ کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی دشمن ہوتا ہے۔ دشمن کیلئے ضروری ہے کہ وہ عداوت کی بنا پر دشمنی کرے اور اس سے پرہیز وگریز بھی ضروری ہے۔ میں نے غور کیا تو میں نے دیکھا کہ میرے دشمن کفار اور شیطان ہیں پھر غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ کافر کی دشمنی قدرے آسان ہے وہ اس طرح کہ اگر کافر مجھ پر حملہ کر کے مجھے قتل کر ڈالے تو میں مرتبہ شہادت پر فائز ہو جاؤں گا اور اگر میں اسے ہلاک کر ڈالوں تو بارگاہ الٰہی سے اجر نصیب ہوگا جبکہ شیطان کی دشمنی بڑی شدید ہے کیونکہ وہ تو مجھے دیکھتا ہے لیکن میں اسے دیکھ نہیں پاتا۔ اور اس کی کوشش ہے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ ہی جہنم میں لے جائے۔ لہٰذا میں نے ساری زندگی کیلئے اس کے ساتھ عداوت مول لے لی ہے اور شیطان کے سوا ہر کسی سے دشمنی ترک کر دی ہے۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ فرمانے لگے کیا خوب سمجھے تم اس بات کو بھی۔ اچھا پانچویں بات بتاؤ۔

پانچویں بات:

فرمانے لگے کہ میں نے غور وفکر کیا تو دیکھا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی گھر ہوتا ہے اور گھر کے ڈھانچے کیلئے عمارت ضروری ہے۔ میں نے سوچا کہ میرا گھر تو قبر ہے لہٰذا میں قبر کی تیاری میں مشغول ہو چکا ہوں۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بہت خوب سمجھے آپ اس بات کو بھی۔ اچھا چھٹی بات کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

چھٹی بات

ہر چیز کو کوئی نہ کوئی تلاش کرنے والا ہے۔ میں نے خود پر غور کیا تو میرا متلاشی ملک الموت نکلا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کب وہ میرے پاس آ جائے لہٰذا میں نے اس دلہن کی طرح اپنی تیاری کر رکھی ہے جو اپنے شوہر کے گھر میں شب زفاف میں ہوتی ہے۔ کیونکہ جب میرا متلاشی میرے پاس آئے تو میں اس سے کوئی مہلت نہ مانگوں۔ حضرت شقیق علیہ الرحمہ فرمانے لگے کیا خوب سمجھے آپ ان باتوں کو، اگر میں ان پر عمل کرلوں تو یہ ہماری نجات کیلئے کافی ہیں۔

گھٹنا باندھ کر توکل کرو

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنی اونٹنی کو یوں ہی اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے چھوڑ دوں یا اس کا گھٹنا باندھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ اس کا گھٹنا باندھو اور پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرو۔

اولیائے کرام کی تین صفات

کسی دانا کا قول ہے اللہ تعالیٰ کے اولیائے کرام کی تین صفات ہیں۔

۱۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ۔

۲۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے حضور احتیاج۔

۳- ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں میں سے لوگوں کا محبوب ترین شخص وہ ہے جو لوگوں سے بے نیاز ہو اور ان سے کچھ نہ مانگے اور مبغوض ترین وہ ہے جو لوگوں کا محتاج ہو۔ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا محتاج ہو اور اسی کے حضور سوال دست بادراز کرے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال نہ کرے اور بارگاہ الٰہ سے بے نیاز بنا رہے۔

چھ وصیتیں

مذکور ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے بوقت وصال اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے میرے بیٹے! میں نے تجھے بے شمار وصیتیں کی ہیں لیکن اب میں تجھے چھ ایسی وصیتیں کرتا ہوں جس میں اولین وآخرین کے علوم ہیں۔

پہلی وصیت: اپنے آپ کو دنیاوی امور میں اتنا ہی مشغول رکھنا جس قدر تو نے اس میں جینا ہے۔

دوسری وصیت: اس قدر اپنے ربّ کی عبادت کر جس قدر تجھے اس کے حضور حاجت ہے۔

تیسری وصیت: آخرت کیلئے اسی قدر عمل کر جتنا تو نے وہاں رہنا ہے۔

چوتھی وصیت: جب تک تیرے لئے نجات ظاہر نہ ہو جائے (آتش جہنم سے) اپنی گردن آزاد کرانے میں مشغول رہ۔

پانچویں وصیت: گناہوں پر اسی قدر جرأت کرنا جس قدر عذاب الٰہی پر صبر کر سکے۔

چھٹی وصیت: جب تو گناہ کا ارادہ کرلے تو ایسی جگہ تلاش کرنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تجھے نہ دیکھتے ہوں۔

توکل کیا ہے؟

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ یقین اور توکل میں کیا فرق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جملہ اسباب آخرت پر تیرا اللہ تعالیٰ کے احکام پر تصدیق کرنا یقین اور تمام دنیاوی اسباب

پر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تصدیق توکل ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ توکل کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: رزق کے معاملہ میں کہ اس میں امن ضروری ہے (کسی قسم کا اندیشہ جائز نہیں)۔

دوسری قسم: عمل کے ثواب کی طلب میں توکل کرنا کہ ثواب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھی اطمینان ہو۔ اور عمل کے حوالے سے اس چیز کا بھی خوف ہو کہ عمل مقبول بھی ہوتا ہے یا کہ نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا توکل

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ساتھ ہم اکٹھے تھے کہ ہم نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی حفاظت کرنا چاہیے کیونکہ دوران جنگ ہمیں خدشہ ہے کہ کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ ہم یہ فیصلہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے کاشانہ اقدس کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز کیلئے تشریف لائے۔ دروازے پر بیٹھے دیکھا تو پوچھنے لگے کیا بات ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کیلئے بیٹھے ہیں ہمیں خدشہ ہے کہ دوران جنگ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آسمان والوں سے میری حفاظت کرنے آئے ہو یا زمین والوں سے؟ محافظین نے عرض کی کہ زمین والوں سے حفاظت کرنے آئے ہیں۔ آسمان والے سے ہم کس طرح حفاظت کر سکتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمین پر وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر انسان کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ ہر انسان پر دو فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں جو انسان کا دفاع کرتے ہیں لیکن جب لکھی ہوئی تقدیر غالب آ جاتی ہے تو وہ ایک طرف ہٹ کر انسان اور اس کے مقدر کے درمیان راہیں خالی کر دیتے ہیں۔

باب ۶۵

پرہیزگاری

حضرت عبداللہ بن مطرف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم دو آدمیوں سے ملاقات کرو گے۔ ایک نماز و روزہ اور صدقات و خیرات میں بڑا مستعد ہوگا جبکہ دوسرا اس سے ثواب کے حوالے سے افضل ہوگا، عرض کیا گیا یہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا کہ ثواب میں اضافہ والا پرہیزگاری میں پہلے سے زیادہ ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بستی موتہ کی طرف جانے لگے تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس سرزمین پر تم جارہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز بڑی کم ہوتی ہے وہاں خوب سجدے کرنا، انہوں نے عرض کی اور وصیت فرمایئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رطب اللسان رہنا وہ تیری ہر اس چیز میں مدد کرے گا جو تو اس سے طلب کرے گا، عبداللہ چل پڑے پھر لوٹ آئے عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اور بھی ارشاد فرمائیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق ہی کو پسند فرماتا ہے۔ انہوں نے عرض کی اے محبوب خدا! اور ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمل سے عاجزی نہ دکھانا، عمل سے عاجزی نہ دکھانا، عمل سے عاجزی نہ دکھانا اگر دس گناہ سرزد

ہو جائیں تو ایک نیکی ضرور کر لینا۔

جنت میں داخل ہو جاؤ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(اے میرے غلامو!) تم مجھ سے چھ باتوں کو قبول کرلو۔ میں تمہارے لئے جنت کی شہادت دیتا ہوں۔

(۱) جب گفتگو کرو تو جھوٹ نہ بولو۔ (۲) وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔

(۳) امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو۔ (۴) اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔

(۵) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ (۶) اپنے ہاتھ پاؤں کو حرام سے آلودہ ہونے سے روک لو۔

اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے:

جو میں نے فرض کیا ہے اُسے ادا کر۔ لوگوں میں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا۔

ممنوعات شرعیہ سے رک جا لوگوں میں سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہو جائے گا۔

میرے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کر لوگوں میں سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔

نیک بختی اور بد بختی کی علامتیں

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سعادت مندی کی پانچ علامتیں ہیں۔

(۱) دل میں یقین کامل۔ (۲) دینی امور میں تقویٰ و پرہیز گاری۔

(۳) دنیا سے بے رغبتی۔ (۴) آنکھوں میں شرم وحیاء

(۵) بدن خشیت الٰہیہ سے لرزیدہ۔

بد بختی کی بھی پانچ ہی علامتیں ہیں۔

(۱) سنگدلی۔ (۲) آنکھوں میں بے شرمی کا جمود۔ (۳) حیاء کی کمی۔

(۴) دنیا کی طرف میلان۔ (۵) لمبی امیدیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم حلال کے دس حصوں میں سے ۹ کو اس خوف سے ترک کر دیتے تھے کہ کہیں شبہ یا حرام میں نہ پڑ جائیں۔

تعجب ہوتا ہے مجھے

کسی دانا کا قول ہے کہ یوں تو دنیا کا سارا معاملہ ہی عجیب ہے لیکن میں اس انسان پر بڑا متعجب ہوتا ہوں جو پانچ چیزوں کے حوالے سے دھوکہ میں مبتلا ہوا پھرتا ہے۔

۱- مجھے ایسے دنیادار پر تعجب ہوتا ہے جو اپنی زائد دنیا کو فقر و محتاجی والے دن کیلئے آگے نہیں بھیجتا۔

۲- مجھے ایسے ہی زبان چلائے جانے والے پر بھی تعجب ہوتا ہے جو اپنے نفس کی تابعداری تو کئے جاتا ہے لیکن ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن سے اعراض برتتا ہے۔

۳- ایسے تندرست اور فارغ آدمی پر بھی بڑا تعجب ہوتا ہے جسے میں ہمیشہ روزہ چھوڑے ہوئے ہی دیکھتا ہوں۔ کیوں وہ ہر ماہ تین روزے نہیں رکھتا اور کیوں ان کے بہتر انجام پر غور و فکر نہیں کرتا۔

۴- مجھے ایسے شخص بھی تعجب ہوتا ہے جو بستر پر لیٹا صبح تک خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہوتا ہے کیوں غور نہیں کرتا کہ وہ گھڑی بھر کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ہی ادا کر لے۔

۵- ایسے شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے جرأت کرتے ہوئے منہیات کا مرتکب ہوتا ہے حالانکہ وہ جانتا بھی ہے کہ اس کی بداعمالیاں روز حشر اس پر پیش کی جائیں گی تو وہ انجام پر غور کرتے ہوئے رک جانے کا عزم صمیم کیوں نہیں کرتا۔

تقویٰ میں احتیاط

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرام کا ایک روپیہ چھوڑ دینا میرے نزدیک ایک لاکھ روپے صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ ملک شام میں احادیث مبارکہ تحریر فرما رہے تھے کہ آپ کا قلم ٹوٹ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کسی سے قلم مانگا۔ جب احادیث طیبہ لکھ کر فارغ ہو گئے تو قلم کو

قلمدان میں رکھ کر لوٹانا بھول گئے۔ جب ''مرو'' پہنچے تو یاد آیا، محض قلم لوٹانے کیلئے آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ شام کی طرف رخت سفر باندھا۔

متشابہات سے بچو

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان عالی شان سنا ہے۔

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ متشابہات ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے جو ان شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچا لی اور جو (خدانخواستہ) شبہات میں پڑ گیا وہ حرام کی دلدل میں اس چرواہے کی طرح پھنس گیا جو چراگاہ کے اردگرد بکریاں چراتا ہے بعید نہیں کہ اس کی بکریاں چراگاہ میں داخل ہو جائیں، ہر بادشاہ کیلئے ایک چراگاہ ہے، اللہ تعالیٰ کی چراگاہ محرمات ہیں۔

سن لو: جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ سدھر جائے تو سارا جسم سدھر جاتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سن لو: وہ ٹکڑا دل ہے۔

اسلام کی حدیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ اسلام کی حدیں پرہیزگاری، تواضع، شکر اور صبر ہیں۔

پرہیزگاری تمام امور کا سرمایہ بقا ہے، تواضع تکبر سے بے زاری کا پروانہ ہے۔ صبر جہنم سے نجات کا راستہ ہے۔ شکر جنت تک رسائی کا سبب ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اگر تم نمازیں ادا کر کے کمان کی طرح ہو جاؤ، روزے رکھ رکھ کر کمان کی تانت کی طرح ہو جاؤ اگر پرہیزگاری نہ ہوئی تو تمہیں ذرہ برابر بھی نفع نہ ہوگا۔

تقویٰ کی علامت

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی علامت یہ ہے کہ آدمی خود میں دس

چیزوں کو پیش نظر رکھے۔

۱- غیبت سے زبان کی حفاظت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۱۲) — اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔

۲- بدگمانی سے اجتناب

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (حجرات ۱۲) — دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔

۳- مذاق سے گریز

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ ۔ (حجرات ۱۱) — نہ تمسخر اڑایا کرے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا، شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں۔

۴- حرام سے آنکھوں کو بچانا

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۔ (النور ۳۰) — آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں۔

۵- سچی گفتگو

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (الانعام ۱۵۲) — اور جب کبھی بات کہو تو انصاف سے کہو۔

۶- خود پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان تا کہ خود پسندی کا شکار نہ ہو۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (حجرات ۱۷) — بلکہ اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم (اپنے ایمان کے دعوے میں) سچے ہو۔

۷- اپنی دولت راہ حق میں خرچ ہو باطل پر استعمال نہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (القصص ۸۳) — اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی بلکہ ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال ہوتا ہے۔

۸- اپنے لئے تکبر اور بڑائی طلب نہ کرے

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (القصص: ۸۳)

یہ آخرت کا گھر ہم ان کیلئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد۔

۹- نماز پنجگانہ کو اپنے اوقات میں رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرنا

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔ (البقرہ ۲۳۸)

پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصا) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کیلئے عاجزی کرتے ہوئے۔

۱۰- اہل سنت وجماعت پر قائم ودائم رہنا

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (الانعام ۱۵۳)

اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کردیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا تمہیں جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

تین عادتوں کو نہ چھوڑو

حضرت محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر ہو سکے تو تین عادتوں کو کبھی نہ چھوڑنا بلکہ مضبوطی سے پکڑے رکھنا:

کسی پر ظلم نہ کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ (یونس ۲۳)

تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔

کسی کے خلاف خفیہ تدبیر نہ کرنا:

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر ۴۳)

اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔

کبھی عہد شکنی نہ کرنا:

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح ۱۰)

پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔

زہد کی اقسام

حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زہد کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) زہد فرض (۲) زہد فضل (۳) زہد سلامت

زہد فرض:۔ زہد فرض حرام سے بچنا ہے۔

زہد فضل: زہد فضل حلال میں احتیاط برتنا ہے۔

زہد سلامت: زہد سلامت شبہات (مشتبہ چیزوں) سے اجتناب ہے۔

تقویٰ و پرہیز گاری کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ورع فرض۔ (۲) ورع حذر

ورع فرض: اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنا۔

ورع حذر: شبہات میں پڑنے سے بچنا۔

حزن کی بھی دو قسمیں ہیں

(۱) حزن لک (تیرے لئے مفید غم) (۲) حزن علیک تیرے لئے نقصان دہ غم

حزن مفید: یہ غم آخرت ہے۔

حزن مضر: یہ دنیا اور اس کی زیب و زینت کا غم ہے۔

خالص تقویٰ

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خالص پرہیز گاری یہ ہے کہ نگاہیں حرام پر پڑنے سے، زبان کو جھوٹ اور غیبت کی بیماری میں مبتلا ہونے سے اور تمام اعضا کو حرام کی نجاست میں آلودہ ہونے سے بچائے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے کہ شام سے ان کے پاس زیتون آیا جو کہ بڑے بڑے برتنوں میں تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے پیالوں میں ڈال کر لوگوں میں تقسیم فرمانے لگے

پاس ہی آپ کے صاحبزادے تشریف فرما تھے جنہوں نے بڑے بڑے بال (زلفیں) رکھے ہوئے تھے، جب پیالہ فارغ ہوتا تو صاحبزادے اپنے سر کے ساتھ صاف کر لیتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میاں صاحبزادے، مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تمہارے بال مسلمانوں کہ تیل کی بڑی رغبت رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صاحبزادے کا ہاتھ پکڑا اور حجام کے پاس لے جا کر بال منڈوا دیئے۔ فرمانے لگے یہ تیرے لئے زیادہ آسان ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ عمان جانے کیلئے ایک جانور کرائے پر لیا۔ دوران راہ کوڑا ہاتھ سے گر گیا۔ آپ علیہ الرحمہ سواری سے اتر کر کوڑا اٹھانے کیلئے گئے اور سواری کو وہیں باندھ دیا۔ کسی نے کہا حضرت کوڑا اٹھانے کیلئے سواری کا رخ پھیر لیا ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے سواری کو عمان جانے کیلئے کرایہ پر لیا ہے۔ راستے سے واپس لوٹانے کیلئے نہیں لیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دراز گوش پر سوار تھا۔ دراز گوش پر پالان کے نیچے ڈالنے والا کمبل بھی تھا۔ اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تمہیں پتا ہے اللہ تعالیٰ کہ حق بندے پر کیا ہے؟ میں نے عرض کی! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ذمے بندے کا کیا حق ہے؟ جب وہ ان امور کو بجالائے میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کو جنت میں داخل فرمادے۔

باب ۶۶

حیاء

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں انبیائے کرام کی سنتوں میں سے ہیں۔

خوشبو لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا، حیاء۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے پہلے انبیائے کرام کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا اس میں سے یہ بھی ہے کہ:

جب تجھ میں حیاء نہ رہے پھر جو چاہے کرتا رہ۔

اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق ادا کرو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو جس طرح کہ حیاء کرنے کا حق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم بحمدہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ کما حقہ حیاء یہ ہے کہ سر اور باقی حصوں، پیٹ اور دیگر اعضا کی نگہبانی کرے، موت اور آسودہ خاک ہونے کو یاد کرے جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہو اسے دنیاوی زندگی کی زینت ترک کر دینا چاہیے، جو ایسا کرے اس نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق ادا کر دیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

حیاء ایمان کا جز ہے اور ایمان بندے کو جنت الفردوس میں داخل کر دیتا ہے فحش گوئی

ظلم ہے اور ظلم جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔

غیرت اسے کہتے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مر کے زندہ ہو جاؤں، پھر مر کے زندہ ہو جاؤں، پھر مر کے زندہ ہو جاؤں اور بار بار مرنا مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ کوئی میری عورت کی طرف دیکھے یا میں کسی کی عورت کی طرف دیکھوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی (غیر محرم کو) دیکھنے اور (غیر محرم کو اپنا ستر) دکھانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

نہاتے وقت بھی ستر کا خیال رکھو

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان ہے کہ:

حمام میں چادر کے بغیر داخل ہونا کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حمام میں داخل ہونے کیلئے دو چادریں ہوں۔ ایک ستر ڈھانپنے کیلئے اور ایک نگاہوں کیلئے یعنی اپنی آنکھوں کو لوگوں کے ستر پر پڑنے سے بچائے رکھے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ بدنظری سے بچو کیونکہ یہ دل کی کیاری میں شہوت کا پودا لگا دیتی ہے کسی شخص کیلئے یہی فتنہ کافی ہے۔

کسی دانا سے فاسق کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ فاسق وہ ہے جو لوگوں کے دروازوں اور ان کے ستر پر نگاہ ڈالنے سے باز نہیں آتا۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک غسل کرتے ہوئے شخص کے قریب سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ بڑا باحیاء، حلیم اور عیبوں پر پردے ڈالنے والا ہے۔ وہ حیاء اور ستر پوشی کو پسند فرماتا ہے جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرے تو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے خود کو چھپا لیا کرے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے تشریف لے جاتے اس وقت تک اپنا کپڑا نہ اٹھاتے تھے جب تک زمین کے بالکل

قریب نہ ہو جاتے۔

حیاء کی قسمیں

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاء کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حیاء تیرے اور لوگوں کے درمیان۔ (۲) حیاء تیرے اور اللہ کریم کے درمیان۔

پہلی قسم: تیرے اور لوگوں کے درمیان حیاء یہ ہے کہ تو اپنی نگاہ کو ہر اس چیز سے بچائے رکھے جسے دیکھنا حلال نہیں ہے۔

دوسری قسم: تیرے اور اللہ کریم کے درمیان حیاء یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اعتراف کرے اور اس کی نافرمانی کرنے سے حیاء کرے۔

مسلمان بوڑھوں کا مقام

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آستانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا تو تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رلا دیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت جرائیل امین علیہ السلام نے آکر خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو عذاب دیتے ہوئے حیاء فرماتا ہے جو اسلام میں بوڑھا ہو۔ بوڑھے مسلمان کو گناہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کیوں شرم نہیں آتی؟

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اپنی شرمگاہوں کے معاملہ میں کس قدر تک احتیاط کریں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی اور اپنی باندی کے سوا ہر جگہ پر اپنے ستر کی حفاظت کرو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر ہم میں سے کوئی تنہائی میں ہو تو؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیاء کیا جائے۔

کسی بزرگ نے اپنے بیٹے سے کہا: جب تجھے تیرا نفس کسی کبیرہ گناہ کی دعوت دے تو تُو اپنی نگاہ کو آسمان کی طرف اٹھالے اور اس ذات سے حیاء کر جو آسمانوں میں ہے۔ اگر

ایسا نہ کر سکے تو زمین کی طرف دیکھ اور زمین والوں سے حیاء کر اگر نہ تو آسمان والوں اور نہ ہی زمین والوں سے ڈرتا ہے تو پھر خود کو جانوروں میں سے شمار کر لے۔

حضرت فضیل عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تو دروازوں کو بند کرتا، پردوں کو گراتا اور لوگوں سے حیاء کے مارے چھپ چھپ کر گناہ کرتا ہے لیکن اس قرآن پاک سے حیاء نہیں کرتا جو تیرے سینے میں ہے اور نہ ہی اس ربّ جلیل سے حیاء کرتا ہے کہ جس پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے۔

حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے اپنی دانشمندانہ باتوں میں بیان کیا ہے کہ:

۱- جو اپنے عیب دیکھتا ہے وہ دوسروں کے عیب دیکھنے میں مشغول نہیں ہوتا۔

۲- جو تقویٰ کے لباس کو اتار پھینکتا ہے وہ کسی چیز کے ساتھ پوشیدہ نہیں ہوسکتا۔

۳- جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق پر راضی رہتا ہے وہ اوروں کے ہاتھوں میں رزق دیکھ کر غمگین نہیں ہوتا۔

۴- جو بغاوت کی تلوار سونتا ہے اس کے ساتھ اپنا ہاتھ ہی کٹتا ہے۔

۵- جو اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔

۶- جو اوروں کی پردہ دری کرتا ہے اس کا اپنا ستر محفوظ نہیں رہتا۔

۷- جو اپنی لغزشوں کو بھول جاتا ہے وہ دوسروں کی لغزشوں کو بڑا سمجھتا ہے۔

۸- جو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

۹- جو اپنی عقل پر ہی بے نیاز رہتا ہے وہ پھسل جاتا ہے۔

۱۰- جو لوگوں پر تکبر کرتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے۔

۱۱- جو کسی عمل میں ہی سرگرداں رہتا ہے وہ اکتا جاتا ہے۔

۱۲- جو لوگوں پر فخر کرتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

۱۳- جو حماقت کا مظاہرہ کرتا ہے وہ گالیوں کا نشانہ بنتا ہے۔

۱۴- جو رذیل لوگوں کا ہمنشین بنتا ہے وہ حقیر ہوتا ہے۔

۱۵- جو علمائے کرام کی مجلس میں بیٹھتا ہے وہ عزت و وقار کا مالک بنتا ہے۔

۱۶- جو برائی کے اڈوں پر جاتا ہے وہ بدنام ہوتا ہے۔

۱۷- جو دین کو حقیر سمجھتا ہے وہ ہلاکت کے کیچڑ میں گھس جاتا ہے۔

۱۸- جو لوگوں کے مال کو غنیمت سمجھتا ہے وہ محتاج ہو جاتا ہے۔

۱۹- جو عافیت کا منتظر رہتا ہے اسے صبر اختیار کرنا پڑتا ہے۔

۲۰- جو قدم رکھنے کی جگہ پر بے احتیاطی برتتا ہے وہ ندامت اٹھاتا ہے۔

۲۱- جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوتا ہے۔

۲۲- جو معاملات میں تجربہ نہیں کرتا وہ دھوکہ کھا جاتا ہے۔

۲۳- جو اہل حق سے لڑتا ہے وہ شکست کھا جاتا ہے۔

۲۴- جو طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے وہ عاجز آ جاتا ہے۔

۲۵- جو اپنی اجل کو پہچان لیتا ہے اس کی امیدوں کا دائرہ مختصر ہو جاتا ہے۔

۲۶- جو جہالت کی راہ اپنا لیتا ہے وہ عدل کے راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔

۲۷- جو اپنے ہی نفس کو خطرے میں ڈالتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔

باب ۶۷

نیت کے ساتھ عمل کرنا

حضرت زید بن میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں کسی دانشمند کی بات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا لیکن میں تو انسان کے ارادے اور خواہش کی طرف دیکھتا ہوں اگر تو اس کا ارادہ اور خواہش میری رضا کیلئے ہو تو میں اس کی خاموشی غور وفکر اور اس کی گفتگو کو اپنا ذکر بنا لیتا ہوں گو کہ وہ گفتگو نہ بھی کرے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے انداز تکلم پر لوگ ناراض ہوں لیکن اس کی نیت اس گفتگو سے بھلائی اور خیر کی ہو تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کیلئے عذر ڈال دیتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس گفتگو سے اس کا ارادہ تو بھلائی ہی تھا جبکہ ایک دوسرے شخص کی گفتگو بھی بڑی اچھی ہو لیکن اس کی نیت بھلائی اور خیر کی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ وہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ اس کا ارادہ اس گفتگو سے خیر اور بھلائی کا نہ تھا۔

اہل خیر کے تین کلمات

حضرت عون بن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نیک لوگ ایک دوسرے کی طرف تین کلمات لکھا کرتے تھے۔

۱۔ جو شخص آخرت کیلئے عمل بجالاتا ہے اسکے دنیاوی امور کی کفایت اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے۔

۲۔ جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی سنوار دیتا ہے۔

۳- جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ کو درست رکھتا ہے اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کو بھی اللہ تعالیٰ درست فرما دیتا ہے۔

عمل کا دارومدار نیت پر ہے

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی اس آیت طیبہ:

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل: ۸۴) آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص عمل پیرا ہے اپنی فطرت کے مطابق۔

کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عمل کی صحت کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر عمل نہ بھی ہو تب بھی نیت خیر پر ثواب نصیب ہو جاتا ہے جبکہ عمل ہو لیکن نیت نہ ہو تو ثواب حاصل نہیں ہوتا۔

بعض نے کہا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے کیونکہ نیت میں طول اور عمل میں اختصار ہوتا ہے۔ مومن یہ تو نیت کر لیتا ہے کہ میں تا زندگی عمل کروں گا لیکن تا زندگی عمل خیر کی استطاعت نہیں رکھتا۔ بعض نے کہا کہ نیت دل کا عمل ہے، دل معرفت کا خزانہ ہے اور معرفت کے خزانے سے کوئی چیز افضل نہیں ہے۔

بھلائی کی نیت ایک بہت بڑا خزانہ ہے

حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ ایک بندے کو روز قیامت لایا جائے گا اس کے پاس نیکیوں کے پہاڑ ہوں گے۔ ایک منادی ندا دے گا کہ کسی شخص نے اس شخص سے اپنا حق وصول کرنا ہو تو آ جائے اور اپنا حق وصول کر لے۔ لوگ آتے رہیں گے اور آ آ کر اپنا حق وصول کرتے رہیں گے۔ اس کی ساری نیکیاں لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں چلی جائیں گی۔ وہ شخص نیکیوں کے پہاڑ اوروں کے حقوق میں دے کر حیران و پریشان کھڑا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے ارشاد فرمائے گا اے میرے بندے! تیرے لئے میرے پاس ایک خزانہ ہے جس پر میں نے اپنے فرشتوں اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی ایک پر ظاہر کیا ہے وہ عرض کرے گا، میرے مولا کریم! وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تیری وہ نیت جو

تو خیر اور بھلائی کیلئے کرتا رہا اسے میں نے ستر گنا بڑھا کر تیرے لئے لکھ رکھی ہے۔

خلوص نیت پر ثواب کی بھرمار

مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا عابد ایک ریت کے ٹیلے کے قریب سے گزرا تو اس نے اپنے دل میں آرزو کی کاش یہ ٹیلہ آٹے کا ہوتا تو میں بنی اسرائیل کے بھوکوں کو رجا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسوقت کے نبی مکرم کی طرف وحی بھیجی کہ اس عابد سے جا کر کہہ دو کہ تمہارا مہربان خدا یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ میں نے تیرے لئے اتنا اجر مقرر کر دیا ہے کہ اگر یہ ٹیلہ آٹے کا ہوتا تو، تو صدقہ کر دیتا۔ (تو جو ثواب تجھے ملتا)

فرمان نبوی ﷺ ہے: روز قیامت بارگاہ الٰہی میں ایک ایسا آدمی پیش ہوگا کہ جس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ہوگا۔ وہ اپنے نامہ اعمال میں حج، عمرہ، جہاد، زکوٰۃ اور صدقہ دیکھ کر کہے گا کہ میں نے تو یہ عمل نہ کئے تھے۔ لہٰذا یہ اعمال نامہ میرا نہیں کسی اور کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اسے پڑھو، یہ تمہارا ہی اعمال نامہ ہے تو زندگی بھر یہی تمنا کرتا رہا کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں حج کرتا، میرے پاس فرصت ہوتی تو میں جہاد کرتا، میں تیری نیت کو جانتا تھا کہ تو اپنی نیت میں سچا ہے۔ میں نے تیرے خلوص نیت پر تجھے ان سب کا ثواب عطا فرما دیا ہے۔

صدق نیت کی پہچان

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صدق نیت کا اظہار اس وقت ہوگا جب بندہ اپنے پاس تھوڑے سے مال میں بھی بخل نہ کرے اگر کسی حج کرنے والے خوش نصیب کو دیکھے کہ اس کے پاس زاد راہ ختم ہو چکا ہے تو اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی حج کرتا چونکہ میرے پاس دو درہموں کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے لہٰذا میں یہ دو درہم اسی حاجی کو دے دیتا ہوں جس کے پاس زاد راہ ختم ہو چکا ہے۔

اسی طرح جب کسی مجاہد کو مالی پریشانی میں مبتلا دیکھے تو یوں ہی کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی دین اسلام کی سربلندی کیلئے جہاد کرتا۔ میرے پاس چند ایک درہموں کے سوا کچھ نہیں لہٰذا میں یہ درہم اس پریشان حال مجاہد کو دے دیتا ہوں یا اپنے،

پڑوس میں کسی مسکین کو دے دیتا ہوں۔

اور اگر اپنے پاس موجود تھوڑے مال میں بخل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت و ارادے کو بخوبی جانتا ہے کہ اگر اس کے پاس زیادہ مال ہوتا تب بھی یہ اس میں بخل کرتا لہٰذا بخیل کیلئے اس کی نیت میں کچھ ثواب نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں حافظ قرآن ہوتا تو شب و روز قرآن پاک کی تلاوت کرتا جبکہ بقدر استطاعت حفظ کئے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہو، اللہ تعالیٰ نیتوں سے خوب آگاہ ہے اسے علم ہے کہ اگر واقعی حافظ قرآن ہوتا تو تلاوت کرتا رہتا لہٰذا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو محض اس کی صدق نیت پر ہی حافظ قرآن کی فضیلت سے نواز دیتا ہے اور اگر تلاوت قرآن سے غفلت برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ بخوبی آگاہ ہے کہ اس کی نیت میں خلوص نہیں ہے۔ ہر کسی کو ثواب اس کی نیت کے مطابق ملتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی آدمی سے اس کے عدل و انصاف کو دیکھ کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہو حالانکہ وہ آدمی علم الٰہی میں اہل جہنم سے ہو تو اللہ تعالیٰ محبت کرنے والے کو اس کی محبت کی وجہ سے وہ اجر عطا فرما دیتا ہے جو جنتی ہونے پر اس کے ساتھ محبت کرنے کی بنا پر ملنا تھا۔

اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کے ظاہری ظلم و بے انصافی کو دیکھ کر اس سے بغض رکھتا ہو حالانکہ وہ شخص جس سے بغض رکھا جا رہا ہو وہ علم الٰہی میں جنتی ہو تو اللہ تعالیٰ بغض رکھنے والے کو اس کے بغض پر وہ اجر عطا فرما دیتا ہے جو جہنمی ہونے پر اس کے ساتھ بغض رکھنے کی بنا پر ملنا تھا۔

اللہ تعالیٰ کیلئے کون سا عمل ہے

مروی ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! کیا کبھی

تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہ العالمین! میں نماز تیرے لئے پڑھتا ہوں، روزہ تیرے لئے رکھتا ہوں، صدقہ تیرے لئے دیتا ہوں، تیرے ہی ذکر میں رطب اللسان رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! نماز تیرے حق میں حجت، روزے تیرے لئے (جہنم سے بچنے کیلئے) ڈھال، صدقہ تیرے لئے سایہ اور ذکر تیرے لئے نور ہے۔ میرے لئے تو نے کون سا عمل کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے مولا: تو میری راہنمائی فرمادے کہ کون سا عمل تیرے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! کیا میرے لئے تو نے دوستی کی یا میرے لئے تو نے کبھی کسی سے دشمنی کی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام جان گئے کہ افضل ترین عمل اللہ کریم کیلئے ہی محبت کرنا اور اللہ کریم کیلئے ہی بغض رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری شکل وصورت کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اموال واحوال کو بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال اور تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوجاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتا ہے ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض رہتا ہے اور لوگ بھی اس سے راضی نہیں ہوتے۔

بھلائی پر راہنمائی کرنے والا

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر خدمت ہوکر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں جہاد کیلئے جانا چاہتا ہوں۔ مجھے کوئی سواری عنایت فرمادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں آدمی کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہیں سواری مہیا کردے گا۔ وہ شخص فرمانِ رسول کریم ﷺ کے

مطابق اس مذکورہ شخص کے پاس پہنچ گیا۔اس نے اسے ایک اونٹ دے دیا۔اس مجاہد نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو بھلائی کے کاموں میں کسی کی راہنمائی کرتا ہے اس کیلئے بھلائی کرنے والے کے برابر اجر ہے۔''

ایک دوسری حدیث مبارک ہے:

''بھلائی پر راہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔''

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں ایک سائل نے آ کر سوال کیا لیکن لوگ خاموشی سے بیٹھے رہے پھر ایک آدمی نے اسے کچھ دے دیا۔لوگوں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اسے دے دیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اور جو اس پر چلے گا اچھا طریقہ رائج کرنے والے کو اس کا ثواب اور اس طریقے کو اپنانے والوں کا بھی ثواب ملے گا جبکہ ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے غلط طریقہ رائج کیا اور جو اس پر چلا تو غلط طریقہ رائج کرنے والے کا'اس پر عمل کرنے کا اور جو لوگ بھی اس پر چلیں گے ان کے گناہ سے کم کیے بغیر ان سب کا گناہ رائج کرنے والے کو ملے گا۔

خیر خواہ جنتی

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ روز قیامت جو شخص پانچ چیزوں کے ساتھ آئے گا اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہ روک سکے گی۔

۱- اللہ تعالیٰ کیلئے خلوص اور خیر خواہی۔

۲- رسول پاک ﷺ کیلئے خیر خواہی۔

۳- قرآن پاک کیلئے خیر خواہی۔

۴- مسلمانوں کے پیشواؤں کیلئے خیر خواہی۔

۵- عامۃ المسلمین کیلئے خیر خواہی۔

ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ:

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ عرض کیا گیا کہ کن کیلئے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، اس کی کتاب اور تمام مسلمانوں کیلئے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے خیر خواہی یہ ہے کہ خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے، لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے اور آرزو کرے کہ ساری دنیا ہی ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔

رسول پاک ﷺ کیلئے خیر خواہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے رسول مکرم ﷺ پر نازل فرمایا ہے اس کی تصدیق کرے، ان کی سنت پر عمل پیرا ہو اور لوگوں کو بھی اسی راہ پر گامزن کرنے کی پوری کوشش کرے۔

قرآن پاک سے خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی تلاوت کرے، اور اس پر عمل پیرا ہو اور یہ آرزو ہو کہ ساری دنیا ہی قرآن پاک کے فیض سے بہرہ ور ہو جائے۔ اس کی تلاوت کرے اس کے احکام پر عمل کرے۔

مسلمان پیشواؤں کیلئے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے احکام کی پیروی کرے اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جا۔

لوگوں کو اچھائی کا حکم دے، برائی سے رک جانے کی تاکید کرے تلوار کے ساتھ ان پر بغاوت نہ کرے۔

مسلمانوں سے خیر خواہی یہ ہے کہ تو ان کیلئے بھی وہی کچھ پسند کر جو خود اپنی ذات کیلئے کرتا ہے۔ ان کیلئے بھی اسی چیز سے نفرت کر جن چیزوں سے اپنے لئے نفرت کرتا ہے اور اس کی کوشش کر کہ باہمی الفت و محبت کا پرچار ہو جائے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کتنے ہی سونے والوں کیلئے نماز ادا کرنے والوں کا اجر لکھا جاتا ہے اور کتنے ہی بیدار رہنے والوں نماز پڑھنے والوں کے نامہ اعمال میں انہیں سونے والا لکھا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص کی صبح اٹھنے، وضو کرنے اور طلوع فجر تک نماز میں مشغول رہنے کی عادت تھی۔ ایک شب اسی نیت سے سویا نیند اس پر

اس قدر غالب آئی کہ وہ بیدار نہ ہو سکا۔ صبح اٹھا تو افسردہ و غمگین تھا۔ اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اس کے حسن نیت کی بنا پر اسے نمازی لکھا جاتا ہے اور اسے شب کو قیام کرنے والوں کا ثواب نصیب ہو جاتا ہے۔ جبکہ ایک دوسرا شخص جو رات کو نہ اٹھا کرتا تھا ایک شب صبح کے گمان میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وضو کر کے مسجد گیا۔ وہاں جا کر پتا چلا کہ ابھی تو صبح طلوع ہی نہیں ہوئی۔ وہ صبح کے انتظار میں بیٹھا دل میں سوچتا ہے اگر مجھے پتا چل جاتا کہ ابھی تو صبح طلوع ہی نہیں ہوئی تو میں اپنے بسترِ سے کبھی نہ اٹھتا ایسے شخص کو سونے والا ہی لکھا جاتا ہے گو کہ وہ جاگ ہی رہا ہو۔

باب ۶۸

خود پسندی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجات بھی دو چیزوں میں ہے اور ہلاکت بھی دو چیزوں میں ہے۔ تقویٰ اور خلوص نیت میں نجات۔ مایوسی اور خود پسندی میں ہلاکت ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گزشتہ قوموں میں ایک آدمی نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ہفتہ در ہفتہ افطار کرتا ایک مرتبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سے کوئی حاجت طلب کی لیکن اسے اس حاجت سے محروم رکھا گیا۔ وہ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اگر تو نے کوئی بھلائی کی ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری کر دی جاتی۔ اسی وقت ایک فرشتہ نازل ہوا۔ اس نے خوشخبری دیتے ہوئے کہا اے ابن آدم! جس لمحہ تو نے اپنے نفس کو حقیر خیال کیا وہ لمحہ تیری سابقہ ساری عبادت سے افضل ہے۔

حضرت شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی چلا جا رہا تھا اور اس پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا۔ ایک دوسرے شخص نے دیکھ کر کہا کہ میں بھی اس کے سائے میں چلتا ہوں۔ پہلا آدمی خود پسندی کا شکار ہو کر کہنے لگا یہ آدمی میرے سائے میں چلے گا۔ جب دونوں جدا ہوئے تو بادل خود پسند شخص سے ہٹ کر اس دوسرے آدمی کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیری توبہ کی اصلاح تیرے گناہ کو

پہچان لینے میں ہے اور تیرے عمل کی اصلاح خود پسندی سے کنارکش ہوجانے میں ہے، تیرے شکر کی اصلاح اپنی کوتاہیوں کی شناخت میں ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو خود پسندی کے خوف سے خطبہ درمیان میں چھوڑ دیتے لکھنے بیٹھتے تو دوران تحریر اسی خوف سے کاغذ پھاڑ دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ الٰہ العالمین! میں اپنے نفس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں رات گزاروں اور صبح نادم و شرمندہ حالت میں اٹھوں، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے بنسبت اس کے کہ میں کھڑا ہوکر رات گزار دوں اور صبح خود پسندی کا شکار ہوجاؤں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی شخص نے پوچھا کہ کب مجھے معلوم ہوگا کہ میں نیکی کررہا ہوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب تجھے علم ہوجائے کہ تو، تو برا ہے پھر اس شخص نے عرض کی کب مجھے معلوم ہوگا کہ میں تو برا شخص ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب تجھے معلوم ہوجائے کہ تو، تو نیکی کررہا ہے۔

خود شناسی خود پسندی سے بچالیتی ہے

مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نوجوان دنیا سے کنارہ کش ہوکر اور لوگوں سے منہ موڑ کر کسی جنگل میں جاکر عبادت کرنے لگا۔ اسی نوجوان کی قوم کے دو عمر رسیدہ شخص اسے واپس گھر لانے کیلئے اس کے پیچھے گئے اور جاکر کہنے لگے اے نوجوان تو نے بڑا کٹھن راستہ منتخب کرلیا ہے تو اس پر صبر نہ کرپائے گا۔ نوجوان کہنے لگا اللہ تعالیٰ کے سامنے لوگوں کا کھڑا ہونا میرے قیام سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دونوں معمر شخص کہنے لگے کہ تیرے احباب و رشتہ دار ہیں تیرا ان میں رہ کر عبادت کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ نوجوان کہنے لگا جب میرا اللہ مجھ سے راضی ہوگیا تو مجھ سے میرے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی راضی کردے گا۔

دونوں بزرگ شخص کہنے لگے کہ تو ابھی نوجوان ہے تو نہیں جانتا ہم زندگی کے امور کا تجربہ کر چکے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تو خود پسندی کا شکار نہ ہو جائے۔ نوجوان نے کہا کہ جو شخص خود کو پہچان لے اسے خود پسندی کوئی نقصان نہیں دیتی۔ بس پھر کیا تھا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ اٹھو چلیں اس نوجوان نے جنت کی خوشبو کو پالیا ہے ہماری بات پر توجہ نہیں کرے گا۔

حدیث مبارک میں مذکور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک سال تک ایک ساحل پر عبادت کی۔ جب سال مکمل ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی یا اللہ العالمین: میری کمر ٹیڑھی ہو گئی، بینائی کمزور ہو گئی، آنکھوں سے آنسو خشک ہو گئے لیکن مجھے نہیں معلوم کہ میرے معاملے کا انجام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈک کو حکم دیا کہ میرے بندے داؤد کو جواب دو۔ مینڈک نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! کیا تم ایک سال کی عبادت پر ہی اپنے ربّ سے ایسی باتیں کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کبریا کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا۔ میں تو تیس سال یا ساٹھ سال (کہا) سے اپنے ربّ کی حمد و ثنا بیان کر رہا ہوں باوجودیکہ میرے کندھے خوف الٰہی سے تھر تھر کانپ رہے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام مینڈک کی بات سن کر رو پڑے۔

یہی واقعہ ایک (قبطی کو) قتل کر دینے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی پیش آیا تھا۔

خود پسندی کا علاج

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو خود پسندی کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتا ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ چار چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لے۔

۱- یہ کہ ہر کام کی توفیق من جانب اللہ جانے، جب من جانب اللہ جانے گا تو ہر نعمت پر شکر الٰہی میں مشغول ہوگا، خود پسندی کا شکار نہ ہو پائے گا۔

۲- اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر نگاہ مرکوز رکھے اسی سے ہی شکر میں مشغولیت، عمل میں استقلال اور خود پسندی کی شکستگی نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ یہ خوف ہمہ وقت دامن گیر رہے کہ نا جانے میری عبادت قبول بھی ہوتی ہے یا عدم قبولیت کا شکار ہو جاتی ہے۔ جب ایسا خوف دامن گیر ہوگا تو خود پسندی سے چھٹکارا نصیب ہو جائے گا۔

۴۔ پہلے کیے ہوئے گناہوں میں نظر ڈالے رکھے۔ جب یہی خوف پیش نظر رہے کہ گناہ ہی کہیں نیکیوں پر غالب نہ آ جائے تو یہ خطرہ بھی خود پسندی کو کم کر دیتا ہے۔

اپنے عملوں پر کوئی آدمی خود پسند ہو بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ کسی کے علم میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ روز قیامت اس کے اعمال نامہ میں کیا درج ہوگا۔ خود پسندی اور اظہار خوشی تو اعمال نامہ پڑھنے کے بعد ہی ممکن ہو سکتی ہے۔

لوگوں کے پیشواؤں سے سلوک

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول

هَاؤُمُ اقْرَءُ وْا كِتَابِيَهْ (الحاقہ ۱۹) لو پڑھ لو میرا نامہ عمل۔

سنتا تھا لیکن میں یہ نہ جانتا تھا کہ کس کیلئے یہ کہا ہے۔

ایک دن حضرت کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ہم بھی امیر المؤمنین کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب ہمیں کوئی ایسی حدیث مبارک سنائیں جو قرآن پاک کے مشابہ ہو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ایک کشادہ و وسیع میدان میں مخلوق کو جمع کرے گا۔ ایک پکارنے والا سب کو ندا دے گا پھر ہر قوم کو ان کے امام کے ساتھ پکارا جائے گا یعنی ہر گروہ کو اس کے اس معلم کے ساتھ جو انہیں راہ ہدایت دکھاتا یا انہیں گمراہ کرتا رہا ہوگا۔

راہ ہدایت دکھانے والے امام کو اس کے گروہ سے پہلے بلایا جائے گا۔ وہ آگے بڑھے گا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا اور اس کے گناہوں کو مخفی

رکھا جائے گا۔ اس پیشوا کے گناہ لوگوں پر تو ظاہر نہ ہوں گے لیکن وہ خود اپنے گناہوں کی فہرست کا مطالعہ ضرور کرے گا تاکہ یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو اپنے عملوں کی بدولت جنت میں جارہا ہوں۔ لوگ اپنے پیشوا کی نیکیوں کی طویل فہرست دیکھ کر کہیں گے کہ مبارک ہو اس خوش نصیب کو جس کی یہ نیکیاں ظاہر ہوئیں جبکہ وہ شخص اپنے دل میں اپنی برائیوں کو دیکھ کر کہہ رہا ہوگا ہائے میں تو مارا گیا لیکن جب گناہوں کی فہرست کے آخر میں نگاہ ڈالے گا تو لکھا ہوگا ''میں نے تجھے بخش دیا ہے۔'' نورانی تاج کہ جس کی ضیاپاشیاں آنکھوں کو چندیا رہی ہوں گی اس کے سر پر سجا کر کہا جائے گا کہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر انہیں خوشخبری دے دو کہ سب کیلئے تیری طرح ہی اعزاز مقدر ہو چکا ہے۔ جب یہ ہادی و پیشوا اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوگا تو قوم کہے گی یہ ہم میں سے تو نہیں ہے لیکن الٰہ العالمین: اسے ہم میں سے بنادے، اسے ہمارے ہاں بھیج دے پھر وہ اپنی قوم کے پاس آ کر کہے گا:

هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ — لو پڑھ لو میرا نامہ عمل، میری بخشش ہوگئی

تمہیں خوشخبری ہو تم میں سے ہر شخص کیلئے وہی اعزاز ہے جو میرے لئے ہے۔

پھر گمراہی کی راہوں پر ڈالنے والے امام کو بلایا جائے گا۔ اس کی طرف نامہ عمل جو بڑھایا جائے گا تو وہ دائیں ہاتھ سے اسے پکڑنے کی کوشش کرے گا لیکن اس کے دایاں ہاتھ کا طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا پھر بائیں ہاتھ سے جو پکڑے گا تو اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت کے پیچھے ہوگا جس کیلئے اس کی گردن بھی ٹیڑھی ہو جائے گی پھر اس کی نیکیوں کو پڑھنے کیلئے اس کے سامنے کیا جائے گا تاکہ یہ نہ کہے کہ میرے گناہ تو یاد رکھے گئے اور میری نیکیاں فراموش کر دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے فلاں عمل کیا میں نے تیرے عمل کی جزا تجھے دے دی۔ ایسے ہی اسے نیکیوں کی پوری پوری جزا دے کر اس کے گناہوں کے دفتر لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ لوگ دیکھ کر پکاریں گے ہلاکت ہو ایسے شخص کیلئے جس کی برائیاں ظاہر ہوئیں حتیٰ کہ جب اپنے نامہ عمل کو پڑھ لے گا۔ آخر میں ایک جملہ لکھا ہوا پائے گا۔

''تجھ پر عذاب الٰہی کی مہر ثبت ہو چکی''

تاریک رات کے ایک حصہ کی طرح اس کا چہرہ کالا سیاہ کر کے آگ کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے گا جس سے نکلنے والا دھواں آنکھوں کی چمک کو متاثر کر رہا ہوگا پھر اسے حکم دیا جائے گا کہ اپنے ساتھیوں کو جا کر کہہ دو کہ تمہاری باری بھی آنے ہی والی ہے۔ جب اہل محشر اسے دیکھیں گے تو کہیں گے ہمارے اللہ: تو اسے ہم میں سے نہ بنانا، یہ ہماری طرف نہ آنے پائے۔ لوگوں کے پاس سے گزرے گا تو لوگ اس پر لعنت کریں گے پھر جو اپنے ہمنشینوں کے پاس آئے گا تو وہ بھی دیکھ کر اس پر لعنت کریں گے اور اس سے بے زاری کا اظہار کریں گے۔ اس طرح لعنت کریں گے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا — پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا۔

وہ اپنے ہمنشینوں سے جا کر کہے گا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ تم سب کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔

حضرت مسروق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کیلئے اتنا ہی علم کافی ہے کہ وہ اللہ کریم سے ڈرتا رہے اور کسی شخص کی جہالت کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ اپنے اعمال پر خود پسندی کا شکار ہو۔

تعریفوں کا پل باندھنے والوں کیلئے حکم

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ بھیجے کہ وہ ان کے پاس جا کر حضرت سعید بن العاص کی تعریف کریں۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اٹھے اور ان تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈال دی۔ فرمانے لگے کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تعریف کرنے والوں کے چہرے پر مٹی ڈال دو۔“

باب ۶۹

فضائل حج

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ یمن کے ایک گروہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں حج کی فضیلت کے بارے کچھ ارشاد فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں۔ (سنیے) جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر یوں گناہ جھڑتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے۔

پھر جب مدینہ طیبہ میں آ کر سلام عرض کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتا ہے تو فرشتے بھی اسے سلام کرتے ہوئے مصافحہ کرتے ہیں۔ پھر جب حج وعمرہ کرنے والا ذوالحلیفہ میں جا کر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک فرما دیتا ہے جب وہ دو نئے (ان سلے) کپڑے پہنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے نیکیوں کو بھی نئی کر دیتا ہے۔ جب وہ لبیک اللھم لبیک کہتا ہے تو اللہ عزوجل لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ کہہ کہ اسے جواب عنایت فرماتا ہے کہ میں تیری ندا سنتا ہوں اور تیری طرف نظر رحمت فرماتا ہوں۔ پھر جب مکۃ المکرمہ میں آتا ہے طواف کعبہ کرتا ہے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھلائیوں سے مالا مال کر دیتا ہے پھر جب وہ میدان عرفات میں کھڑے ہو کر اپنی حاجتوں کو چیخ چیخ کر پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمان کے ملائکہ کے سامنے اپنے ان

بندوں پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''اے میرے فرشتو! اے میرے آسمان میں بسیرا کرنے والو! کیا تم میرے بندوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ دور دراز کا سفر طے کر کے پراگندہ کپڑوں، غبار آلود بالوں سے میری بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے میرے لئے مال خرچ کیا اور جسموں کو سفری مشقتوں میں ڈالا مجھے میری عزت و جلال کی قسم میں ان کی نیکیوں کے صدقے ان کے گناہوں کو ملیامیٹ کر دوں گا۔ انہیں گناہوں کی دلدل سے نکال کر اس طرح پاک صاف کر دوں گا کہ جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو پھر جب وہ رمی کرتا ہے، سر کو منڈاتا ہے بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے تو عرش الٰہی کے درمیان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اے حج کر کے لوٹنے والے تیری بخشش و مغفرت ہوگئی۔ اب از سر نو اپنی زندگی کا آغاز کرو۔''

بیت اللہ شریف اور حجر اسود کیا ہے؟

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ کی معیت میں میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ دوران طواف میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہو جائیں یہ بیت اللہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! اللہ جل شانہ نے اس گھر کو دار دنیا میں میری امت کے گناہوں کے کفارہ کیلئے بنایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پھر عرض کی اے محبوب خدا صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہو جائیں یہ حجر اسود کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت سے آیا ہوا ایک پتھر ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو دنیا میں اتارا تو اس کی شعاعیں سورج کی شعاؤں کی طرح تھیں لیکن مشرکوں کے ہاتھوں نے چھو چھو کر اس کا رنگ بدل دیا اور اسے سیاہ کر دیا ہے۔

شیطان کی آہ و فغان

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میدان عرفات میں بوقت عشاء اپنی امت کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا کی اور بڑی کثرت سے دعا

کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے باہمی ظلم وزیادتی کی معافی کے سوامیں نے باقی امور میں دعا قبول فرمالی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی! میرے مولا! تو اس چیز پر قادر ہے کہ مظلوم کو اس ظالم کیلئے اپنی طرف سے بہتر بدلہ دے دے۔ اس شام کو تو قبولیت کی اطلاع نہ ملی۔ مزدلفہ کی صبح حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کی بھی مغفرت فرمادی پھر حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس وقت آپ نے تبسم فرمایا حالانکہ اس وقت آپ کو کبھی تبسم فرماتے ہوئے نہیں دیکھا گیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس لئے تبسم فرمایا کہ اللہ کے دشمن ابلیس کو پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا میری امت کے حق میں قبول فرما لی ہے تو وہ اپنے آپ پر لعنت و پھٹکار اور اپنے سر پر مٹی ڈالتے ہوئے آہ وفغان کرنے لگا۔

گویا کہ وہ آج ہی پیدا ہوا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور اس دوران اس نے نہ فحش گوئی کی اور نہ ہی کوئی فسق وفجور کیا جب وہ لوٹتا ہے تو یوں لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص محض بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کیلئے خانہ کعبہ آتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہو۔

شیطان کی کمر ٹوٹ جاتی ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوم عرفہ سے بڑھ کر کسی دن میں بھی ضعیف و حقیر اور غضبناک حالت میں شیطان کو نہیں دیکھا گیا اور شیطان کی یہ حالت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ رحمت الٰہی کے نزول اور بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کو دیکھتا ہے اور یوم بدر میں بھی شیطان کو اسی حالت میں دیکھا گیا تھا۔

حرم کعبہ کی فضیلت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اور انہیں بیت اللہ شریف کی فضیلت بتائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہ میں عرض کی میرے مولا! حج کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرا گھر کہ جسے میں نے سب گھروں پر چن لیا ہے۔ میرا یہ حرم کہ جس کی تعمیر میرے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) نے کی ہے۔ روئے زمین کے چپے چپے سے لوگ یہاں یوں تلبیہ کہتے ہوئے آتے ہیں جس طرح ایک غلام اپنے آقا کو پکارتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہ العالمین! اس کا ثواب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کی نہ صرف مغفرت فرما دیتا ہوں بلکہ اس کے قریبی اور اس کے پڑوسیوں کے حق میں بھی اس کی شفاعت قبول فرمالیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ وہ کون ہیں؟ ان میں کچھ ایسے بھی تو ہوں گے جن کے نہ مال پاکیزہ اور نہ ہی دل صاف۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان میں سے نیکوں کی بدولت گنہگاروں کو بھی بخش دیتا ہوں۔

تجھے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں امیرالمؤمنین کی قیادت میں حج کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں داخل ہوکر حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوکر کہنے لگے اے حجر اسود نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ میں تو تجھے صرف اسی لئے بوسہ دے رہا ہوں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیرالمؤمنین! یوں نہ کہیے۔ یہ باذن الٰہی نفع دے سکتا اور نقصان بھی۔ اگر آپ قرآن پاک کے علوم کو نہ جانتے ہوتے تو میں آپ کو یہ کچھ نہ کہتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالحسن! قرآن پاک میں سے اس کا ثبوت کہاں ہے؟ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے ربّ

ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (اعراف: ۱۷۲)

نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا' کیا میں تمہارا ربّ نہیں، سب بولے کیوں نہیں۔

جب بنی آدم نے عبودیت کا اقرار کرلیا تو ان کے اقرار کو ضبط تحریر میں لاکر اسی پتھر کو بلایا گیا تھا۔ اس تحریر کو اس پتھر کے سپرد کردیا گیا لہٰذا یہ پتھر اللہ تعالیٰ کا امین ہے جو بندہ اپنے عہد بندگی کو پورا کرے گا۔ روز قیامت یہ پتھر اس کے حق میں اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ نے تمہاری پشتوں میں علم کے خزانے چھپا رکھے ہیں۔

پیدل حج کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی جب جاتی رہی تو فرمایا کرتے تھے مجھے سب سے زیادہ ندامت اس بات پر ہے کہ میں نے پیدل چل کر فریضہ حج ادا کیوں نہ کیا کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ (الحج: ۲۷)

وہ آئیں گے آپ کے پاس پا پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہوکر۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب مکۃ المکرمہ سے فاصلہ قریب ہو تو پھر پیدل حج کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ افضل ہے اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو پھر سواری ہی افضل ہے کیونکہ پیدل چلنے والا تھک جائے گا، اخلاقی کمزوری پیدا ہوگی۔ اگر کوئی ایسا خدشہ نہ ہو تو پھر پیدل چلنا ہی افضل و بہتر ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے حج کرنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ اونٹوں پر سوار لوگوں سے سلام، خچر و گدھوں پر سوار لوگوں سے مصافحہ اور پیدل چلنے والوں سے معانقہ (گلے ملنا) کرتے ہیں

راہ خدا اور راہ حج میں مرنے والا

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے جو مسلمان راہ خدا میں جہاد کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلتا ہے اگر وہ دورانِ راہِ جہاد سے پہلے ہی سواری سے گر کر گردن ٹوٹنے سے یا کسی زہریلے کیڑے کے ڈسنے سے یا طبعی موت مر جائے تو وہ شہید ہے۔

اور جو مسلمان حج بیت اللہ کیلئے چلے بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کو واجب فرما دیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگی:

یا الٰہ العالمین! فریضہ حج ادا کرنے والے اور جن کیلئے حاجی بخشش کی دعا مانگیں ان سب کی مغفرت فرمادے۔

افضل نماز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری مسجد میں نماز ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے افضل ہے۔

ایک اور حدیث مبارک ہے:

میری مسجد میں نماز ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ دوسری مسجدوں میں دس ہزار نمازیں ادا کرنے سے افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نماز ادا کرنے سے افضل ہے اور جہاد کے دوران نماز ادا کرنا دو لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ اس سے بھی افضل کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ کوئی شخص تاریک شب میں اٹھ کر اچھی طرح وضو کرے اور رضائے الٰہی کی خاطر دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔

اسلام کی بنیادیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱۔ یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے

رسول ہیں۔

۲- نماز ادا کرنا۔

۳- زکوٰۃ دینا۔

۴- روزے رکھنا۔

۵- بیت اللہ کا حج کرنا۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک حج کی بدولت تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

۱- حج کی وصیت کرنے والا۔

۲- وصیت پوری کرنے والا۔

۳- وصیت کرنے والے کی طرف سے حج کرنے والا۔

یہی حالت عمرہ و جہاد کی ہے۔

باب ۷۰

فضائلِ جہاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بندے کے پیٹ میں کبھی بھی راہ خدا میں نکلنے سے اٹھنے والی غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی بخل اور ایمان کسی بندے کے دل میں کبھی جمع ہو سکتے ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد میں ایک صبح یا شام گزارنا روئے زمین کی تمام نعمتوں سے افضل ہے۔ جہاد کی صف میں کسی آدمی کا کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک جہادی فوجی دستہ کی طرف روانہ کیا۔ اتفاق سے وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا چلو میں جمعۃ المبارک کی نماز حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ادا کر کے لشکر سے جا ملوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: عبداللہ! کیا بات ہے تم صبح اپنے ساتھی لشکریوں کے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے؟

عرض کرنے لگے کہ میں نے چاہا جمعۃ المبارک آپ ﷺ کی اقتداء میں ادا کر کے پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم روئے زمین کی ساری دولت بھی راہ خدا میں خرچ کر ڈالو تو صبح روانگی کی فضیلت نہ پا سکو گے۔

سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کا اجر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ساحل سمندر پر ایک شب سرحدوں کی حفاظت کیلئے قیام کرنا اپنے گھر میں مہینہ بھر کے روزوں اور راتوں کے قیام سے بہتر ہے اور جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے وصال کر جائے اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ فرما لیتا ہے۔ بڑے ہولناک دن کی ہولناکیوں سے بچا لیتا ہے۔ ہر شب و روز اس کا عمل تا قیامت جاری رکھا جاتا ہے، سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کی قبر کی زیارت کرنا قیامت تک کیلئے جہاد کے اجر کا درجہ رکھتی ہے۔

اسلام کیا ہے

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سنجیدہ اور باوقار گفتگو کرنا، کھانا کھلانا، سلام عام کرنا۔

عرض کیا گیا افضل ترین اسلام کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔

عرض کیا گیا افضل ترین نماز کونسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

طویل قیام والی نماز

عرض کیا گیا افضل ترین صدقہ؟ ارشاد فرمایا کم آمدنی والے کا اپنی محنت کی کمائی سے خرچ کرنا

عرض کیا گیا افضل ترین ایمان؟ ارشاد فرمایا صبر اور سخاوت

عرض کیا گیا افضل ترین جہاد؟ ارشاد فرمایا جس میں سواری بھی کٹ جائے اور اپنے خون کی ندیاں بھی بہ جائیں

عرض کیا گیا افضل ترین غلام؟ ارشاد ہوا جو زیادہ قیمت والا ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اڑنے والی غبار اور جہنم

کا دھواں کسی مسلمان آدمی کے نتھنے میں جمع نہیں ہو سکتے۔

روز قیامت رونے سے محفوظ آنکھیں

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ قیامت کے دن رو رہی ہو گی۔

۱۔ جو آنکھ دنیا میں خشیت الٰہی سے روئی۔

۲۔ جو آنکھ حرام پر پڑنے سے محفوظ رہی۔

۳۔ اور جو آنکھ راہ خدا میں جاگتی رہی۔

پہلے تین جنتی، پہلے تین جہنمی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر میری امت کے تین وہ شخص بھی پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کریں گے اور تین وہ بھی پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے یہ ہیں۔

۱۔ شہید۔

۲۔ غلام: دنیا کی غلامی نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے جسے باز نہ رکھا ہو۔

۳۔ عیالدار بھیک نہ مانگنے والا فقیر۔

سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین شخص یہ ہیں۔

۱۔ قابض حکمران۔

۲۔ مالدار اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کرنے والا۔

۳۔ متکبر و مغرور فقیر۔

بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا گیا کہ بہترین اعمال کون سے ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ اپنے وقت پر نماز ادا کرنا۔

۲۔ والدین سے حسن سلوک کرنا۔

۳- راہ خدا میں جہاد کرنا۔

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

۱- جس شخص نے راہ خدا میں ایک گھوڑا پال کر دیا اس کیلئے اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا اجر ہے۔

۲- جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تلوار دی روز قیامت تلوار اس حالت میں آئے گی کہ اس کی زبان ہو گی وہ قیامت کے دن ندا دے گی میں فلاں آدمی کی تلوار ہوں۔ آج کے دن تک اس کیلئے جہاد کرتی رہی۔

۳- جس نے ایک تیر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا وہ تیر اس کیلئے ذخیرہ بنتا رہتا ہے۔ اس کی پرورش کی جاتی رہتی ہے حتیٰ کہ روز قیامت مخلوق کے سروں پر جبل احد سے بھی بڑی جسامت میں آئے گا۔

۴- جو راہ خدا میں لڑنے والے مجاہد کو کوئی سواری دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کیلئے قیامت کے دن علم اور نشان بنا دے گا۔

۵- جو راہ خدا میں ایک ڈھال دے دے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس کیلئے جہنم سے بچنے کیلئے ڈھال بنا دے گا۔

۶- جسے راہ خدا میں ایک نیزے کا زخم لگا اس کیلئے اللہ تعالیٰ اسے اس کے سامنے نور بنا دے گا اور روز قیامت اس زخم سے کستوری کی مانند خوشبو آ رہی ہو گی جس سے ساری مخلوق معطر ہو جائے گی۔

۷- جس نے اپنے کسی مجاہد بھائی کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سربمہر خالص شراب (طہور) سے سیراب کرے گا۔

۸- جس نے راہ خدا میں جہاد کرنے والے مسلمان بھائی کی زیارت کی اس کیلئے ہر ہر قدم پر ایک نیکی، ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ہر ہر قدم پر ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

۹- جو راہ خدا میں ایک شب جاگتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے بہت بڑی

گھبراہٹ سے محفوظ فرمالیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تو راہ خدا میں نکلنے والے کسی لشکر کے ساتھ ہو تو اس کے پیچھے پیچھے چل کمزور سواریوں کو ہانکتا رہ، ڈرنے والوں کی ڈھارس بندھاتا رہ، تیرے لئے ان کا اجر بھی مقدر ہو جائے گا اور ان کے اجر میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

جنتی حوروں کی دعائیں

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔

جب راہ خدا میں لڑنے والے صف آراء ہوتے ہیں تو حورالعین آراستہ و پیراستہ ہو کر مجاہدوں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔

جب مجاہدین آگے بڑھتے ہیں تو کہتی ہیں الٰہ العالمین: ان کی مدد فرما، الٰہ العالمین! ان کی نصرت فرما۔

جب پیچھے ہٹنے لگیں تو حوریں بھی حجاب اوڑھ کر کہتی ہیں اللہ کریم انہیں بخش دے

جب مجاہد شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے پھر دو حوریں اتر کر اس کے چہرے سے غبار صاف کر دیتی ہیں۔

اے حبشی تیرے جذبے پر قربان جائیں

مذکور ہے کہ ایک حبشی شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں کہ میں ایک بدصورت اور بدبودار آدمی ہوں۔ کوئی خاندانی شرافت بھی قابل ذکر نہیں ہے۔ اگر میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو جنت میں جائے گا۔ اس حبشی نے فی الفور اسلام قبول کرلیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس بکریاں ہیں، میں ان کا کیا کروں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انہیں مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ کر کے آواز دو۔ یہ خود بخود اپنے گھر کی طرف لوٹ جائیں گی۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر گھمسان کے رن میں کود پڑا، جب جنگ ختم ہوگئی تو

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائیوں کو تلاش کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ حبشی فلاں وادی میں زخمی حالت میں پڑا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس حبشی کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ آج اللہ کریم نے تیرا چہرہ خوبصورت اور معطر بنا دیا ہے۔ تیرے خاندانی حسب و نسب کو کس قدر پاکیزہ کر دیا ہے وہ حبشی رو دیا۔ اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے چہرہ انور کو پھر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے آپ کو اس سے توجہ ہٹاتے ہوئے دیکھا! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس کی حور العین بیویاں اس کی طرف ایک دوسرے پر سبقت کرتی ہوئی دیکھیں کہ اسی دوران انکی پازیبیں بھی ظاہر ہو گئیں۔

غازیوں کی اقسام

مذکور ہے کہ غازیوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱- جہاد کیلئے سواریوں کی دیکھ بھال کرنے والے۔

۲- مجاہدین کی خدمت پر مامور۔

۳- عملی طور پر جہاد میں شرکت کرنے والے۔ (اجر میں یہ سب برابر ہیں)

ہاں افضل وہ ہے جو سواریوں کی دیکھ بھال بھی کرتے ہوں اور جہاد کے وقت جہاد میں شریک بھی ہو جاتے ہوں۔ پھر ان کا مرتبہ ہے جو مجاہدوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ میدان جہاد میں کافروں سے جنگ بھی کرتے ہوں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی قوم میں اجر عظیم کا مستحق قوم کا خادم ہوتا ہے۔

مر کے بھی جینے کی تمنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کوئی بندہ بھی آغوش موت میں چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا ٹھکانہ مل جانے پر کبھی دنیا میں لوٹ آنے کی تمنا نہیں کرتا اگرچہ اسے دنیا و مافیہا کی پیشکش ہی کیوں

نہ کی جائے لیکن شہید، شہادت کی فضیلت کے پیش نظر مر کے بھی تمنا کرتا ہے کہ اسے دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ پھر مجھے مرتبہ شہادت نصیب ہو۔

مجاہدین کیلئے اعزازات

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی اس آیت طیبہ:

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (الزمر ۶۸) تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں مگر جسے اللہ چاہے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان سے مراد شہدائے کرام ہیں جو تلواریں سونت کر عرش الٰہی کے اردگرد کھڑے ہوں گے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق تلواریں گلے میں ڈالے عرش کے اردگرد ہوں گے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو تین عادات عطا فرمائیں ہیں:

۱- جو راہ خدا میں مارا جائے وہ زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

۲- جو میدان جہاد میں فتح حاصل کر لے اسے اللہ کریم اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

۳- جو عرصہ دراز تک زندہ رہے اسے اللہ تعالیٰ عمدہ رزق عطا فرماتا ہے۔

شہادت کی آرزو میں شہادت کا اجر ہے

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور شہادت کی آرزو کی پھر وہ طبعی موت مر گیا تو اس کیلئے شہید کا اجر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت طیبہ:

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آل عمران: ۱۶۹) بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں رکھ دیں اور وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر و تفریح کرتے ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں چلے جاتے

ہیں جو عرش الٰہی کے ساتھ آویزاں ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹنی کے دوسری دفعہ دودھ دوہنے تک کے وقت کے دورانیہ جتنا جہاد کرلے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ جو شخص بارگاہ الٰہی سے سچے دل کے ساتھ شہادت کی تمنا کرتا ہے پھر وہ مرجائے یا قتل کر دیا جائے تو اس کیلئے شہید کا اجر ہے۔

اور جو شخص راہ خدا میں زخمی ہو جائے یا اسے پتھر بھی چب جائے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

چار آنکھوں کے سوا ہر آنکھ قیامت کے دن رو رہی ہوگی۔

۱- وہ آنکھ جو دوران جہاد پھوڑ دی گئی ہو۔

۲- وہ آنکھ جو خشیت الٰہی سے بہہ گئی۔

۳- وہ آنکھ جو راہ خدا میں جاگ کر رات گزارتی ہے۔

۴- وہ آنکھ جس نے مسلمانوں کے پیچھے لشکر کی حفاظت کرتے ہوئے رات گزاری۔

باب ۷۱

سرحدوں کی حفاظت کی فضیلت

حضرت ابوقلابہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک حدیث مبارکہ تم سے چھپاتا رہا۔ اور آج میں علی الاعلان تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ راہ خدا میں ایک دن سرحدوں کی حفاظت ایک ہزار روزے اور ایک ہزار راتوں کے قیام سے افضل ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ شرجیل بن سمط رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ سرزمین ایران کے ایک قطع میں سرحدوں کی حفاظت پر مامور تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے وہ یہ کہ۔

راہ خدا میں ایک دن سرحدوں کی حفاظت ایک مہینے کے روزے اور ایک ماہ کے قیام سے افضل ہے اور جو شخص سرحدوں کی حفاظت کے دوران وصال کر گیا اسے فتنہ قبر سے بچا لیا گیا۔ وہ قیامت تک کیلئے جو بھی عمل کرتا ہے اس کے ہر عمل کو بہترین انداز میں بڑھایا جاتا رہتا ہے۔

رضوان اکبر کا حقدار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جس نے راہ خدا میں ایک مرتبہ اللہ اکبر کہا وروزِ قیامت اس کے میزان عمل میں ایک ایسی چٹان کی طرح ہوگا جو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے ان سب سے وزنی ہو گا۔

اور جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ بلند آواز سے کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے عوض اس کیلئے رضوان اکبر لکھ دیتا ہے اور جس کیلئے رضوان اکبر لکھا جائے اللہ تعالیٰ اس کو نبی کریم ﷺ، حضرت ابراہیم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ جمع فرمائے گا۔

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رضوان اکبر کیا ہے اس بارے علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں:

بعض کے نزدیک اس سے مراد دیدارِ الٰہی ہے۔

بعض کے نزدیک رضوان اکبر ایسی رضائے الٰہی ہے جس کے بعد کبھی ناراضی نہ ہوگی۔

مجاہد کی نیند

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر خدمت ہوکر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرکے مجاہدین کے عمل کو پانا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں کیا کروں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے پاس کیا مال ہے؟ اس نے عرض کی چھ ہزار درہم۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو سب کچھ بھی صدقہ کردے تب بھی غازی فی سبیل اللہ کی نیند کے برابر نہ ہوگا۔

مجاہد کے اجر کا تسلسل

حضرت محمد بن مقاتل العبادانی علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ کہا جاتا ہے:

جو شخص سرحدوں کی حفاظت کے دوران اپنا سر منڈوا کے بالوں کو دفن کردے جب

تک بال دفن رہیں گے تب تک اسے سرحدوں کا اجر برابر ملتا رہے گا اور دفن کئے ہوئے بال کبھی بوسیدہ نہیں ہوتے۔

مجاہد

حضرت عثمان بن عطاء علیہ الرحمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی حویلی میں داخل ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس غلام آزاد کئے۔ وہ آدمی بڑا متعجب ہوا کہ اس قدر سخاوت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کیا میں تجھے اس سے بھی افضل عمل نہ بتاؤں؟ اس نے کہا کہ ہاں بتاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار جہاد کیلئے چلا جا رہا رہا ہو اس کا کوڑا اس کی انگلی میں لٹک رہا ہو، اونگھ آئے اور کوڑا گر جائے، کوڑا گرنے سے وہ پریشان ہو جائے تو اس کا یہ پریشان ہونا، میرے تیس غلام آزاد کرنے کے عمل سے بہتر ہے جو تو نے ابھی دیکھا۔

پل صراط سے ہوا کی طرح گزر

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اپنی اسناد کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ روز قیامت کچھ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا جو پل صراط پر سے ہوا کی طرح گزر جائیں گے نہ ہی ان کا حساب و کتاب ہوگا اور نہ ہی عذاب۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں سرحدوں کی حفاظت کے درمیان موت آ گئی ہوگی۔

مر کے بھی سلسلہ اجر ختم نہیں ہوتا

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چار قسم کے لوگوں پر ان کے اجر کا سلسلہ ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

۱- جو راہ خدا میں سرحدوں کی حفاظت کرتے مارا گیا۔

۲- جو تعلیم سکھاتے وصال کر گیا اس کے سکھائے ہوئے علم پر جب تک عمل ہوتا رہے سلسلہ اجر جاری رہتا ہے۔

۳- اپنے مال میں سے جو شخص صدقہ جاریہ کر جائے۔

۴- نیک اولاد چھوڑ جانے والا جو اس کیلئے دعا مانگتی رہے۔

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے فقیہ ابوجعفر سے سنا وہ ابوالقاسم وہ نصیر اور وہ ابومطیع علیہ الرحمہ سے ذکر کرتے تھے کہ جن سرحدوں کی فضیلت میں یہ روایت آئی ہے ان سے مراد وہ سرحدیں ہیں جن کے پیچھے اسلام نہ ہو۔

حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمن کسی جگہ پر ایک مرتبہ حملہ کر دے تو یہ جگہ چالیس سال تک کیلئے سرحد ہے، جب دو مرتبہ حملہ ہوا تو ایک سو بیس سال تک کیلئے سرحد اور اگر تین مرتبہ حملہ ہو تو قیامت تک کیلئے سرحد ہے۔

باب ۲ے

تیراندازی اور شہسواری کی فضیلت

حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیراندازی کی مشق کیا کرتا تھا۔ایک دن میں نہ آسکا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تونے کس لئے تاخیر اور غیر حاضری کی؟ میں نے عذر بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ حدیث مبارک نہ سناؤں جو میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور وہ حدیث مبارک تمہارے لئے تیراندازی سیکھنے میں معاون ثابت ہوگی میں نے کہا کیوں نہیں ضرور سنائیں۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمادیتا ہے۔

۱۔ تیراندازی کرنے والا۔

۲۔ حصول ثواب کی خاطر تیر بنانے والا۔

۳۔ تیراندازی شعبہ کو مضبوط کرنے والا۔

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تیراندازی سیکھو اور شہسوار بنو۔

تیراندازی سیکھنا تمہارے لئے میرے نزدیک گھڑسواری سیکھنے سے بہتر و پسندیدہ ہے۔مومن کیلئے ہر کھیل بے فائدہ ہے۔سوائے تین قسم کی کھیلوں کے۔

۱۔ اپنی قوم سے تیراندازی سیکھنا۔

۲۔ گھڑسواری سیکھنا۔

۳۔ اہل خانہ (اہلیہ) سے کھیل کود کرنا۔

یہی کھیل درست ہیں۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو مکتوب لکھا کہ اپنی اولاد کو تیرا کی، تیر اندازی اور گھڑ سواری سکھاؤ اور انہیں ٹھیک ٹھیک نشانہ بازی کا حکم دو۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اچھلتی ہوئی سواری پر دو نشانوں کے درمیان دوڑتے ہوئے دیکھا۔

تیر انداز کیلئے دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر پھینکو۔

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں تیر اندازی کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا کہ فداك اَبـي وامـي کیونکہ وہ تیر انداز تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اللہ العالمین! سعد کا نشانہ ٹھیک بیٹھے اور اس کی دعائیں قبول ہوں۔

گھوڑوں کی پیشانیاں بابرکت ہیں

حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

اونٹ اپنے مالک کے لیے نشانِ عزت ہے، بکریاں خیر و برکت کی موجب اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں تاقیامت خیر و برکات کی علامات ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ گھوڑوں کی پیشانی میں عزت اور بیلوں کی دموں میں ذلت ہے۔

یعنی جب لوگ جہاد میں مشغول ہوں گے تو اس میں اسلام کی عزت ہے اور اگر جہاد سے منہ موڑ کر بیلوں کے پیچھے (کھیتی باڑی کیلئے ہل چلانے میں مشغول) ہو جائیں گے تو ذلت مقدر بن جائے گی۔

تیراندازی نہ چھوڑنا

حضرت عمرو بن عینیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا وہ (اجر میں) غلام آزاد کرنے والے کی طرح ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم پر روئے زمین فتح ہو جائے مشقتوں کا دروازہ بند ہو جائے لیکن تم میں سے کوئی شخص تیراندازی سے منہ نہ موڑے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نشانہ بازی کیلئے تیر پھینکنا دشمن پر تیر پھینکنے کی طرح ہے۔ تیر اٹھا کر لانے والے کیلئے ہر قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔

چار چیزوں میں خوددار نہ بنو

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے منبر مبارک پر قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال ٦٠) اور ان کیلئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ قوت سے مراد تیراندازی ہے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا:

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے تیراندازی سیکھ لینے کے بعد پھر اسے چھوڑ دیا تو اس نے ایک سنت کو ترک کر دیا۔

ایک اور حدیث مبارک ہے کہ اس نے ایک نعمت ترک کر دی، کہا جاتا ہے کہ شریف آدمی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ چار چیزوں کے بارے خوددار بن جائے گو کہ وہ حکمران ہی کیوں نہ ہو۔

۱- والدین کیلئے اپنی مجلس میں کھڑے ہونا۔

۲- مہمانوں کی خدمت و مہمانداری کرنا۔

۳- گھڑسواری کرنا۔

۴- جس سے علم کی دولت حاصل کی ہو اس کی خدمت واحترام کرنا۔

باب ۴۳ے

جہاد کے آداب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دشمن کا سامنا کرنے کی آرزو نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امن وعافیت مانگو، جب دشمن سے آمنا سامنا ہو جائے تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

مجاہد کی دس خصلتیں

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہتا ہے کہ سچا غازی اور سنت کے مطابق مجاہد فی سبیل اللہ بن جائے اسے چاہیے کہ وہ دس خصلتوں کی محافظت کرے۔

۱- ماں باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد پر نہ جائے۔

۲- امانت الٰہیہ کا بوجھ اپنی گردن سے اتار رکھے یعنی نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ پر کامل طور پر عمل پیرا ہو۔ لوگوں کی امانتوں کا بوجھ ظلم، غیبت، جھوٹی باتیں وغیرہ سے بھی عہدہ برآ ہو۔

۳- جتنی دیر جہاد میں گزارنا ہو اتنے دورانیہ کیلئے اہل خانہ کو نان ونفقہ فراہم کر کے جائے۔

۴- نان ونفقہ رزق حلال سے ہو کیونکہ اللہ جل شانہ پاکیزہ رزق کو ہی قبول فرماتا ہے۔

۵- اپنے امیر کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اگرچہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

۶- اپنے ہم سفر رفقاء کے حقوق کی پاسداری کرے جب ملے تو خندہ پیشانی سے پیش آئے، ان پر خرچ کرنے سے گریز نہ کرے، بیمار ہو جائے تو تیمارداری کرے، کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کی ضرورت پوری کرے۔

۷- دوران راہ کسی مسلمان اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو اذیت دے جس سے کوئی معاہدہ ہو چکا ہے۔

۸- لشکر سے بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔

۹- مال غنیمت میں کسی قسم کی کھوٹ نہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران ۱۶۱) اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا۔

۱۰- شریک جہاد ہونے کا مقصد دین اسلام کی عزت و سربلندی اور مسلمانوں کی تائید و نصرت ہو۔

غازی کے مناسب خصلتیں

مناسب ہے کہ دوران جنگ غازی کیلئے دس خصلتیں ہونی چاہئیں۔

۱- شیر جیسا دل ہو بزدلی کا مظاہرہ نہ کرے۔

۲- چیتے کا سا غرور ہو اپنے دشمن کیلئے عاجزی کا اظہار نہ کرے۔

۳- ریچھ کی سی بہادری ہو جو تمام اعضاء سے حملہ کرتا ہے۔

۴- خنزیر کا سا حملہ ہو جب وہ حملہ کرتا ہے تو پیٹھ نہیں پھیرتا۔

۵- بھیڑیئے کا سا وار ہو کہ جب وہ ایک طرف سے مایوس ہو جائے تو دوسری طرف سے وار کرتا ہے۔

۶- بوجھ اٹھانے میں چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے وزن سے کئی گنا وزن اٹھاتی ہے۔

۷- ثابت قدمی میں پتھر کی طرح ہو جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔

۸- صبر میں گدھے کی طرح ہو جب وہ بوجھ اٹھاتا ہے تو تلواروں کی ضربیں اور نیزوں

کی انیوں کی بھی پروا نہیں کرتا۔

۹- وفا میں کتے کی طرح ہو اگر کتے کا مالک آگ میں کود جائے تو کتا بھی اس کے پیچھے آگ میں کود جاتا ہے۔

۱۰- موقعہ کی تلاش میں مرغ کی طرح ہو اور شکست کھا جانے کی صورت میں لومڑی کی طرح مکاری کر جائے۔

باب ۴۷

فضائل اُمتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مجھے بھی اُمتِ مصطفیٰ ﷺ میں سے بنا دے

حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی:

یا الٰہ العالمین: میں نے تورات کی تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پایا ہے جو شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قابل قبول ہو گی، انہیں میری امت بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ تو میرے مصطفیٰ کریم ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: الٰہ العالمین! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر دیکھا ہے جن کیلئے پانچوں نمازیں ان کے گناہوں کا کفارہ بنیں گی، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے محبوب کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میں نے تورات میں ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے جو گمراہوں کو قتل کریں گے بلکہ بھینگے دجال کو بھی قتل کریں گے، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے آخری نبی ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پایا ہے جو پانی اور مٹی سے طہارت کریں گے، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے پیارے نبی ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میرے مولا: میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے جو صدقات دیں گے، صدقات کھائیں گے حالانکہ پہلی امتوں میں تو صدقات کی قبولیت یہ ہوتی کہ اسے آگ کھایا کرتی تھی، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے نبی مکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: الہ العالمین! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پایا ہے جب ان میں کوئی نیکی کا ارادہ کرے گا تو محض ارادے سے ہی ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج ہو جائے گی اور اگر اس عمل کو بجالائے تو دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زائد ثواب اس کیلئے نامہ اعمال میں درج ہو جائے گا اور جب گناہ کا ارادہ کرے گا تو اسوقت تک گناہ نہیں لکھا جائے گا جب تک گناہ کر نہ لے اور اگر کر لے تو ایک گناہ کے جرم میں ایک گناہ ہی لکھا جائے گا۔ میرے مولا، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے مصطفیٰ کریم ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: یارب العالمین! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے جس امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے نبی آخرالزماں ﷺ کی امت ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ہی مروی ہے لیکن ان کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: یارب العالمین: میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر موجود پایا ہے جو بہترین امت ہوگی، اچھائی کا حکم اور برائی سے منع کرے گی، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے محبوب نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: یا الہ العالمین! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پایا ہے جو سب کے آخر میں آئے گی اور روز قیامت سب پر سبقت لے جائے گی، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: یا اللہ میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پایا ہے ان کی کتاب ان کے سینوں میں بھی محفوظ ہوگی اور وہ دیکھ کر بھی پڑھیں گے، انہیں میری امت بنا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وہ تو میرے محبوب رسول ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: الٰہ العالمین! اگر اس مبارک امت کو میری امت نہیں بناتا تو پھر مجھے اس امت مصطفیٰ ﷺ میں شامل فرما دے۔ گویا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام امت مصطفیٰ ﷺ میں سے ہونے کی تمنا و آرزو کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ:

يَامُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ. (اعراف ۱۴۴)

اے موسیٰ: میں نے سرفراز کیا تجھے تمام لوگوں پر اپنی پیغامبری سے اور اپنے کلام سے اور لے لو جو میں نے دیا تمہیں اور ہو جاؤ شکر گزار بندوں سے۔

وَمِن قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ. (اعراف ۱۵۹)

اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام راضی ہو گئے۔

حضرت مقاتل بن حبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے شب اسریٰ کا دولہا بنایا گیا آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حجاب اکبر کے پاس جا کر رک گئے، کہنے لگے:

اے محمد مصطفیٰ ﷺ آپ آگے تشریف لے جائیں۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! نہیں بلکہ آپ بھی آگے چلیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کہنے لگے اے محبوب خدا: اس جگہ سے آگے بڑھنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ آپ کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے زیادہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں آگے بڑھا تو سونے کے ایک تخت کو دیکھا جس پر جنتی ریشم کا بچھونا تھا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے پیچھے سے کہا: اے محبوب خدا! اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف فرما رہا ہے۔ آپ بغور سنیں کلام آپ کو گھبراہٹ میں نہ ڈال دے۔

میں نے اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے کہا:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ

ایمان لایا یہ (رسول کریم) اس (کتاب) پر جو اتاری گئی اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا: بلکہ میرے مولا: میں تجھ پر بھی ایمان

لایا اور

وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

اور (ایمان لائے) یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو (نیز کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے سی میں اس کے رسولوں سے۔

جیسا کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان فرق کیا اور عیسائیوں نے بھی ان کے درمیان فرق کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی اس کو اجر ملے گا جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو (برا عمل) اس نے کمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور مانگو آپ کو عطا کیا جائے گا میں نے کہا:

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

ہم طالب ہیں تیری بخشش کے اور تیری طرف ہی ہمیں لوٹنا ہے۔

یعنی ہمارے گناہوں کی بخشش فرما ہم نے روز قیامت لوٹ کر تیری طرف ہی آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے تجھے اور تیری امت میں سے وہ لوگ جنہوں نے میری وحدانیت کا اقرار کیا اور تیری نبوت کی تصدیق کی سب کو بخش دیا اور مانگو آپ کو عطا کیا جائے گا۔

میں نے کہا: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تیرے لئے اعزاز ہے میں تیری امت میں سے ان لوگوں کا مؤاخذہ نہیں کروں گا جن سے بھول ہوگئی یا وہ کوئی خطا کر بیٹھیں یا کسی کام پر انہیں مجبور کیا جائے پھر ارشاد فرمایا کہ اور مانگو آپ کو عطا کیا جائے گا۔

میں نے کہا: رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا

اے ہمارے ربّ نہ ڈال ہم پر وہ بھاری بوجھ جیسے تو نے ڈالا ان پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔

کیونکہ بنی اسرائیل جب کوئی گناہ کرتے تو اللہ تعالیٰ کسی پاکیزہ وعمدہ چیز کو ان پر حرام فرمادیتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (النساء: ۱۶۰)

سو بوجہ ظلم ڈھانے یہود کے ہم نے حرام کردیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور سوال کریں آپ کو عطا کیا جائے گا۔

میں نے کہا: رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

اے ہمارے پروردگار: نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں قوت نہیں، کیونکہ میری امت بڑی کمزور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تجھے عطا ہوا اور بھی کچھ مانگ۔

میں نے کہا: وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (البقرہ: ۲۸۶)

اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر تو ہی ہمارا دوست (مددگار) ہے تو مدد فرما ہماری کفار قوم پر۔

ارشاد ہوا: یہ بھی آپ کو عطا فرمادیا گیا۔

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ (الانفال: ۶۵)

اگر ہوں تم سے بیس آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر۔

حضور اکرم ﷺ کے پانچ امتیازات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا و مولیٰ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسے امتیازات عطا کیے گئے جو مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔

۱- مجھے سرخ و سیاہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

۲- میرے لئے روئے زمین کو مسجد اور قابل طہارت بنا دیا گیا۔

۳- ایک مہینہ کی مسافت سے میرا رعب دشمنوں پر ڈال دیا گیا۔

۴- میرے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دے دیا گیا۔

۵- مجھے اذن شفاعت عطا ہوا وہ میں نے اپنی امت کیلئے محفوظ کر لیا۔

افضل الانبیاء حضور نبی کریم ﷺ

حضرت ابوجعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے بیان کیا جاتا ہے کہ کسی یہودی کے ذمہ ان کا کوئی حق تھا اس کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی! قسم ہے مجھے اس ذات کبریا کی جس نے ساری نسل انسانیت پر حضرت ابوالقاسم ﷺ کو چن لیا ہے۔ آج میں اپنا حق لئے تمہیں جانے نہیں دوں گا۔ یہودی نے کہا نہیں، اللہ تعالیٰ نے ابوالقاسم ﷺ کو نہیں چنا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا بازو فضا میں لہرایا اور یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کر دیا۔ یہودی نے کہا کہ اب میرا اور تیرا فیصلہ ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی فرمائیں گے۔ دونوں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ یہودی عرض کرنے لگا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری نسل انسانیت پر شرف عطا فرمایا ہے جبکہ میں کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کو ساری نسل انسانیت پر شرف عطا نہیں کیا گیا۔ اسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر! تو نے جو تھپڑ اسے مارا ہے اسے راضی کر لے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے یہودی! ہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو حبیب اللہ بنایا ہے۔

ہاں اے یہودی! اللہ تعالیٰ کے دو نام کہ ان ناموں پر میری امت کے نام بھی رکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک السلام ہے۔ اسی مناسبت سے میری امت مسلمین کہلائی۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام المؤمن ہے اسی مناسبت سے میری امت کو مؤمنین کہا جاتا ہے۔

اے یہودی! میں نے دن مانگ تو اسے ہمارے لئے نیکیوں کا ذخیرہ بنا دیا گیا یعنی جمعۃ المبارک کا دن ہمارے لئے، اس کے بعد والا دن تمہارے لئے اور اس کے بعد کا دن نصاریٰ کیلئے ہے۔

اے یہودی! تم پہلے آئے ہم آخر میں لیکن روز قیامت میری امت تمام پر سبقت لے جائے گی۔

اے یہودی! جب تک میں جنت میں نہ چلا جاؤں سب انبیاء کرام پر جنت حرام ہوگی اور جب تک میری امت داخل نہ ہوگی تب تک تمام امتوں کیلئے جنت میں داخلہ حرام ہوگا۔

امت مصطفیٰ ﷺ کیلئے اعزاز

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اس امت کو تین ایسے اعزازات عطا فرمائے ہیں جو انبیاء کرام کو عطا کیے گئے تھے۔

پہلا اعزاز

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس کی امت پر گواہ بنایا ہے اس امت کو تمام لوگوں پر گواہ۔

دوسرا اعزاز

انبیاء کرام کیلئے حکم ہوا ہے یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المومنون ۵۱)

اے (میرے) پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔

اور اس امت کیلئے ارشاد فرمایا گیا: كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

تیسرا اعزاز

ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے اس امت کیلئے بھی ارشاد فرمایا

اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

امت مصطفیٰ ﷺ کیلئے پانچ انعام

مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس امت کو پانچ انعامات سے نوازا ہے۔

۱۔ اس امت کو کمزور وضعیف پیدا کیا گیا تا کہ تکبر نہ کرے۔

۲۔ چھوٹے قد میں پیدا کیا گیا تا کہ کھانے، پینے اور لباس کی مشقت ان پر کم ہو۔

۳۔ عمریں مختصر رکھیں تا کہ گناہوں کا سلسلہ دراز نہ ہو۔

۴۔ فقیر اور قلیل المال بنایا تا کہ آخرت میں حساب کم دینا پڑے۔

۵۔ آخری امت بنائی تا کہ قبر کی تاریک کوٹھڑی میں زیادہ وقت نہ گزرے۔

امت مصطفیٰ ﷺ پر حضرت آدم علیہ السلام کی گواہی

مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ ﷺ کو چار ایسی کرامات عطا کیں جو مجھے بھی عطا نہ ہوئیں۔

۱۔ میری توبہ مکۃ المکرمہ میں قبول ہوئی جبکہ امت محمد مصطفیٰ ﷺ جہاں بھی توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

۲۔ میں نے لباس پہنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی ہوگئی، مجھ سے جنتی لباس واپس لے کر بے لباس کر دیا گیا۔ امت مصطفیٰ ﷺ برہنہ ہو کر بھی گناہ اور نافرمانی کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے لباس بھی پہناتا ہے اور ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کی پردہ پوشی بھی۔

۳۔ جب مجھ سے احکام الٰہی میں کوتاہی ہوگئی تو میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی

ڈال دی گئی۔ امت محمد مصطفیٰ ﷺ نافرمانی کرتی ہے لیکن ان کی بیویوں کے درمیان کوئی جدائی نہیں ڈالی جاتی۔

۴۔ جب مجھ سے حکم الٰہی کے خلاف ہو گیا تو مجھے جنت سے نکل آنے کا حکم مل گیا جبکہ امت محمد مصطفیٰ ﷺ جنت سے باہر نافرمانی کرتی ہے توبہ کر کے پھر جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔

امت مصطفیٰ ﷺ کیلئے عبادتوں کا ثواب

حضرت مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مہاجرین و انصار کے ساتھ تشریف فرما تھے یہودیوں کی ایک جماعت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا محمد صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ سے ان کلمات کے بارے پوچھنا چاہتے ہیں جو اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے اور وہ کلمات انبیاء ورسل اور ملائکہ مقربین کو عطا ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پوچھو! انہوں نے کہا ہمیں ان پانچ نمازوں کے متعلق بتائیں جو اللہ جل شانہ نے اپنی امت پر فرض فرمائی ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ظہر کی نماز: جب سورج ڈھل جاتا ہے تو ہر چیز اپنے ربّ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

عصر کی نماز: یہ وہ گھڑی ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھایا تھا۔

مغرب کی نماز: اس گھڑی میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اس وقت مومن حصول ثواب کیلئے نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

عشا کی نماز: یہ نماز مجھ سے پہلے رسولان معظم بھی ادا کرتے رہے۔

فجر کی نماز: جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ کافر اللہ تعالیٰ کے سوا اس وقت اُسے سجدہ کرتے ہیں۔

یہودی کہنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ یہ

نمازیں پڑھنے والوں کیلئے کیا ثواب ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز ظہر کے وقت میں تو جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے جو اہل ایمان یہ نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی بدولت روز قیامت اس پر نار سموم کو حرام کر دیتا ہے۔

نماز عصر کے وقت میں حضرت آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تھا اس وقت میں پڑھی جانے والی نماز انسان کو گناہوں سے یوں پاک کر دیتی ہے جیسے دنیا میں اس نے آج ہی جنم لیا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى (البقرہ: ۲۳۸) پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی۔

مغرب کی نماز کے وقت میں ایسی گھڑی ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حصول ثواب کی نیت سے اس وقت پڑھی جانے والی نماز کے بعد بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جو بھی مانگے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

جہاں تک نماز عشاء کی ادائیگی میں ثواب کا تعلق ہے یاد رکھو، قبر ایک تاریک کوٹھڑی ہے، روز قیامت بھی تاریک ہے جو شخص شب تاریک میں نماز عشاء کی ادائیگی کیلئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کو حرام کر دیتا ہے اور اسے روز قیامت ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں وہ پل صراط کو عبور کر لے گا۔

نماز فجر کی باقاعدہ ادائیگی کا تو یہ عالم ہے جو صاحب ایمان چالیس دن تک باجماعت نماز فجر ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے دو براتیں لکھ دیتا ہے ایک جہنم سے آزادی اور دوسری منافقت سے آزادی۔

یہودیوں کی جماعت نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ اچھا یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر تیس روزے کس لئے فرض فرمائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو تیس دن کے برابر تک پھل ان کے پیٹ میں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد پر تیس دن تک کیلئے بھوک

کو لازم کر دیا اور راتوں میں اپنی مخلوق پر فضل و کرم فرماتے ہوئے کھانے کی اجازت دی۔
یہودیوں کے وفد نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔
ہمیں یہ ارشاد فرمائیں کہ آپ ﷺ کی امت کیلئے روزوں کا ثواب کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی حصول ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے ایک ماہ کے روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سات اعزازات عطا فرما دیتا ہے۔

۱- حرام گوشت اس کے جسم سے جھڑ جاتا ہے۔

۲،۳- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کا قرب اور اعمال صالحہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

۴- بھوک اور پیاس سے اسے امن نصیب ہوتا ہے۔

۵- عذاب قبر میں تخفیف نصیب ہوتی ہے۔

۶- روز قیامت ایسا نور نصیب ہوگا کہ وہ پل صراط سے گزرنے میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے گا۔

۷- جنت الفردوس میں اعزازات کی بارش اس پر ہو جائے گی۔

یہودیوں کے وفد نے کہا: کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا، ہمیں یہ بتائیں کہ انبیائے کرام پر آپ ﷺ کی فضیلت کیا ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک مخصوص دعا عطا کی۔ ہر نبی نے اپنی قوم پر ہلاکت کیلئے اپنی دعا کو استعمال کر لیا۔ میں نے اپنی دعا آخرت کیلئے ذخیرہ کر لی ہے۔ وہ دعا میں اپنی امت کیلئے شفاعت کے طور پر استعمال کروں گا۔

یہودیوں نے کہا آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ:

اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

امت مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہر ہر نماز کا اجر بے حساب

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے موسیٰ: میرے محبوب احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت دو رکعتیں ادا کرے گی اور وہ دو

رکعتیں فجر کی نماز کی ہوں گی جو بھی ان رکعتوں کو ادا کرے گا میں اس کے شب و روز کے گناہوں کو معاف کر کے اسے اپنی پناہ میں لے لوں گا۔

اے موسیٰ: میرے محبوب نبی کریم ﷺ اور ان کی امت چار رکعتیں ادا کرے گی جو کہ چار رکعتیں ظہر کی نماز کی ادا ہوں گی تو میں انہیں پہلی رکعت کے عوض مغفرت، دوسری کے عوض میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری، تیسری کے عوض تسبیح و استغفار کرنے والے ملائکہ کے سپرد اور چوتھی کے عوض ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول کر حورالعین کی توجہ کا مرکز انہیں بنا دوں گا۔

اے موسیٰ: چار رکعتیں نماز عصر کی جو وہ ادا کریں گے تو ادا کرنے والوں کو یہ اعزاز عطا کروں گا کہ آسمان و زمین میں کوئی فرشتہ ایسا نہ ہوگا جو ان کیلئے بخشش و مغفرت کی دعا نہ کرے اور جس کیلئے فرشتے مغفرت کی دعا کر دیں۔ میں انہیں عذاب نہیں دیتا۔

اے موسیٰ: تین رکعتیں مغرب کی جو ادا کرے گا جب سورج غروب ہو چکا ہوگا تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دوں گا۔ وہ جو بھی سوال میری بارگاہ میں کریں گے میں انہیں ضرور عطا فرماؤں گا۔

اے موسیٰ: میرے حبیب مکرم احمد مجتبیٰ نبی کریم ﷺ اور ان کی امت شفق کے غروب ہونے پر چار رکعتیں ادا کریں گے اور ان چار رکعتوں کی ادائیگی ان کیلئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگی اور ان رکعتوں کی برکت سے وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے ان کی ماں نے انہیں آج ہی جنم دیا ہو۔

اے موسیٰ: میرے محبوب نبی کریم ﷺ اور ان کی امت وضو کرے گی۔ میرے حکم اور میرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کرنے والے ہر شخص کے وضو کے ہر ہر قطرے کے عوض انہیں وہ جنت عطا فرماؤں گا جس کی چوڑائی آسمانوں و زمین جتنی ہے۔

اے موسیٰ: میرے محبوب نبی کریم ﷺ اور ان کی امت ہر سال ایک مہینہ کے روزے رکھیں گے اور وہ مہینہ ماہ رمضان المبارک ہوگا۔ تو میں انہیں ہر دن کے روزے کے

بدلے جنت میں ایک شہر عطا کروں گا اور انہیں ہر نفلی نیکی کا ثواب فرضوں کے برابر عطا کروں گا اور اس ماہ مبارک کی ایک شب، شب قدر انہیں عطا کروں گا جو اس شب صدق دل اور گناہوں پر نادم ہو کر ایک مرتبہ توبہ کرلے تو اگر وہ اسی شب یا اسی ماہ میں وصال کر گیا تو اسے میں تیس شہیدوں کا اجر عطا فرماؤں گا۔

اے موسیٰ: میرے حبیب مکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں ایسے بھی مردان باصفا ہوں گے جو ہر بلندی پر چڑھتے وقت لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیں گے۔ ان کیلئے جزا انبیائے کرام کی سی جزا ہوگی۔ میری رحمت ان کیلئے واجب ہو جائے گی۔ میرے غضب سے کوسوں دور ہوں گے۔ جب تک وہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتے رہیں گے ان میں سے کسی پر بھی توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔

روز قیامت امت مصطفیٰ ﷺ کی گواہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ روز قیامت سب سے پہلے بارگاہ الٰہی میں حساب وکتاب کیلئے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو طلب کیا جائے گا پھر حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ میں نے جو پیغام رسالت دے کر تمہیں بھیجا تھا کیا تم نے وہ پیغام میری مخلوق کو پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے۔ ہاں میرے مولا: میں نے وہ پیغام پہنچا دیا تھا، پھر قوم نوح سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ قسم بخدا ہمارے پاس کوئی پیغام نہیں آیا۔ اگر تو نے انہیں ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہوتا تو ہم ضرور آیتوں کی اتباع بھی کرتے اور احکام پر عمل پیرا ہو کر ہم مومن بھی بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے نوح: ان کا خیال ہے کہ ان کے پاس تو نے میرا پیغام نہیں پہنچایا تو کیا تمہارے پاس اپنے حق میں کوئی گواہ ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے کہ ہاں (بالکل گواہ ہے) پوچھا جائے گا کون گواہ؟ حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ گواہ امت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر امت مصطفیٰ ﷺ کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا تو امت نبی کریم ﷺ کہے گی ہم گواہی

دیتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو پیغام رسالت پہنچا دیا تھا، قوم نوح کہے گی تم کیسے گواہی دیتے ہو حالانکہ ہم پہلی امت اور تم آخری امت تھے؟ امت نبی کریم ﷺ کہے گی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسولِ مکرم ﷺ کو بھیجا تھا، ان پر کتاب مبین نازل فرمائی تھی اسی کتاب مبین میں تمہاری خبر دی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم آخری امت بن کر آئے لیکن روز قیامت ہم سب سے پہلے ہوں گے۔ ایسے ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

اور اسی طرح ہم نے بنا دیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور (۔ ہمارا) رسول تم پر گواہ ہو۔

باب ۷۵

خاوند کے حقوق

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگا میں آپ ﷺ پر اسلام لانا چاہتا ہوں، مجھے کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا، تو کیا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا آپ ﷺ اس درخت کو حکم دیں کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس درخت کو جا کے کہو کہ تمہیں محبوب خدا ﷺ بلا رہے ہیں۔ وہ شخص گیا اور درخت سے جا کر کہا تمہیں اللہ تعالیٰ کے رسول بلا رہے ہیں۔ درخت نے حکم رسول سنتے ہی دائیں، بائیں آگے پیچھے ہلنا شروع کر دیا۔ جڑیں اکھڑیں اور وہ اپنی جڑوں اور شاخوں سمیت خود کو لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو گیا اور حضور کی بارگاہ میں آداب سلام بجا لایا۔ اعرابی نے کہا بس میرے لئے یہی کافی ہے، میرے لئے یہی کافی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے درخت کو حکم دیا وہ اپنی جگہ واپس لوٹ گیا اور خود کو وہاں جا کر برابر کھڑا کر لیا۔ اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت دیجئے میں آپ ﷺ کے سر اقدس اور قدمہائے مبارک کو بوسہ دوں؟ نبی کریم ﷺ نے اجازت دی تو اس نے سر اقدس اور قدمہائے مبارک کو بوسہ دیا۔

پھر اسی اعرابی نے عرض کیا آپ ﷺ مجھے اپنے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتے

ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں نہ مجھے اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہے۔ اگر مخلوق میں سے کسی کو میں سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کا حق تعظیم بجالانے کیلئے اسے سجدہ کرے۔

خاوند کی اجازت ضروری ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ عرض کرنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایک بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: (حق زوجیت کی ادائیگی کیلئے مرد بلائے تو) عورت خود کو منع نہ کرے، اگرچہ کجاوے پر ہی سوار کیوں نہ ہو، رمضان المبارک کے سوا خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اجر شوہر کیلئے ہوگا اور گناہ بیوی کے ذمہ۔

خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے اگر از خود گھر سے باہر نکلے گی تو رحمت اور عذاب کے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہیں گے جب تک واپس گھر لوٹ نہ آئے۔

خاوندوں کیلئے دعائیں مانگو

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

روز قیامت عورت سے سب سے پہلے نماز کے بارے پوچھا جائے گا پھر خاوند کے حقوق بارے سوال ہوگا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے بھاگ جائے تو جب تک وہ واپس نہیں آتی اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ پھر واپس آ کر اپنے شوہر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر یوں کہے کہ میرے اس فعل پر جو چاہے تو کر گزر۔

اسی طرح عورت جب نماز پڑھ کر اپنے شوہر کیلئے دعا نہیں مانگتی تو اس کی نماز اس

وقت تک قبول نہیں کی جاتی جب تک نماز کے بعد شوہر کیلئے دعا نہ مانگے۔

منیٰ کا خطبہ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تمہارے لئے تمہاری عورتوں پر حق ہیں اور تمہاری عورتوں کے تم پر حق ہیں۔ خاوندوں کے حقوق عورتوں پر یہ ہیں کہ وہ اپنے خاوندوں کی خواب گاہوں کی حفاظت کریں، گھر میں کسی ایسے فرد کو داخل ہونے کی اجازت نہ دیں جنہیں خاوند ناپسند کرتے ہوں، بے حیائی اور فحش گوئی کی مرتکب نہ ہوں، اگر ارتکاب کریں تو خاوندوں کو اجازت ہے کہ وہ تادیبی کارروائی کیلئے ان کو ہلکی پھلکی سزا دیں اور خاوندوں کے ذمہ ان کیلئے اچھا لباس اور اچھا نان ونفقہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جو عورت نماز پنجگانہ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، خاوند کی فرمانبردار ہو اسے حکم ہو گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر شوہر کی ناک کے نتھنوں میں سے ایک سے خون اور دوسرے سے خون ملی پیپ بہہ رہی ہو عورت اسے چاٹ لے تب بھی اس کے شوہر کا حق ادا نہیں ہوتا۔

باب ۷۶

بیویوں کے حقوق

ہر شخص نگہبان ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت جلیلہ میں عرض کیا گیا ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مومن کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں ہر شخص نگہبان ہے اور ہر نگہبان سے اس کی رعایا کے بارے پوچھا جائے گا۔

حکمران جو لوگوں پر حاکم ہو وہ ان کا نگہبان ہے۔ اس سے اس کی رعایا بارے پوچھا جائے گا، ہر شخص اپنے اللہ خانہ پر نگہبان ہے۔ اس سے اس کے اہل خانہ بارے پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے مالک کے مال میں نگہبان ہے اس سے اس بارے پوچھا جائے گا، بیوی اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے اس سے شوہر کے گھر بارے پوچھا جائے گا، سن لو تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر نگہبان سے اس کی رعیت بارے سوال ہوگا۔

غلط نیت کا وبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے عورت سے مہر مثلی کے ساتھ شادی کی لیکن حق مہر کی ادائیگی کی نیت نہ ہو تو ایسا شخص زانی ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص نے قرض لیا لیکن ادا کرنے کی نیت نہیں ہے تو ایسا شخص چور ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے بارے میری وصیت اچھی طرح سن لو۔ وہ تمہاری ماتحتی میں ہیں۔ اپنے آپ پر کسی چیز کی مالک نہیں، تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے ہی ان کی شرمگاہیں تمہارے لئے حلال و جائز ہوئیں۔

بیوی کے پانچ حقوق

۱- گھر کی پردہ داری میں ہی اسے رکھے باہر نہ نکلنے دے کیونکہ وہ ساری کی ساری ستر ہے اس کا باہر نکلنا گناہ اور مروت کے خلاف ہے۔

۲- وضو اور نماز، روزے کے حوالے سے جو ضروری مسائل ہیں بقدر ضرورت وہ بیوی کو سکھا دے۔

۳- بیوی کو رزق حلال سے کھلائے کیونکہ حرام سے پلا ہوا گوشت آتش جہنم سے پگھلایا جائے گا۔

۴- ظلم کا ہاتھ اس پر نہ بڑھائے کیونکہ وہ ایک امانت ہے۔

۵- اگر بیوی کی طرف سے تلخ کلامی ہو جائے تو خیر خواہی سے پیش آتے ہوئے اسے برداشت کرلے تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آسکے۔

میں تو بیوی سے درگزر کر جاتا ہوں

مذکور ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا۔ جب دروازے پر پہنچا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز سنی جو قدرے تلخ تھی۔ اس شخص نے کہا کہ میرا تو خیال تھا کہ امیر المؤمنین کے حضور اپنی بیوی کی شکایت کروں گا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی معاملہ درپیش ہے جو میرے ساتھ ہے۔ لہٰذا وہ اپنی شکایت اپنے ساتھ واپس لئے پلٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور اس سے آنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا تھا۔ جب میں نے آپ کی زوجہ کی کچھ تلخ گفتگو سنی تو واپس چلا آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کے ان حقوق کی وجہ سے درگزر کر دیتا ہوں جو

مجھ پر ہیں اور وہ حقوق یہ ہیں:

۱- وہ میرے اور آتش جہنم کے درمیان حجاب ہے، میرا دل اس کی وجہ سے حرام سے بچتا ہے۔

۲- وہ میری خزانچی ہے جب گھر سے جاتا ہوں تو وہ میرے مال کی حفاظت کرتی ہے۔

۳- وہ میرے لئے دھوبی ہے، میرے کپڑے دھوتی ہے۔

۴- وہ میرے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔

۵- وہ میرے لئے کھانے پکانے کا اہتمام کرتی ہے۔

وہ شخص کہنے لگا میری بیوی بھی میرے لئے یہی اہتمام کرتی ہے۔ آپ اس سے درگزر فرمادیتے ہیں تو میں بھی درگزر کر دیتا ہوں۔

وہ اخراجات جن پر حساب نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار قسم کے اخراجات پر روز قیامت بندے سے حساب و کتاب نہیں ہوگا۔

۱- والدین کیلئے خرچ کیا جانے والا نان ونفقہ۔

۲- افطار کیلئے اخراجات۔

۳- سحری کیلئے اخراجات۔

۴- بچوں پر کئے جانے والے اخراجات۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: دینار تو چار ہی ہیں۔

۱- راہِ خدا میں خرچ کیا ہوا دینار۔

۲- مسکینوں کو دیا ہوا دینار۔

۳- گردن آزاد کرانے میں خرچ کیا ہوا دینار

۴- اہل خانہ پر خرچ کیا ہوا دینا۔

لیکن اجر کے اعتبار سے بڑا دینار وہ ہے جو بچوں کی تربیت پر خرچ کیا جائے۔

باب ۷۷

باہمی صلح صفائی اور قطع تعلقی سے رکنا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق رکھے، دونوں آپس میں ملیں۔ایک کا رخ ایک طرف، دوسرے کا دوسری طرف ہوتو ان میں سے بہتر وہ ہوگا جو سلام میں ابتدا کرے گا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

قطع تعلقی اختیار نہ کر اگر ضروری ہی کوئی امر پیش آجائے تو تین دن سے زیادہ تک قطع تعلقی نہ کرو، ایسے دو مسلمان مرجائیں جو باہمی قطع تعلقی کئے ہوئے ہوں تو وہ جنت میں بھی جمع نہ ہوں گے۔

نور کے منبر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بھی برگزیدہ بندے ہیں جن کیلئے روز قیامت نور کے منبر بچھائے جائیں گے جو نہ تو انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء، لیکن انبیاء و شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو رضائے الٰہی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت

کرتے ہوں گے۔

باہمی رنجش اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ مشرک کے سوا ہر بندے کیلئے بخشش و مغفرت کی نوید جانفزا سنائی جاتی ہے مگر ایسے دو شخص جن میں آپس میں بغض ہو ان کے بارے کہا جاتا ہے ان دونوں کے صلح کر لینے تک ان کا انتظار کرو جب ان کی باہمی رنجش کا معاملہ تین دن سے زیادہ ہو جائے تو ان کے بلندیوں پر گئے ہوئے اعمال واپس لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب نصف شعبان المعظم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے۔ اہل زمین پر متوجہ ہوتا ہے۔ روئے زمین پر بسنے والے سارے انسان بخش دیئے جاتے ہیں سوائے کفار اور کینہ پرور لوگوں کے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر تشریف لانے کا مطلب اس کے احکام کا اترنا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا

پانچ آدمیوں کی کوئی نماز نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی کوئی نماز نہیں ہے۔

۱۔ ایسی عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو۔

۲۔ مالک کا بھگوڑا غلام۔

۳۔ تین دن سے زیادہ تک اپنے بھائی سے قطع تعلقی کرنے والا۔

۴۔ شراب خور۔

۵۔ لوگوں کا ایسا امام جس کے پیچھے لوگ نماز پڑھنا پسند نہ کرتے ہوں۔

آسان صدقہ اور افضل درجہ والا عمل

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: کیا میں تمہیں آسان سا صدقہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ضرور بتائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دو بھائی آپس میں رنجیدہ ہو جائیں تو باہمی صلح کرا دینا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل درجہ والا عمل نہ بتاؤں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب دو بھائیوں کی باہمی رنجش ہو جائے تو ان کی آپس میں صلح کرا دینا۔

آٹھ انمول موتی

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جو شخص آٹھ چیزوں سے عاجز آ جائے اس پر لازم ہے کہ وہ آٹھ دوسری چیزوں کو اپنا لے تاکہ فضیلت سے محروم نہ رہے۔

۱- جو شخص یہ چاہتا ہو کہ سویا بھی رہے اور نماز تہجد کی فضیلت بھی پالے، اسے چاہیے کہ وہ دن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

۲- جو روزہ نہ رکھ کر بھی نفلی روزوں کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

۳- جو علماء کی سی فضیلت پانے کا خواہشمند ہو اس پر غور و فکر کرنا لازم ہے۔

۴- جو گھر بیٹھے ہی مجاہدین اور غازیوں کا مرتبہ و فضیلت پانے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ شیطان کے ساتھ جہاد کرے۔

۵- جو صدقہ کرنے سے عاجز ہو لیکن صدقہ کی فضیلت پانا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ جو علمی بات سنے اسے دوسروں تک پہنچا دے۔

۶- جو حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا لیکن حج کی فضیلت پانا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کو لازم پکڑ لے۔

۷- جو عابدوں کی سی فضیلت کا آرزومند ہو اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کے درمیان صلح کرا

دے اور بغض وعداوت نہ پیدا ہونے دے۔

۸- جو ابدال کی سی فضیلت کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ سینے پر ہاتھ رکھے اور اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

حساب وکتاب سے پہلے ہی

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی ندا دے گا اہل فضیلت کون ہیں؟ لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی اور جنت کی طرف محو خراماں ہو جائے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے پوچھیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم جنت جا رہے ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ حساب و کتاب سے پہلے ہی؟ کہیں گے کہ ہاں حساب وکتاب سے پہلے ہی۔

فرشتے کہیں گے: تم کون ہو؟

خوش قسمت لوگوں کی جماعت: ہم اہل فضیلت ہیں۔

فرشتے: دنیا میں تمہاری کیا فضیلت تھی؟

جماعت: جب کسی جاہل سے پالا پڑتا تو ہم اس کی جہالت کو برداشت کرتے، جب کوئی ہم سے زیادتی کرتا تو ہم اسے درگزر کر دیتے تھے۔

فرشتے: جنت میں داخل ہو جاؤ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ

پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اہل صبر کہاں ہیں؟ لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہو کر جنت کی طرف خراماں خراماں چل پڑے گی۔

فرشتے پوچھیں گے: کہا جا رہے ہو؟

جماعت کہے گی: ہم جنت میں جا رہے ہیں۔

فرشتے: کیا حساب وکتاب سے پہلے ہی جنت میں؟

جماعت: ہاں۔

فرشتے: تم کون ہو؟

جماعت: ہم صبر والے لوگ ہیں۔

فرشتے: تمہارا صبر کیا تھا؟

جماعت: ہم نے اپنے نفسوں کو اطاعت الٰہی پر صبر کرنا سکھایا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچا کر نفس کو صابر کیا۔

فرشتے: جنت میں داخل ہو جاؤ اور جنت عمل بجالانے والوں کیلئے کتنا اچھا ٹھکانہ ہے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ ایک اور جماعت کھڑی ہوگی اور جنت کی طرف چل دے گی۔

فرشتے پوچھیں گے: کہاں جا رہے ہو؟

جماعت کہے گی: جنت جا رہے ہیں۔

فرشتے: کیا حساب و کتاب دینے سے پہلے ہی؟

جماعت: ہاں حساب و کتاب سے پہلے ہی۔

فرشتے: تم کون ہو؟

جماعت: ہم روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے ہمسائے تھے۔

فرشتے: تمہاری ہمسائیگی کیسی تھی؟

جماعت: ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دوسرے سے بدلہ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی ایک دوسرے کی زیارت کیا کرتے تھے۔

فرشتے: جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے والوں کیلئے کتنا اچھا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ میدان حشر میں ارشاد فرمائے گا کہ میری خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ مجھے میری عزت و جلال کی قسم آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔ میرے لئے محبت کرنے والوں کو آج میں اپنے سائے میں جگہ عطا کروں گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کی عیادت کیلئے ایک میل تک سفر کر۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کیلئے دو میل تک سفر کر۔

دو ناراض بھائیوں میں صلح کرانے کیلئے تین میل تک سفر کر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص دو ناراض بھائیوں میں صلح کرا دے اللہ تعالیٰ اسے ہر کلمہ کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

بعثت نبوی کا مقصد

حضرت ابوبکر وراق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمایا تاکہ خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں اور ان سے چار چیزیں طلب فرمائیں۔

(۱) دل (۲) زبان (۳) اعضاء (۴) اخلاق۔

پھر ان چار میں سے ہر ایک میں دو، دو چیزوں کو طلب کیا۔

دل سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت کا جذبہ۔

زبان سے ہمہ وقت ذکر الٰہی اور مخلوق سے خاطر و مدارت۔

اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مسلمانوں کی امداد و معاونت۔

اخلاق سے تقدیر الٰہی پر رضا مندی، مخلوق خدا کے ساتھ حسن معاشرت اور ان کی تکلیفوں کو برداشت کرنا۔

دین خیر خواہی کا نام ہے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سن لو: دین خیر خواہی کا نام ہے، تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ کس کیلئے دین خیر خواہی کا نام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ، اس کے رسول، اس کی کتابیں، اہل ایمان کے پیشواؤں اور عامۃ المسلمین کیلئے۔

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خیر خواہی اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ پر ایمان لایا جائے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے، اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر سختی سے کاربند رہا جائے، لوگوں کو بھی احکام الٰہی کی دعوت دی جائے اور ان کی راہنمائی کی جائے۔

رسول پاک ﷺ کے ساتھ خیر خواہی یہ کہ ان کی سنت ہائے مبارکہ پر عمل کیا جائے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی جائے۔

اس کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ اس کی تلاوت کی جائے، اس کے احکام پر عمل خود بھی کیا جائے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی جائے۔

مسلم پیشواؤں اور حکمرانوں سے خیر خواہی یہ ہے کہ ان پر علم بغاوت بلند نہ کیا جائے، ان کے لیے عدل وانصاف اور مساوات قائم کرنے کی دعا کی جائے اور لوگوں کو بھی اسی کی طرف دعوت دی جائے۔

عامتہ المسلمین کیلئے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کیلئے بھی وہی کچھ پسند کیا جائے جو اپنی ذات کیلئے کیا جاتا ہے۔ ان کی آپس میں صلح کرائے جائے، قطع تعلقی ان سے اختیار نہ کی جائے اور ان کیلئے اصلاح کی دعا مانگی جائے۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مغفرت و بخشش واجب کرنے والی چیزوں میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو خوشیوں سے ہمکنار کیا جائے۔

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص جھوٹا نہیں جانا جاتا جو دو ناراض آدمیوں میں صلح کرانے کیلئے کوئی اچھا کلمہ کہہ دے یا اچھے کلمے کی اور کی طرف نسبت کر دے۔

بہر حال لوگوں کے درمیان صلح کرانا نبوت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور قطع تعلقی اختیار کرنا جادو کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کے اعتبار سے زیادہ فضیلت والا شخص وہ ہوگا جو دنیا میں لوگوں کیلئے زیادہ نفع رساں ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے وہ ہوگا جو لوگوں کے درمیان صلح جوئی میں کوشاں رہا ہو۔

باب ۷۸

بادشاہوں سے میل ملاپ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
علماء جب تک بادشاہوں سے میل ملاپ اور دنیاداری سے کنارہ کش رہتے ہیں اس وقت تک رسولوں کے امین ہیں۔
جب بادشاہوں سے میل ملاپ اور دنیاداری کی دلدل میں پھنس جائیں تو پھر یہ رسولان معظم کے ساتھ خیانت کرنے والے ہیں۔ ان سے علیحدہ ہو جاؤ اور ان سے پرہیز کرو۔

رب سے دوری کا سبب

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
جو شخص بادشاہ سے قرب بڑھاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بُعد اور دوری میں اضافہ کرتا ہے۔ جس قدر اسکے نوکر و چاکر میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے شیطان بھی بڑھیں گے۔
جس قدر اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوگی اسی قدر اس سے حساب میں بھی سختی ہوگی۔

فتنوں کی جگہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتنوں کی جگہوں سے بچو۔ عرض کیا گیا کہ فتنوں

کی جگہیں کون سی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''امراء کے دروازے'' فتنوں کی جگہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ ہم بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو ہمارا انداز تکلم کچھ اور ہوتا ہے۔ واپس آتے ہیں تو اس کے برعکس؟ ہمارا یہ انداز کیا سمجھا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اسی چیز کو منافقت شمار کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی بادشاہ کے پاس جاتا ہے تو اس کا دین اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ واپس لوٹتا ہے تو دین سے خالی ہاتھ، پوچھا گیا وہ کیسے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شاہِ وقت کو ایسی باتوں سے راضی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بنتی ہیں۔

بعض اسلاف کا کہنا ہے کہ جب تو کسی قاری کو مالداروں کے پاس جاتا دیکھے تو یقین کرلے کہ یہ ریاکار ہے اور جب کسی عالم دین کو بادشاہوں کے دروازوں کے چکر لگاتا دیکھے تو یقین کرلے کہ یہ احمق ہے۔

نقصان دہ تین چیزیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس امت کیلئے تین چیزوں سے بڑھ کر کوئی چیز نقصان دہ نہیں ہے۔ وہ تین چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱- درہم ودینار کی محبت۔

۲- حکمرانی کی محبت۔

۳- بادشاہوں کے دروازے پر آنے جانے کی محبت۔

چاپلوس علماء کا انجام

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی، دین میں سمجھ بوجھ پائی علمی، فقہی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود چاپلوسی اور بادشاہ کے سامنے اس کا فرمانبردار بننے کیلئے حاضری دیتا ہے تو جتنے قدم چل کر وہ بادشاہ کے دروازے پر پہنچتا ہے اتنے ہی فاصلے کی مسافت کے مطابق اسے جہنم کی گہرائی میں پھینکا

جائے گا۔

حضرت میمون بن مہران علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کی صحبت میں دو نقصان ہیں۔ اگر تو، تو بادشاہ کا حکم مانے گا تو تیرا دین خطرے میں پڑ جائے گا اور اگر بادشاہ کی نافرمانی کرے گا تو تیرا اپنا آپ خطرے میں پڑ جائے گا۔

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو شخص بادشاہوں سے میل ملاپ بھی نہ رکھتا ہو اور فرائض کی ادائیگی کے علاوہ اور عبادت بھی نہ کرتا ہو ایسا شخص اس انسان سے افضل ہے جس کا میل ملاپ بادشاہ سے ہو اور دنوں کو روزہ، راتوں کو نوافل اور حج و جہاد میں بھی مستعد ہو۔

کہا جاتا ہے کہ کتنا برا عالم ہے اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کہاں ہے برا عالم وہ جواب دیتا ہے بادشاہ کے دروازے پر۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ایسے لوگوں پر مسلسل اللہ تعالیٰ کا ہاتھ رہتا ہے جن میں سے نیک جب تک بدکاروں کی تعظیم نہیں کرتے، اچھے بروں کے ساتھ مہربانی نہیں کرتے اور قاری جب تک بادشاہوں کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ جب ایسا کرنے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے برکت اٹھا لیتا ہے۔ ان پر جابر سلطان مسلط کر دیتا ہے، ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے اور ان پر فاقہ نازل فرما دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوات فرماتے تھے کہ اے علماء کے گروہ! تم اصل راہوں سے ہٹ گئے ہو، دنیا کو تم نے محبوب بنا لیا ہے جس طرح شہنشاہوں نے حکمت و دانائی تمہارے ہاں چھوڑ رکھی ہے، تم ان کی شاہی انہیں کے ہاں ہی رہنے دو۔

حکمرانی بڑا مشکل کام ہے

حضرت شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت بشر بن عاصم رضی اللہ عنہ کو ہوازن کے صدقات کی وصولی کیلئے منتخب فرمایا۔ انہوں نے کچھ حیل و

حجت کی تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا اس عہدہ کو قبول نہ کرنے کا سبب کیا ہے۔ حالانکہ تم پر ہماری اطاعت لازم وضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کسی ایک آدمی پر والی بن جائے تو اسے اس کے ساتھ روز قیامت لایا جائے گا۔ جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر تو وہ اپنے عہدہ میں بہتر رہا ہوگا تو نجات پالے گا اور اگر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہ ہوا ہوگا تو پل ٹوٹ جائے گا اور وہ ستر سال تک جہنم میں غرق ہوتا رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حدیث نبوی سن کر رنج والم کی تصویر بنے اٹھے اور چل دیئے۔ دوران راہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ وہ کہنے لگے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ میں آپ کو رنجیدہ خاطر اور پریشان دیکھتا ہوں۔ وجہ کیا ہے؟ فرمانے لگے کہ مجھے بشر بن عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارکہ سنائی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا آپ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نہیں سنی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ نہیں۔ میں نے تو نہیں سنی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو آدمی ایک شخص پر بھی والی بنا قیامت کے دن اسے اس کے ساتھ لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا۔ اگر تو حقوق ولایت کو بطریق احسن پورا کرتا رہا ہوگا تو نجات پالے گا اگر نہ کیے ہوں گے تو جہنم کا پل ٹوٹے گا اور والی شخص ستر سال تک جہنم میں غرق ہوتا رہے گا اور جہنم انتہائی تاریک اور سیاہ ہوگی۔

عہدہ قضا بغیر چھری کے ذبح کیے جانے کی طرح ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک قاضی کو عدل سمیت روز قیامت لایا جائے گا لیکن حساب کی سختی کو دیکھ وہ آرزو کرے گا کہ کاش میں نے کبھی دنیا میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ ہی نہ کیا ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے عہدہ قضا دیا گیا گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابوجعفر دوانیقی سے ہوئی تو ابوجعفر کہنے لگا، اے ابوحنیفہ: ہمارے حکومتی معاملات میں ہماری معاونت کرو (یعنی عہدہ قضا قبول کرلو) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان امور کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

ابوجعفر نے کہا: سبحان اللہ، (یہ کیا کہتے ہو؟) آپ ہماری مدد کریں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو میں اپنی بات میں سچا ہوں تو جو کہنا تھا سو کہہ دیا اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے شخص کو قاضی بنانا تیرے لئے جائز نہیں۔

عہدے کا طالب عہدے کا حقدار نہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کیلئے گھر سے نکلا۔ دو اور آدمی بھی میرے ساتھ ہو لئے۔ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان دونوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں کسی کام پر متعین فرمادیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم کسی ایسے شخص کو کوئی عہدہ نہیں دیتے جو عہدے کا طالب ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے کعب! میں بیوقوف حکمرانوں سے تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میرے روضہ انور میں تشریف لے جانے کے بعد ایسے حکمران آئیں گے جھوٹی باتوں میں جن کی تصدیق کی جائے گی، ظلم پر ان کی مدد کی جائے گی۔ وہ مجھ سے بری اور میں ان سے بےزار ہوں۔

اے کعب بن عجرہ ہر گوشت جو حرام سے پلا ہو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، نماز ذریعہ قرب الٰہی ہے، اے کعب بن عجرہ! کوئی تو صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اپنا نفس بیچ کر ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور کوئی نفس خرید کر اسے آتش جہنم سے آزاد کر لیتا ہے۔

حضرت زاذان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے لوگوں کو سامان اٹھائے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا گیا

کہ یہ طاعون سے بھاگ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے طاعون مجھے پکڑ لے، اے طاعون مجھے پکڑ لے۔

پوچھا گیا حضرت آپ کس لئے موت کو پکارتے ہیں۔ آپ صحابی رسول ہیں حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے تو موت کی تمنا سے منع فرمایا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چھ چیزوں کی وجہ سے موت مانگتا ہوں۔ میں دیکھتا رہا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی امت پر ان چھ چیزوں کے بارے بڑے خوفزدہ تھے۔ ہم نے پوچھا کہ وہ کونسی چھ چیزیں ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱- بچوں کا حکمران بن جانا۔
۲- کثرت سے شرطیں لگانا۔
۳- فیصلوں میں رشوت کا عام ہونا۔
۴- قطع رحمی کرنا۔
۵- ذمہ داری کو ہلکا سمجھنا۔
۶- گانے کے انداز میں قرآن پاک کو گا گا کر تلاوت کرنا۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ ابن ہبیرہ کے دروازے کے سامنے سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں قاریوں کا ہجوم لگا ہوا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے قاریوں تمہارا کیا خیال ہے یہ تو پرہیزگاروں کی مجلس نہیں ہے۔

درباری مولویوں سے بچو

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مالدار پڑوسیوں، درباری ملاؤں اور بازاری قاریوں سے بچو۔

حضرت ضحاک بن مزاحم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ساری ساری رات اپنے بستر پر کروٹیں بدل بدل کر اسی جستجو میں لگا رہا کہ کوئی ایسی بات ہاتھ آ جائے جس سے بادشاہ بھی راضی ہو جائے اور میرا اللہ بھی ناراض نہ ہو لیکن میں ایسی کوئی بات پا نہ سکا۔

حضرت عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن شبرمہ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ کیا بات ہے آپ

ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے؟

انہوں نے کہا کہ میں تیرے پاس آ کر کیا کروں گا اگر تو مجھے اپنا قرب عطا کرے گا تو مجھے آزمائش میں مبتلا کردے گا اور اگر دور رکھے گا تو اذیت دے گا۔ میرے پاس کوئی ایسی راہ نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسی آرزو کہ جس کی امید تجھ سے رکھوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ بادشاہوں کے دروازوں پر جانے سے بچو، تم ان کی دنیا میں کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

مگر وہ تمہاری آخرت کو نقصان پہنچائیں گے جو دنیا سے افضل ہے۔

اسلاف کا کہنا ہے، بادشاہوں کے پاس تمہارا آنا تین چیزوں کی دعوت دیتا ہے۔

۱- ان کی رضامندی پر تمہارا ایثار کرنا۔

۲- ان کی دنیا پر تمہارا تعظیم کرنا۔

۳- ان کے کاموں کو تمہارا صاف ستھرا کہنا۔

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

باب ۷۹

بیماری کی فضیلت اور مریض کی عیادت

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے۔ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ دیکھو میرا بندہ اپنی تیمارداری کرنے والے کو کیا کہتا ہے۔ جب تیمارداری کرنے والے کے سامنے بیمار بندہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لاتا ہے تو دونوں فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی حمد و ثنا کو لے کر جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ خود حقیقت حال سے خوب واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے ارشاد فرماتا ہے اگر میں اسے وفات دے دوں گا تو اسے جنت میں داخل کردوں گا اگر شفا بخش دوں تو پھر اس کیلئے بہترین گوشت اور بہترین خون اسے عطا کروں گا اور اس کے گناہوں کو ملیا میٹ کردوں گا۔

مصیبت گناہوں کا کفارہ ہے

حضرت سعید بن وہب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے ایک دوست کے پاس گیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو کسی مصیبت کے ذریعے آزماتا ہے پھر اسے اس آزمائش میں سرخرو فرما دیتا ہے تو وہ آزمائش اس کیلئے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کیلئے خوشنودی الٰہی کا سبب بھی۔ اور فاسق و فاجر بندے کو بھی آزماتا ہے پھر اس مصیبت سے اسے رہائی دے دیتا ہے اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جسے اس کے

مالک نے باندھ رکھا ہو پھر اس کو کھلا چھوڑ دیا ہو اسے نہیں پتا ہوتا کہ کس لئے اس کو باندھا گیا ہے اور کس لئے اسے رہا کیا گیا ہے۔

بیماری گناہ مٹا دیتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو مس کیا تو میں نے عرض کی اے محبوب خدا صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بخار ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے جس قدر تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی آپ کا اجر بھی دوگنا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں۔ قسم ہے مجھے اس ذات کبریا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جسے بیماری یا اس کے علاوہ کوئی تکلیف پہنچتی ہو تو اس مصیبت سے اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہے حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی اہل ایمان نفس بخار کی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اندر سے روح پکار کر کہتی ہے اے بخار: تو اس صاحب ایمان نفس سے کیا چاہتا ہے؟ بخار جواب دیتا ہے، اے پاکیزہ روح، بے شک تیرا یہ نفس پاکیزہ ہے، گناہوں نے اسے آلودہ کر دیا ہے۔ میں اسے پاک و صاف کردوں گا۔ روح جواب دیتی ہے اے بخار: میرے قریب ہو، میرے قریب ہو، میرے قریب ہو اور اسے خوب پاک صاف کر دے۔

بیمار کیلئے چار صفات

حضرت جعفر بن برقان اپنے شیخ سے اور وہ ایک مہاجر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مریض کی عیادت کی اور اسے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مریض کو اس کی بیماری کے دوران چار خصوصیات حاصل ہوتی ہیں۔

۱- (اس کے گناہ لکھنے سے) قلم اٹھالیا جاتا ہے۔

۲- تندرستی کے دوران کئے جانے والے اعمال صالحہ کا ثواب بدستور بیماری کے دوران بھی اسے ملتا رہتا ہے۔

۳- اس کے اعضاء کے جوڑ جوڑ سے ہر گناہ کا صفایا کردیا جاتا ہے۔

۴- اگر اسی بیماری کے دوران اس کا وصال ہوجائے تو اس کی بخشش ہوجاتی ہے اگر زندگی نصیب ہوجائے تو تب بھی مغفرت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مومن بندے کو بخار میں مبتلا کرتا ہے تو بائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے کہ اس (کے گناہ لکھنے) سے قلم اٹھالے، دائیں طرف والے فرشتے سے کہتا ہے میرے بندے کیلئے اس کے بہترین اعمال ضبط تحریر میں لاتا رہ جو وہ تندرستی اور صحت کے دوران کرتا رہا کیونکہ رکاوٹ تو میری طرف سے ہے۔

بخار کالی عورت کی شکل میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بخار ایک کالی سیاہ عورت کی شکل میں آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ام ملام ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام ملام تو کیا کرتی ہے؟ اس نے کہا کہ میں گوشت کھاتی ہوں، خون خشک کردیتی ہوں اور میری گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ تو بخار ہے، اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اپنے پیاروں کے پاس بھیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے انصار کے پاس بھیج دیا۔ سات دن تک بخار نے انہیں اپنی گرفت میں لئے رکھا۔ ساتویں دن انہوں نے اپنا ایک دادخواہ بارگاہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بخار کی تکلیف دور فرمادی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا ایسی قوم کیلئے خوش آمدید ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوب پاک صاف فرمادیا ہے۔

بیماری عبادت ہی عبادت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

اپنے بیماروں کو کھانے، پینے پر مجبور نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ انہیں کھلا بھی دیتا ہے اور پلا بھی دیتا ہے۔

حضور رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

مریض کا رونا تسبیح اور اس کی چیخ و پکار تحلیل (لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ) اس کا سانس لینا صدقہ، اس کا سونا عبادت اور اس کا دائیں بائیں کروٹ بدلنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس کیلئے بیماری کے دوران بھی اعمال صالحہ لکھے جاتے ہیں جو وہ تندرستی میں بجالایا کرتا تھا۔

عمل نئے سرے سے شروع

حضور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ چار قسم کے آدمی اپنے اعمال از سر نو شروع کرتے ہیں۔

۱۔ بیمار جب تندرست ہو جائے۔
۲۔ مشرک جب اسلام قبول کرلے۔
۳۔ ایمان وثواب کے ساتھ جمعہ ادا کر کے آنے والا۔
۴۔ حلال کی کمائی سے حج کرنے والا۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں تین چیزیں نیکیوں کا خزانہ ہیں۔

۱۔ بیماری کو چھپانا۔
۲۔ صدقہ کو چھپانا۔
۳۔ مصیبت کو چھپانا۔

بیمار کیلئے تین خصوصیات

حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت

سلمان رضی اللہ عنہ ان دنوں بیمار تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: اے سلمان! تیری آرام گاہ پر تیرے لئے تین خصوصیات جمع ہوگئی ہیں۔

۱- تیرے ربّ کی طرف سے تیری یاد۔

۲- سابقہ گناہوں کی صفائی اور ان کا کفارہ۔

۳- بیمار بارگاہ الٰہی میں سے جو بھی دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

بیماری گناہوں کا کفارہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیمار کیلئے اجر تو نہیں لکھا جاتا کیونکہ اجر تو کسی نہ کسی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن بیماری، بیمار آدمی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کیلئے اجر مرض کی وجہ سے تو نہیں لکھا جاتا البتہ ان اعمال کا ثواب لکھا جاتا ہے جو وہ تندرستی کے دوران بجالایا کرتا تھا لیکن اب بیماری کی وجہ سے ان اعمال کو بجالانے سے عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ اگر صحیح ہوتا تو ضرور یہ اعمال صالحہ کرتا۔ اسی لئے ان اعمال کا ثواب عمل نہ کرنے کی وجہ سے بھی لکھ دیا جاتا ہے اور بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے بشرطیکہ وہ توبہ کرلے لیکن اگر توبہ نہ کرے اور اسکی نیت بھی یہ ہو کہ تندرست ہوجانے کے بعد پھر اعمال خبیثہ میں لگ جاؤں گا تو ایسے شخص کیلئے بیماری بھی گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بخار ہر صاحب ایمان کو آتش جہنم سے بچانے والا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم: میں اپنے کسی مومن بندے پر دنیا سے لے جانے سے پہلے مہربانی اور رحم کرنا چاہتا ہوں تو اسے جسمانی بیماری یا معاشی تنگی دے کر اسے آزمائش میں ڈالتا ہوں اور اس کے صبر کرنے پر اسے گناہوں سے پاک صاف کردیتا ہوں۔ اگر اس پر گناہوں کی کوئی میل باقی رہ جائے تو اس پر موت کی شدت میں اضافہ کردیتا ہوں یہاں تک کہ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو یوں ہوتا ہے جیسے اس کی ماں

نے اسے آج ہی جنم دیا ہے اور اسی طرح جب کسی بندے کے بارے اسے عذاب دینے کا فیصلہ کرتا ہوں تو اسے دنیا سے بلانے سے پہلے پہلے اس کے ہر اچھے عمل کی جزا دے دیتا ہوں۔ اسے جسمانی تندرستی اس کے رزق میں کشادگی وغیرہ عطا کر دیتا ہوں۔ اگر کوئی کسر باقی رہ جائے تو اس پر موت کی آسانی پیدا کر کے ایسی حالت میں اپنے پاس بلاتا ہوں کہ اسکے پاس ایک نیکی بھی نہیں ہوتی۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عرصہ پچاس سال سے یہ بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے اور اسی بیماری سے جاں بلب ہو جائے تو وہ اپنے گناہوں سے یوں نکل آتا ہے جیسے دنیا میں وہ آج ہی آیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے کیلئے وہی اعمال حسنہ لکھے دو جو یہ تندرستی کے دنوں میں کیا کرتا تھا اور اسی وقت تک لکھتے رہو جب تک میں اسکی روح قبض کرنے کا حکم نہ دے دوں یا اسے شفا عطا نہ کر دوں۔

عیادت کرنے والا دریائے رحمت میں

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے مریض کی عیادت کی گویا وہ دریائے رحمت میں داخل ہو گیا۔ جب وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو دریائے رحمت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مریض کی عیادت کرتا ہے گویا کہ وہ ایک ایسے دن روزہ رکھتا ہے جس دن کا دورانیہ سات سو دنوں کے برابر ہو۔ جو جنازے کے ساتھ چلتا ہے وہ بھی سات سو دنوں کے دورانیہ جتنے بڑے دن کا روزہ رکھتا ہے۔

ایک شخص حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان کے پاس آ کر اپنے سنگدل ہونے کی شکایت کی۔ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ تو بہت بڑی بیماری ہے لیکن تو مریض کی عیادت کیا کر، جنازے کے ساتھ چلا کر، قبرستان میں جایا کر، اس نے یہی عمل اپنا لیا۔ جب اس نے اپنے عمل میں نرمی محسوس کی تو پھر واپس آیا، آ کر کہنے لگا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میری بیماری کا علاج کر دیا۔

باب ۸۰

نوافل کی فضیلت

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایانمازپڑھنے والے کیلئے تین سعادتیں مخصوص ہیں۔

۱۔ نمازی کے قدموں سے لےکرفضائے آسمان تک فرشتے اس کی محافظت کرتے ہیں۔

۲۔ فضائے آسمانی سے لےکرسر کی مانگ تک برکات الہیہ اس پرنازل ہوتی ہیں۔

۳۔ ایک فرشتہ آواز دیتاہے کہ اگراس نمازی کواپنے ربّ کے ساتھ معاملہ معلوم ہوجائے توکبھی بھی نمازچھوڑکرکسی اورطرف متوجہ نہ ہو۔

نمازاشراق' بےشمارمال غنیمت والالشکر

حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکرروانہ کیا۔زیادہ دیرنہ گزرنے پائی تھی کہ وہ لشکربےشمارمال غنیمت لےکرفتح کے جھنڈے لہراتاواپس لوٹ آیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم !ایسالشکرہم نے کبھی نہیں دیکھاجوبےشمارمال غنیمت لےکراتنی جلدی واپس پلٹاہونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاکہ: کیامیں تمہیں اپنے اس لشکرسے بھی جلدلوٹنے والااورزیادہ مال غنیمت والے لشکر کے بارے نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیایارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم !کیوں نہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاکہ جولوگ نمازفجراداکرکے اپنی اپنی جگہوں پربیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کاذکرکرتے رہیں پھردورکعت نمازاشراق پڑھ کراپنے

اہل خانہ کی طرف لوٹیں تو یہ ایسا لشکر ہے جو مال غنیمت بھی بے شمار لے کر آتا ہے اور واپس بھی جلد لوٹتا ہے۔

نماز چاشت تو سب پر بھاری

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اولاد آدم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر ہر روز صدقہ واجب ہوتا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ تیرا اچھائی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے۔ برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے، ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنا بھی صدقہ ہے، اپنی بیوی سے خوش طبعی اور کھیل کود بھی صدقہ ہے۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا کوئی شخص اپنے مزاج کی تسکین اپنی بیوی سے کرتا ہے تو یہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی ایسی جگہ پر خوش طبعی کرے جسے اللہ جل شانہ نے حرام قرار دیا ہے تو کیا اسے گناہ نہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی ضرور گناہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حرام جگہ پر خوش طبعی کرنے میں گنا ہوگا تو حلال جگہ پر خوش طبعی کرنا کیوں صدقہ نہ ہوگا پھر ارشاد فرمایا کہ چاشت کی دو رکعتیں ان سب کیلئے کفایت کر جائیں گی۔

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے چچا! کیا میں تمہیں کوئی ایسا عمل نہ بتاؤں جو سرمایہ حیات ہو؟ انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ارشاد فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اٹھیے اور چار رکعت نماز ادا کریں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھیں۔ پھر رکوع کریں، یہی کلمہ رکوع میں دس مرتبہ رکوع سے سر اٹھا کے قومہ میں دس مرتبہ، پھر سجدہ میں دس مرتبہ، سجدے سے سر اٹھا کر دس مرتبہ، پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ، پھر سجدے سے سر اٹھا کر کھڑے ہونے سے پہلے دس مرتبہ یہی کلمات پڑھو۔ یہ رکعت میں پچھتر مرتبہ اور چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ ہو جائیں گے۔

اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس نماز کی بدولت بخش دے گا۔(ایک دوسری روایت میں طریقہ مختلف ہے جو کہ آجکل معمول یہ ہے)

انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! جس میں ہر روز یہ نماز پڑھنے کی استطاعت نہ ہو وہ کیا کرے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعۃ المبارک کو پڑھ لے، اگر جمعہ کہ بھی نہ پڑھ سکے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لے۔اگر مہینہ میں بھی نہ پڑھ سکے تو ہر سال ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کرے۔(ایک دوسری روایت کے مطابق صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ مختلف ہے جو کہ آج کل معمول یہ ہے)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم مین سے کوئی شخص دو رکعت نوافل کا ثواب دیکھنا چاہتا ہو تو وہ بلند و بالا پہاڑوں کی عظمتوں کو دیکھ لے۔رہی فرض نماز تو اس کی عظمتوں کا شمار ہی نہیں۔

گھروں میں نوافل پڑھا کرو

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بھی آدمی کا گھر میں نوافل پڑھنا لوگوں کے سامنے نوافل پڑھنے سے اس قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے جس طرح باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے پر فضیلت رکھتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: گھروں میں نوافل کی ادائیگی نورانیت ہے۔اپنے گھروں کو نوافل کے نور سے منور کرو۔

مغرب کے بعد نوافل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب وعشاء کے درمیان بیس رکعتیں ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اہل خانہ اس کے مال و اسباب، اس کی دین و دنیا اور اس کی آخرت کی حفاظت فرماتا ہے۔جو شخص نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعت نماز اشراق ادا

کرے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت ان نوافل کو آتش جہنم سے حجاب بنا دے گا۔

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چچا جان مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سوال کیا تھا جیسا تو نے مجھ سے کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتیں ادا کرے تو اسے غافلین سے نہیں لکھا جاتا، جو چار رکعتیں ادا کرے اسے عابدین سے لکھ دیا جاتا ہے، جو شخص چھ رکعتیں ادا کرے اس دن کوئی گناہ اس کے پیچھے نہیں رہتا، جو آٹھ رکعتیں ادا کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندوں میں لکھا جاتا ہے اور جو بارہ رکعتیں ادا کرے اس کیلئے جنت الفردوس میں ایک گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ''باب الضحیٰ'' کہا جاتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو باقاعدگی سے نماز چاشت ادا کرتے رہے۔ یہی ہے تمہارا دروازہ تم اس میں داخل ہو جاؤ۔

دروازے پر دستک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ نماز میں مشغول ہوتا ہے تو گویا وہ بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوتا ہے اور جو مسلسل بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے کبھی نہ کبھی اس کیلئے دروازہ کھل ہی جاتا ہے۔ مذکور ہے کہ رات کی نماز دن کی نماز پر اس قدر فضیلت رکھتی ہے جس طرح مخفی صدقہ ظاہری صدقہ پر فضیلت رکھتا ہے۔

خوشیوں سے جھومتا ٹکڑا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

روئے زمین کا وہ ٹکڑا جس پر نماز ادا کی جائے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے وہ ساتوں زمین کی انتہا تک خوشیوں سے جھومتا ہے اور اگرد گرد کے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔

جب کوئی آدمی کسی وسیع بیابان میں نماز کے ارادہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کیلئے زمین مزین ہو جاتی ہے۔

قابل فخر انسان

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ربّ کائنات فرشتوں کے سامنے تین آدمیوں کے ذریعے فخر کرتا ہے۔

۱۔ بے آب وگیاہ اور چٹیل میدان میں ایک آدمی اذان دے کر اقامت کہتے ہوتے تنہا ہی نماز ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے، فرشتو! میرے بندے کی طرف دیکھو کہ وہ تنہا نماز ادا کررہا ہے۔ اسے میرے سوا کوئی نہیں دیکھ رہا، ستر ہزار فرشتے اتریں اور اس کے پیچھے جا کر نماز ادا کریں۔

۲۔ ایک وہ شخص جو رات کو اٹھ کر تنہا نماز ادا کرتا ہے، سجدہ میں جاتا ہے تو سو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتو دیکھو میرے بندے کی طرف کہ اسکی روح میرے پاس اور اس کا جسم میرے حضور حاضری کیلئے سجدے میں ہے۔

۳۔ ایک وہ شخص جو ایک بڑے لشکر میں نبرد آزما رہا اور ثابت قدمی سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

حضرت معافی بن عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی عزت لوگوں سے بے نیازی اور اس کا شرف راتوں کو قیام کرنے میں ہے۔

باب ۸۱

نمازوں میں خشوع و خضوع

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز ایک ماپنے کا آلہ (پیمانہ) ہے جو اس سے پوری پوری پیمائش کرے گا۔ اسے پورا پورا اجر دیا جائے گا اور جو کمی بیشی کرے گا تو پھر تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ''سورۃ مطففین'' میں کیا ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا نہ تو وہ رکوع مکمل طور پر کرتا تھا اور نہ ہی سجدہ۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تو اسی طرح مر گیا تو فطرت پر نہ مرے گا۔

سب سے بڑا چور

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سے سب سے بڑا چور کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کہ وہ کون ہے؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ نماز میں کوئی کیسے چوری کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ نہ تو رکوع مکمل طور پر کرنے والا اور نہ ہی سجدہ مکمل کرنے والا نماز کا چور ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی نماز اسے اچھائی کا حکم نہیں دیتی، برائی سے منع نہیں کرتی تو اس کی نماز اسے اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت ۴۵) اور نماز صحیح ادا کیجئے بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے۔

حضرت حکم بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جو اپنی نماز میں دائیں بائیں جھانکتا ہے اس کی کوئی نماز نہیں۔

خشوع وخضوع کیسا ہو

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں سے فرمایا کرتے تھے جب میں نماز کی ادائیگی میں مشغول ہو جایا کروں تو تم جو چاہو گفتگو کرلیا کرو۔ میں تمہاری گفتگو کو بالکل نہیں سن رہا ہوتا۔

یعقوب القاری علیہ الرحمہ کے بارے ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے کہ کوئی شخص ان کی چادر جھپٹ کر لے گیا پھر جو اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے پہچان لی کہ یہ تو یعقوب القاری علیہ الرحمہ کی چادر ہے۔ ساتھی کہنے لگے کہ اس چادر کو لوٹا آؤ۔ ہم اس برگزیدہ بندے کی بدعا سے ڈرتے ہیں۔ وہ شخص واپس گیا اور کندھے پر چادر رکھ کر اپنی غلطی کی معذرت کرنے لگا۔ جب آپ نماز ادا کر چکے تو آپ کو بتایا گیا آپ علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ نہ تو مجھے چادر چھن جانے کا پتا ہے اور نہ ہی دوبارہ کندھے پر رکھے جانے کا۔

حضرت رابعہ عدویہ علیہا الرحمہ کے بارے مذکور ہے کہ وہ ایک غیر مزروعہ زمین پر سجدہ کر رہی تھیں کہ بانس کا ٹکڑا آنکھ میں لگ گیا لیکن آپ کو احساس تک نہ ہوا۔ اسی حالت میں آپ نے نماز مکمل کی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نماز کی تیاری

حضرت امام حسن بن علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو کا ارادہ کرتے تو آپ کے رخ انور کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا۔ آپ کی اس کیفیت بارے پوچھا جاتا تو ارشاد فرماتے کہ میں مالک الملک اور جبار کے سامنے کھڑا ہونے کا ارادہ کرنے گا ہوں۔ جب مسجد کے دروازے پر آتے تو سر اقدس کو اٹھا کو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے الٰہ العالمین!

تیرا بندہ تیرے دروازے پر آیا ہے۔

اے احسان فرمانے والے: ایک بدکار تیرے حضور حاضر ہوا ہے تو نے نیکوکاروں کو بروں سے درگزر کرنے کا حکم دیا ہے تو احسان فرمانے والا ہے۔ میں گناہ گار و بدکار ہوں۔ تیرے پاس جو اچھائیاں ہیں ان کے صدقے سے میری برائیوں کو درگزر کردے۔ اے کریم مجھے معافی نصیب فرما پھر آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع وخضوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع وخضوع ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز

مروی ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ایک ایک جوڑ میں ارتعاش پیدا ہو جاتا، رنگ بدل جاتا، جسم کانپنے لگتا۔ پوچھا جاتا تو ارشاد فرماتے کہ اس امانت کی ادائیگی کا وقت آچکا ہے جسے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور وہ ڈر گئے تھے لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں بطریق احسن اس امانت سے عہدہ برآ ہو بھی سکتا ہوں یا کہ نہیں۔

مؤذن کی صدا

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں "عکرمہ" میمون بن مہران اور ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن کی آواز فضاؤں میں گونجی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ اذان کی آواز سنتے ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رونا شروع کر دیا۔ رو، رو کر آپ کی چادر بھیگ گئی۔ رگیں پھول گئیں، آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! یہ رونا اور جزع وفزع کرنا کیسا۔ ہم اذان سنتے ہیں لیکن ہم تو نہیں روتے لیکن آپ کے رونے نے ہمیں بھی رلا دیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو نہ لوگ

راحتیں ڈھونڈیں اور نہ ہی چین کی نیند سو سکیں۔ عرض کیا گیا کہ ہمیں بھی بتائیں مؤذن کیا کہتا ہے؟ فرمانے لگے کہ جب مؤذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی صدا بلند کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے مشغول رہنے والو، اذان کیلئے فراغت حاصل کرو، جسموں کو آرام دو، اچھے اعمال کی طرف پیش قدمی کرو۔

جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا بلند کرتا ہے تو کہتا ہے میں آسمان و زمین کی ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیں کہ میں نے انہیں بھلائی کی دعوت دے دی۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا بلند کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے لئے گواہی دیں گے انبیائے کرام اور محبوب خدا نبی کریم ﷺ کہ میں ہر روز پانچ مرتبہ تمہیں حکم الٰہی سے آگاہ کرتا ہوں۔

جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کی صدا بلند کرتا ہے تو کہتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے تمہارے لئے دین اسلام کو قائم فرمایا تم احکام دین پر عمل پیرا ہو کر اسے قائم کرو۔

جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی صدا بلند کرتا ہے تو کہتا ہے کہ لوگو! رحمت الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاؤ، ہدایت سے اپنا حصہ وصول کرلو۔

جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی صدا دوبارہ بلند کرتا ہے تو کہتا ہے کہ اب نماز سے پہلے ہر کام تمہارے لیے ناجائز سب سے پہلے نماز۔ جب لا الٰہ الا اللہ کی صدا بلند کرتا ہے تو کہتا ہے کہ سات آسمانوں اور ساتوں زمین کی امانت جو تمہاری گردنوں پر رکھی گئی تھی چاہو تو اس سے عہدہ برآ ہو جاؤ اور چاہو تو اسے اٹھا پھینکو۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ دو آدمی نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ دونوں کا رکوع وسجود بھی ایک ہوتا ہے لیکن دونوں کی نماز میں آسمان وزمین کا فرق ہوتا ہے۔

مذکور ہے کہ محراب کو محراب اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ جنگ کرنے کی جگہ ہے یعنی شیطان سے نبرد آزما ہونے کی تاکہ اسکا دل مشغول نہ کر سکے۔

میں نے تو ایسی نماز ایک بھی نہیں پڑھی

مذکور ہے، حضرت حاتم زاہد علیہ الرحمہ حضرت عصام بن یوسف علیہ الرحمہ کے پاس

گئے۔ حضرت عصام علیہ الرحمہ نے پوچھا اے حاتم! کیا تم خوب اچھے طریقے سے نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں حضرت عصام فرمانے لگے۔ کیسے اچھی نماز پڑھتے ہو؟ حضرت حاتم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا ہے تو میں کامل طور پر وضو کرتا ہوں پھر جائے نماز پر اس طرح کھڑا ہوتا کہ ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر برابر ہو جاتا ہے۔ میں یوں کھڑا ہوتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ کعبہ معظمہ میرے ابروؤں کے سامنے ہے۔ مقام ابراہیم میرے سینے کے مقابل اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ جو کچھ میرے سینے میں ہے، پاؤں پل صراط پر، جنت دائیں طرف، جہنم بائیں طرف، ملک الموت میرے پیچھے ہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے پھر عاجزی وانکساری کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں، غور وفکر کرتے ہوئے قرأت کرتا ہوں، تواضع اور خضوع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، عاجزی سے سجدہ کرتا ہوں۔ آخر میں بیٹھتا ہوں تو امید وخوف کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ تشہد پڑھتا ہوں، سنّت کے مطابق سلام پھیرتا ہوں، پھر خلوص کے ساتھ دوسری جانب سلام پھیرتا ہوں، خوف وامید کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں پھر تجدید عہد کے ساتھ صبر کرتا ہوں۔ حضرت عصام علیہ الرحمہ نے فرمایا اے حاتم کیا تم اس طرح نماز پڑھتے ہو؟ کہا کہ ہاں میں اسی طرح نماز پڑھتا ہوں۔ پوچھا کب سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ کہا تیس سال بیت چکے، حضرت عصام رو پڑے۔ کہنے لگے میں نے ایک نماز بھی ایسی نہیں پڑھی۔

بیٹے مر جائیں لیکن جماعت نہ چھوٹے

مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کی جماعت فوت ہوگئی تو بعض دوستوں نے اظہار افسوس کیا۔ آپ علیہ الرحمہ ان کے تعزیتی کلمات سن کر رو پڑے۔ فرمانے لگے میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ میرے پاس تعزیت کیلئے آتا۔ اب میری جماعت فوت ہوگئی تو چند ساتھیوں کے سوا کوئی بھی تعزیت کیلئے نہیں آیا۔ اگر میرے سارے بیٹے فوت ہو جائیں تو ان کا غم میرے لئے اس جماعت کے فوت ہو جانے سے آسان اور ہلکا ہے۔

نماز ایک ضیافت ہے

کسی دانا کا قول ہے کہ نماز ضیافت کی طرح ہے جو ہر روز پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ موحدین کے لیے تیار فرماتا ہے۔ جس طرح ضیافت میں رنگ رنگا ڈشیں جمع ہوتی ہیں اور ہر ڈش کی علیحدہ لذت اور علیحدہ رنگ۔ اسی طرح نماز کے مختلف افعال مختلف اذکار ہیں۔ ہر فعل کیلئے ایک جداگانہ ثواب اور گناہوں کیلئے کفارہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھنے والے تو بہت زیادہ ہیں لیکن صحیح صحیح طریقے سے ادا کرنے والے اور اسے شرائط وارکان سے ادا کرنے والے کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اقامت صلوٰۃ (صحیح صحیح طریقے سے نماز کی ادائیگی) کی صفت سے متصف لوگوں کی صفت بایں الفاظ بیان فرمائی ہے۔

وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ (الحج ۳۵) اور جو صحیح صحیح ادا کرنے والے ہیں نماز کو۔

لیکن منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں صرف (مصلین) نماز پڑھنے والے کہا ہے۔ نماز قائم کرنے والے نہیں کہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (ماعون ۵) پس خرابی ہے ایسے نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز (کی ادائیگی سے) غافل ہیں۔

جبکہ مومنوں کے بارے میں يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ آیا ہے۔ اقامت صلاۃ کا مطلب پابندی سے ہمیشہ نماز ادا کرنا اور اپنے وقت پر کامل رکوع وسجود کے ساتھ نماز ادا کرنا ہے۔

نمازیوں کی اقسام

کسی دانا کا قول ہے۔ ادائیگی نماز کیلئے آنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) خاص نمازی (۲) عام نمازی

خاص نمازی: خاص نمازی وہ ہیں جو ادائیگی نماز کیلئے متانت وسنجیدگی اور احترام کے ساتھ آتے ہیں، یقین اور ہیبت الٰہی لیے کھڑے ہوتے ہیں، تعظیم واحترام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور خوف الٰہی میں ڈوبے واپس لوٹ جاتے ہیں۔

عام نمازی: عام نمازی وہ ہیں جو غفلت سے آتے ہیں، جاہلوں کی طرح قیام کرتے ہیں، وسوسوں کے انبار کثیر کو سینوں میں چھپائے نماز ادا کرتے ہیں اور بڑے امن سے لوٹ جاتے ہیں۔

کسی دانا کا کہنا ہے کہ جب بغیر تعظیم کے وسوسوں کے ساتھ وضو کرے، وسوسوں کے ساتھ ہی نماز ادا کرے، دنیاوی مشاغل میں غور فکر کرتا رہے ایسے شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

چار چیزیں کہاں سے ظاہر ہوتی ہیں

کسی دانا کا قول ہے کہ چار چیزیں چار جگہوں میں غوطہ زن ہوتی ہیں اور چار جگہوں سے اپنا سر نکالتی ہیں۔

۱- رضائے الٰہی عبادتوں میں غوطہ زن ہوتی ہے اور سخیوں کے گھروں سے سر باہر نکالتی ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ کی ناراضی گناہوں میں غوطہ زن ہوتی ہے اور بخیلوں کے گھروں سے سر نکالتی ہے۔

۳- زندگی اور وسعت رزق ثواب والے امور میں غوطہ زن ہوتی ہے اور نمازیوں کے گھروں سے سر نکالتی ہے۔

۴- تنگدستی گناہ کے کاموں میں غوطہ زن ہو کر نماز کو ہلکا جاننے والے کے گھروں سے سر نکالتی ہے۔

چھ چیزوں میں مشغول ہو جاؤ

کسی دانا کا قول ہے کہ جب لوگ چھ چیزوں میں مشغول ہو جائیں تو تم دوسری چھ چیزوں میں مشغول ہو جاؤ۔

۱- جب لوگ کثرت سے عمل کرنے میں مشغول ہو جائیں تو تم بہترین اعمال بجالانے میں مشغول ہو جاؤ۔

۲- جب لوگ فضیلت والے کاموں میں مشغول ہو جائیں تو تم فرائض مکمل کرنے میں

مشغول ہو جاؤ۔

۳- جب لوگ ظاہری اصلاح میں مشغول ہو جائیں تو تم باطنی اصلاح میں مشغول ہو جاؤ۔

۴- جب لوگ دوسروں کی عیب جوئی کو مشغلہ بنالیں تو تم اپنے عیبوں پر نگاہ رکھنا شروع کر دو۔

۵- جب لوگ دنیاوی عمارتوں میں مشغول ہو جائیں تو تم اخروی تعمیر میں لگ جاؤ۔

۶- جب لوگ مخلوق کو راضی کرنے میں مشغول ہو جائیں تو تم خالق کائنات کو راضی کرنے کی کاوش میں لگ جاؤ۔

واللہ اعلم بالصواب

باب ۸۲

مقبول دعاؤں کا باب

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوشخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگا، اے اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیک وسلم! مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجئے جو قرآن پاک کی جگہ پر کفایت کر جائیں کیونکہ مجھے قرآن پاک سے کچھ یاد نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پڑھا کرو۔

اس نے پانچ مرتبہ ان کلمات کو اپنے ہاتھ پر شمار کیا اور خوشی خوشی چل دیا۔ پھر لوٹ آیا عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ تو میرے اللہ کیلئے ہوا میرے لئے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ

اس نے دوسرے ہاتھ میں ان کلمات کو پانچ مرتبہ شمار کیا پھر چل پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس اعرابی نے دونوں ہاتھ بھلائی اور خیر سے بھر لیے ہیں اگر پوری طرح ان کو وظیفہ عمل بنائے رکھے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اعرابی نے جو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر یہ عرض کی کہ "مجھے وہ کلمات سکھا دیں جو قرآن پاک کی جگہ پر کام آجائیں۔" اس کا

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اتنا قرآن نہیں آتا جو نماز میں پڑھنا ضروری ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اتنا یاد کرے اگر نماز کیلئے ضروری قرآن پاک سے زائد نہیں جانتا تو پھر ان کلمات کو پڑھتے رہنے سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ قرآن پاک کی فضیلت کو پاسکتا ہے۔

دردیں جاتی رہیں

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میرے غریب خانہ کو رسول کائنات ﷺ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا میں شدت تکلیف سے قریب المرگ ہو چکا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو درد کی جگہ پر سات مرتبہ پھیرو اور یہ کلمات پڑھو۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا اللہ تعالیٰ نے میری ساری دردیں دور فرمادیں۔

قبولیت دعا کیلئے عمل

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بارہ رکعتیں نوافل ادا کرے اور اس دوران کسی قسم کی کوئی گفتگو نہ کرے آخر میں سات مرتبہ سورۂ فاتحہ، سات مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے دس مرتبہ یہ کلمات کہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

پھر سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَبِكَلِمٰتِكَ التَّامَّةِ

اے اللہ العالمین: میں تیرے عرش کے معزز پاؤں کے توسط سے، تیری کتاب کے منتہیٰ رحمت کے توسل سے، تیرے عظیم نام، تیری اعلیٰ بزرگی اور تیرے کامل ترین کلمات کی بدولت تیرے حضور سوال کرتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جو بھی مانگے اسے شرف قبولیت نصیب ہوگا۔

بارگاہ الٰہی سے حاجت کیسے مانگیں

حضور نبی کریم ﷺ کی باندی حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت سلمان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نماز کے بعد دعا مانگ رہے تھے۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے سلمان! کیا تیری کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی دعا سے پہلے اپنے ربّ کی حمد وثنا کر، اس کی اس طرح تعریف کر جس طرح اس نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے، اس کی تسبیح وتحمید بجا لا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں دعا سے پہلے کن کلمات کے ساتھ حمد وثنا بیان کروں؟

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا تین مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنا، یہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔

انہوں نے پھر عرض کیا کہ میں اس کی تعریف کیسے کروں؟ ارشاد فرمایا کہ تین مرتبہ سورۂ اخلاص۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ تعریف وتوصیف ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی توصیف و تعریف کی ہے۔

عرض کرنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیسے کہوں۔ ارشاد ہوا کہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو۔

پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنی حاجت مانگو۔

گناہوں کی بخشش

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز ادا کرنے کے بعد تین مرتبہ

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی بخشش فرما دے گا گو کہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی بخشش تب ہوگی جب استغفار دلی طور پر ندامت وشرمندگی سے ہو۔

تکلیفوں سے حفاظت

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک کی بیس آیتیں پڑھا کرے میں اسے ہر سرکش شیطان، ظالم بادشاہ، حملہ آور چور اور ضرر پہنچانے والے درندے سے بچنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ بیس آیتیں درج ذیل ہیں:

آیۃ الکرسی، سورۂ اعراف کی تین آیتیں، سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورۂ رحمٰن کی تین آیتیں اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں۔

سورۂ اعراف کی تین آیتیں درج ذیل ہیں:

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...... قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف:۵۶)

سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں:

وَالصّٰٓفّٰتِ ...... شِھَابٌ ثَاقِبٌ (صافات: ۱ تا ۱۰)

سورۂ رحمٰن کی درج ذیل آیتیں:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ......فَلَا تَنْتَصِرَانِ (الرحمن:۳۳)

سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں:

ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ......وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الحشر: ۲۲، تا ۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو اسلم کے ایک شخص نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر خدمت ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج ساری رات میں سو نہیں سکا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کس لیے؟ اس نے عرض کی مجھے

بچھو نے ڈس لیا ہے۔

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو سوتے وقت یہ کلمات پڑھ لیتا:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

تو تجھے بحکم الٰہی کوئی چیز نقصان نہ دے سکتی۔

قرض اور قید سے رہائی کا وظیفہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جمعۃ المبارک کو نبی کریم ﷺ نے مجھے غیر حاضر پایا۔ نماز کے بعد میری ملاقات ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ اے معاذ: کیا بات ہے آج تم جمعۃ المبارک میں حاضر نہ تھے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر فلاں یہودی کا قرض تھا مجھے یہ خدشہ تھا کہ گھر سے نکلا تو یہودی مجھے روک لے گا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہونے دے گا۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے معاذ: کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتاؤں کہ جسے پڑھنے سے تمہارے لامحدود قرضے کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ انتظام فرما دے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے ہمارے محبوب نبی ﷺ! ہمیں ضرور بتائیں۔

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا سورۂ آل عمران کی یہ آیتیں:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ (آل عمران ۲۶،۲۷)

پڑھ کر یہ دعا مانگ:

يَارَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَّنْ سِوَاكَ

اے دنیا و آخرت کے مہربان خدا! دنیا و آخرت میں سے جسے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، جس سے چاہتا ہے اس سے روک لیتا ہے، مجھے اپنی رحمت سے وہ مخصوص حصہ عطا فرما جو ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر قیدی یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے رہائی عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو

شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لااله الاانت ربی وانا عبدك امنت بك مخلصا لك دینی اصبحت علی عهدك ووعدك مااستطعت واتوب الیك من سیئ عملی واستغفرك لذنوبی انه لایغفرالذنوب الاانت

اے اللہ تیرے لئے ہی حمد وثنا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی میرا رب ہے، میں تیرا عاجز بندہ، خلوص نیت سے میں تجھ پر ایمان لایا، تیرے وعدے کے مطابق میں نے صبح کی، اپنے ہر برے عمل پر تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں، بے شک تو ہی گناہوں کی بخشش و مغفرت فرمانے والا ہے۔

اگر اسی دن مر جائے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اگر شام کو یہی دعا پڑھے رات کو وصال ہو جائے تو تب بھی جنت واجب اگر رات کو پڑھے تو اَصْبَحْتُ کی جگہ اَمْسَیْتُ کا لفظ پڑھ لے۔

شب و روز تکلیفوں سے نجات

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات تین مرتبہ پڑھ لیا کرے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لا یضر مع اسمه شیءٌ فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم ۔

اسے شام تک کوئی مصیبت لاحق نہ ہوگی جو شام کو پڑھ لے اسے صبح تک کوئی مصیبت لاحق نہ ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابان خود فالج کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ (اللہ تعالیٰ ہر مرض سے اپنی پناہ میں رکھے) لوگوں نے کہا آپ تو ہمیں دعا بتایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا: میں نے غلط نہیں کہا تھا لیکن جب اللہ جل شانہ نے مجھے آزمائش میں ڈالنے

کا ارادہ فرمایا تو اس دعا کو میرے ذہن سے فراموش فرمادیا۔

تنگدستی کا حل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بھی حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی کا ذکر کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو ملائکہ کی دعا اور مخلوق خدا کی تسبیح سے کہاں رہا کہ جن تسبیحات و دعا کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کیا ہے؟

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

طلوع فجر اور نماز فجر کی ادائیگی کے درمیان سو دفعہ پڑھ لیا کرو۔ دنیا تمہارے پاس حقیر و ذلیل ہو کر تمہارے قدموں میں ٹھکانہ تلاش کرتی پھرے گی۔

حضور اکرم ﷺ کا شب کا معمول

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ہتھیلیوں کو جمع کر کے سورۂ اخلاص اور معوذتین (سورۂ الفلق، الناس) ایک ایک مرتبہ پڑھ کر ان پر پھونک مار کر اپنے جسم، سر اور چہرے پر پھیر لیتے۔

سوتے میں شیطان کے حملے سے بچنے کا نسخہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مسافر ایک سوئے ہوئے شخص کے قریب سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ اس سوئے ہوئے شخص کے پاس دو شیطان کھڑے ہیں۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے جا اور اس سونے والے شخص کے دل کو جا کر فاسد کر دے۔ جب ایک شیطان قریب گیا تو فوراً واپس لوٹ آیا۔ کہنے لگا وہ تو ایسی آیت تلاوت کر کے سویا ہے جس نے ہمارے راستے کو روک دیا ہے۔ پھر دوسرا شیطان سونے والے کے پاس گیا۔ قریب سے ہو کر وہ بھی واپس پلٹ آیا کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا پھر وہ

بھی چلا گیا۔ مسافر نے ساری صورتحال دیکھ کر اس سونے والے شخص کو بیدار کیا اور جو کچھ شیطانوں سے دیکھا تھا اسے بتا دیا پھر پوچھا کہ مجھے وہ آیت تو بتاؤ جو تم پڑھ کر سوئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں یہ آیت تلاوت کر کے سویا تھا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ...... اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف ۵۶)

ظالم بادشاہ کے خوف سے بچنے کی دعا

حضرت ابو مجلز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جسے کسی ظالم بادشاہ کا خوف ہو وہ یہ دعا پڑھا کرے، اللہ تعالیٰ اسے اس ظالم بادشاہ سے نجات عطا فرما دے گا۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ ربا وبالاسلام دينا وبمحمّد نبيا وبالقرآن اماما وحكما	میں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین برحق ہونے پر، نبی کریم ﷺ کے نبی ہونے پر اور قرآن پاک کے امام و پیشوا ہونے پر راضی ہوں۔

سوتے میں گھبرانا

حضرت یحییٰ ابن سعید کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں سوتے میں گھبراہٹ کا شکار ہو جاتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کلمات پڑھ لیا کرو۔ تمہاری گھبراہٹ جاتی رہے گی۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين واعوذبك ربّ ان يحضرون ۔

نماز کے بعد وظیفہ

حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ارشاد فرمایا اے معاذ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے پڑھنے میں ناغہ نہ

کرنا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ علی تلاوۃ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک

الٰہ العالمین، اپنے ذکر کی تلاوت، اپنے شکر کی ادائیگی اور بہترین انداز میں عبادت کی توفیق میں میری مدد فرما۔

نیند سے بیدار ہونے کی دعا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور ۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں کہ جس نے مجھے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی کے ہاں جمع ہونا ہے۔

ڈراؤنے خواب کا علاج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص ڈراؤنا خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ تین بار بائیں جانب تھوک دے اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ وہ خواب اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔

کونسی دعا افضل؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کونسی دعا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا دنیا وآخرت کیلئے عفو وعافیت کی دعا مانگنا پھر دوسرے دن آکر اس شخص نے یہی عرض کی کہ کونسی دعا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دنیا وآخرت میں امن وعافیت مانگنا۔

تیسرے دن آیا تو پھر اس نے یہی درخواست دہرائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھے دنیا وآخرت میں امن وعافیت مل گئی تو تو کامیاب وکامران ہوگیا۔

سفر کی دعا

جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رخت سفر باندھ لیتے سواری پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف ۱۰۳)

پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنا دیا ہے اسے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔

اللهم انت الصاحب فى السفر والخليفة فى الاهل، اللهم اطولنا وهون علينا السفر اللهم انا نعوذبك من وعثاء السفر والحور بعدالكور وكابة المنقلب وسوء المنظر فى الاهل والمال والولد .

یاالٰہ العالمین! تو ہی سفر میں بہترین ساتھی ہے اور تو ہی میرے گھر میں ہمارا نگہبان ومحافظ ہے، الٰہ العالمین سفر کی صعوبتوں کو ہمارے لئے آسان فرما دے، ہم تجھ سے سفر کی دشواریوں سے، مشقتوں سے، شکستہ دلی سے پلٹ آنے سے اور گھر، مال اور اولاد کے معاملہ میں برا منظر پانے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بیوی سے پہلی ملاقات ہو تو اسے دو نوافل ادا کرنے کا حکم دے پھر اس کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِىْ فِىْ اَهْلِىْ وبارك لاهلى فى وارزقها منى وارزقنى منها واجمع بيننا ماجمعت بخير وفرق بيننا مافرقت بخير .

الٰہ العالمین! میرے لئے میری زوجہ میں اور میری زوجہ کیلئے مجھ میں برکت ڈال دے، مجھے اس کی طرف سے اسے میری طرف سے تونگر بنا دے۔ جب تک ہمارا اکٹھا رہنا منظور ہو، بھلائیوں کے ساتھ اکٹھا رکھ جدائی پڑ جائے تو تب بھلائی کے ساتھ ہو۔

تعجب ہے کہ وہ کیسے غافل ہیں

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو چار چیزوں

میں مبتلا ہونے کے باوجود چار چیزوں سے کس طرح غافل ہے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے ایسے شخص پر جو غم کا شکار ہے اور یہ کلمات کیوں نہیں پڑھتا۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء ۸۷)

کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاک ہے تو بے شک میں ہی قصورواروں میں سے ہوں۔

جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (الانبیاء ۸۸)

پس ہم نے ان کی پکار کو قبول فرمالیا اور نجات بخش دی انہیں غم واندوہ سے اور یونہی ہم نجات دیا کرتے ہیں مومنوں کو۔

ایسے شخص پر بھی تعجب ہے جو کسی تکلیف کا خوف بھی رکھتا ہو اور یہ کلمات بھی نہ پڑھتا ہو:

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ (آل عمران ۱۷۴)

واپس آئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام اور فضل کے ساتھ نہ چھوا ان کو کسی برائی نے اور پیروی کرتے رہے رضائے الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

ایسے شخص پر بھی تعجب ہے جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا بھی ہو اور یہ آیت بھی نہ پڑھتا ہو۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ (المومن ۴۴)

اور میں اپنا (سارا) کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو

جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ

پس بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے ان اذیتوں

بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ (المومن ۴۵) — سے جن کے پہنچانے کا انہوں نے حیلہ کیا اور ہر طرف سے گھیر لیا فرعونیوں کو سخت عذاب نے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے ایسے شخص پر جو جنت میں رغبت بھی رکھتا ہو اور پھر یہ نہ پڑھتا ہو۔

مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (الکھف ۳۹) — وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ (الکھف ۴۰) — پس عجب نہیں کہ میرا رب مجھے عطا فرمادے کوئی چیز تیرے باغ سے۔

اللہ تعالیٰ سے رحمتیں مانگو

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی الٰہ العالمین! جو تو مجھے آخرت میں عذاب دے گا وہ مجھے دنیا میں ہی دے دے۔ آدمی بیمار ہوگیا۔ اس کی نقاہت کا یہ عالم ہوا کہ سر ہی سر نظر آتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بیماری کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے اپنا سر اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس میں اتنی بھی سکت نہ تھی۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں یہ دعا مانگتا رہا کہ مجھے اخروی عذاب دنیا میں ہی دے دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن آدم! تجھ میں عذاب الٰہی کو سہنے کی طاقت کہاں ہے؟

تو اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا مانگا کر:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اس شخص نے یہی دعا مانگنا شروع کردی تو وہ صحیح سلامت اور تندرست ہوگیا۔

مذکور ہے کہ جب عتبہ غلام مرا تو کسی شخص نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میرے رب نے مجھے اس کی

بدولت بخش دیا جو میں اپنے ربّ سے مانگتا رہا اور وہ دعا سامنے دیوار پر لکھی ہوئی ہے۔ دیکھا تو عتبہ غلام علیہ الرحمہ نے لکھا ہوا تھا۔

اللھم یاھادی الضالین ویاراحم المذنبین ویامقیل عثرات العاثرین ارحم عبدک من ذالخطر العظیم والمسلمین کلھم اجمعین واجعلنا من الاخیار المرزوقین مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

ابدالوں میں شامل ہو جاؤ

مذکور ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ان پانچ کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرے اسے ابدالوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

اللھم اصلح امۃ محمد ، اللھم ارحم امۃ محمد ، اللھم فرّج عن امۃ محمّد ، اللھم اغفر لامّۃ محمد ولجمیع من اٰمن بک

الٰہ العالمین! امت مصطفیٰ ﷺ کی اصلاح فرما، الٰہ العالمین! امت مصطفیٰ ﷺ پر رحم فرما، الٰہ العالمین! امت نبی ﷺ سے پریشانیاں دور فرما، الٰہ العالمین امت مصطفیٰ ﷺ اور جو بھی تجھ پر ایمان لایا ان سب کی مغفرت وبخشش فرما (آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین)

تم مجھے قتل نہیں کر سکتے

حضرت ابان رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوگیا اور کہنے لگا اگر عبدالملک بن مروان کی تحریر میرے پاس نہ ہوتی تو میں تیری دھجیاں بکھیر دیتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ میں یہ طاقت نہیں جو مجھے قتل کردے، حجاج نے کہا مانع بھی کیا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ وہ دعائیں جو مجھے رسول کریم ﷺ نے سکھائی ہیں اور جنہیں میں ہر صبح وشام پڑھتا ہوں۔ حجاج کہنے لگا مجھے بھی سکھاؤ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا۔ اس نے اصرار کیا آپ رضی اللہ عنہ نے پھر انکار

کردیا۔ حضرت ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کے وقت میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَ دِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَمَالِىْ وَوَلَدِىْ بسم الله على كل ما اعطانى ربى الله الله ربى لااشرك به شياء الله الله ربى لااشرك به شياء الله اكبر الله اكبر الله اكبر اعز واجل مما اخاف واحذر اللهم انى اعوذبك من شر نفسى ومن كل شيطان مريد ومن شر كل جبار عنيد فان تولوا فقل حسبى اللّٰه لااله الاهوا عليه توكلت وهوا ربّ العرش العظيم عزجارك وجل ثناء ك ولا اله غيرك ۔

باب ۸۴

نرمی و مہربانی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی تو انہوں نے آ کر کہا ''السام علیک'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا وعلیکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا وعلیکم السام واللعنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بھی تو علیکم کہہ دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! جسے نرمی و شفقت میں سے کچھ حصہ عطا ہو گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہو گئی اور جو نرمی و شفقت کے حصے سے محروم ہو گیا وہ دنیا و آخرت کی بھلائی کے حصے سے محروم ہو گیا۔

عقل کا تاج

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ پر ایمان لانے کے بعد عقل کا تاج لوگوں سے میل جول اور باہمی اخوت و محبت ہے۔ مشورہ سے کوئی آدمی نقصان نہیں اٹھاتا اور اپنی ہی رائے کو حرف آخر سمجھ کر

دوسروں سے بے پروا بننے والے کبھی سعادت مند نہیں ہوسکتا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کی رائے کو فاسد کرتا ہے، دنیا میں بھلائی والے آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔ دنیا میں برائیوں کے دلدادہ آخرت میں بھی برائی والے ہی ہوں گے۔

باہمی نرمی کو اپناؤ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی مہربان ہے اور وہ مہربانی اور نرمی کو ہی پسند فرماتا ہے جو کچھ وہ مہربانی اور نرمی پر عطا فرماتا ہے سختی پر عطا نہیں فرماتا:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

جب اللہ کریم کسی گھر والوں پر خیر اور بھلائی فرمانا چاہتا ہے تو ان میں نرمی، اخوت اور باہمی مہربانی پیدا فرما دیتا ہے۔ نرمی اور مہربانی اگر کسی مخلوق کی شکل میں پیدا کی ہوتی تو کوئی چیز بھی اس سے زیادہ حسین وخوبصورت نہ ہوتی اور اگر سختی مخلوق میں سے کسی کی شکل میں پیدا کی ہوتی تو کوئی چیز اس سے بری اور قبیح نہ ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک اونٹ پر سوار تھی اور اونٹ کچھ کرخت قسم کا تھا۔ میں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! نرمی اختیار کرو، جس میں نرمی ہوتی ہے وہ اسے باعث زینت بنا دیتی ہے اگر نرمی نہ رہے تو اس سے زینت چھن جاتی ہے اور بے رونقی عیاں ہو جاتی ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۂ نصر نازل ہوئی۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بخار کی شدید تکلیف میں تھے۔ جمعرات کے دن لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس پٹی سے بندھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر مبارک پر تشریف لے گئے۔ رخ زیبا پر بخار کی وجہ سے زردی کے آثار اور چشمہائے مبارکہ سے

آنسو رواں تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حکم دیا کہ مدینہ میں یہ اعلان کر دو کہ نبی کریم ﷺ کی وصیت سننے کیلئے جمع ہو جاؤ اور یہ تمہارے لئے آخری وصیت ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تو مدینہ طیبہ کے چھوٹے بڑے اپنے گھروں کے دروازوں اور دکانوں کو کھلا چھوڑ کر جوق در جوق اعلان پر جمع ہو گئے بلکہ نبی کریم ﷺ کی آخری وصیت کو سننے کیلئے نبی کریم ﷺ کی امت کی بیٹیاں بھی پردہ نشین ہو کر حاضر خدمت ہو گئیں حتیٰ کہ مسجد نبوی شریف لوگوں سے تنگ ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیچھے والوں کیلئے جگہ میں گنجائش پیدا کر دو، نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے، رواں آنسوؤں میں آپ ﷺ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء بیان کی، انبیائے کرام اور خود اپنی ذات طیبہ پر درود و سلام پڑھا

پھر ارشاد فرمایا کہ:

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی ہوں۔ میرے بعد باب نبوت بند ہو چکا ہے۔ اے لوگو! جان لو مجھے بارگاہ الٰہی سے بلاوے کی اطلاع آ چکی ہے، دنیا سے جدا ہونے کا وقت قریب ہے۔ میرے ربّ سے ملاقات کا مجھے اشتیاق بڑھ جا رہا ہے۔ مجھے میری امت سے جدائی افسردہ کر رہی ہے، میرے بعد ان کا کیا ہوگا۔ الٰہ العالمین انہیں سلامت رکھنا، انہیں سلامت رکھنا۔

اے لوگو! میری وصیت بگوش دل سن لو اور تم میں سے ہر موجود شخص اس تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہے کیونکہ تمہارے لئے یہ میری آخری وصیت ہے۔

اے لوگو! اللہ کریم نے محکم کتاب میں جو احکام تمہارے لئے نازل فرمائے ہیں میں نے حلال کو حلال، حرام کو حرام تمہارے لئے بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ اس کی متشابہ آیات پر ایمان لاؤ، محکمات پر عمل کرو، اس کی مثالوں سے عبرت حاصل کرو، پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا، اے الٰہ العالمین! کیا میں نے تیرے احکام پہنچا دیئے ہیں۔ میرے مولا تو اس پر گواہ ہو جا۔

اے لوگو! گمراہ کن خواہشات سے بچو۔ یہ اللہ جل شانہ اور جنت سے دور اور جہنم سے

قریب کردینے والی ہیں۔تم پرلازم ہے کہ تم متحد رہو۔جماعت اوراس کے استحکام پر قائم رہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردینے والی ہے۔پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الٰہ العالمین! کیا میں نے پیغام پہنچادیا ہے۔

اے لوگو! اپنے دینی امور اور امانتوں کے بارے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنے ماتحتوں اور غلاموں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو انہیں بھی وہی سامان خوردونوش فراہم کرو جو خود کھاتے ہو، انہیں بھی ویسا ہی لباس فراہم کرو جیسا خود پہنتے ہو، ان کی طاقت سے بڑھ کر انہیں تکلیف نہ دو کیونکہ ان کا گوشت، ان کا خون اور ان کی تخلیق بھی تمہاری ہی طرح ہے۔

سن لو! جس نے ان پر ظلم کیا، میں روز قیامت ان کی طرف سے دفاع کروں گا اور اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ فرمائے گا۔عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، ان کے حق مہر پورے پورے انہیں ادا کرو، ان پر ظلم نہ کرو نہیں تو روز قیامت نیکیوں سے محروم ہوجاؤ گے۔کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا ہے؟

اے لوگو!

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:٦)

تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے۔

انہیں تعلیم کی روشنی سے منور کرو، انہیں ادب سکھاؤ، وہ تمہارے پاس بطور امانت ہیں۔کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیا ہے؟

اے لوگو! اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرنا، ان کی نافرمانی نہ کرنا، اگرچہ ناک کٹا حبشی غلام ہی تمہارا حاکم کیوں نہ ہو۔سو جس نے اپنے حکمرانوں کی اطاعت کی انہوں نے میری اطاعت کی جنہوں نے انکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

سن لو! نہ ان کے خلاف بغاوت کرنا اور نہ ہی ان کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو توڑنا۔

خبردار: کیا میں نے پیغام الٰہی تمہیں پہنچادیا ہے؟

اے لوگو! تم پر لازم ہے کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو، حفاظ قرآن سے، محبت کرو، علمائے کرام سے محبت کرو، ان سے بغض نہ رکھو۔ ان سے حسد نہ کرو، ان کے بارے کسی قسم کی لعن وطعن نہ کرو، سن لو: جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جس نے ان سے بغض وعداوت رکھا اس نے مجھ سے بغض وعداوت رکھا اور جس نے مجھ سے بغض وعداوت رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔ سن لو! کیا میں نے تم تک پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! کامل وضو اور کامل رکوع وسجود کے ساتھ نماز پنجگانہ پابندی کے ساتھ ادا کرنا تم پر لازم ہے۔

اے لوگو! زکوٰۃ ادا کرو، جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں، جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں نہ اسکے روزے نہ حج نہ جہاد کسی چیز کا کوئی اعتبار نہیں۔ اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے صاحب استطاعت پر حج فرض کیا ہے اور جو استطاعت کے باوجود حج ادا نہیں کرتا (ہمیں کوئی پروا نہیں) کہ وہ مجوسی ہو کر مرے یا نصرانی۔ ہاں جسے کوئی مرض لاحق ہو جائے، یا ظالم بادشاہ رکاوٹ بن جائے تو وہ اس وعید سے ماورا ہے لیکن جو کسی شرعی مجبوری کے بغیر حج ادا نہیں کرتا اسے نہ تو میری شفاعت سے حصہ نصیب ہو گا اور نہ ہی وہ میرے حوض کوثر سے سیراب ہو سکے گا۔ کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت تمہیں ایک بہت بڑے چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا۔ وہ دن بڑا کٹھن ہے۔ اس دن نہ تو کسی کو اس کا مال نفع دے گا نہ اس کی اولاد سوائے اس کے جو قلب سلیم لے کر آیا ہو گا۔ کیا میں نے تم تک پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اپنی زبانوں کی حفاظت کرو، اپنی آنکھوں کو آبدیدہ رکھو، اپنے دلوں میں خشوع وخضوع پیدا کرو۔

اپنے بدنوں کو (عبادت الٰہی میں) تھکا دو، اپنے دشمنوں سے جہاد کرو، اپنی مسجدوں کو آباد کرو، اپنے ایمان میں مخلص ہو جاؤ، اپنے بھائیوں سے خیر خواہی کرو، اپنے لئے

اخروی زندگی میں کچھ نہ کچھ بھیجتے رہو۔اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اپنے مال و دولت میں سے صدقہ دو، آپس میں حسد نہ کرو ورنہ تمہاری نیکیاں جاتی رہیں گی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! غلاموں کی آزادی میں وسعت ظرفی سے کام لو محتاجی والے دن کے لئے عمل خیر بجالاتے رہا کرو۔

اے لوگو! ظلم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کی تلاش میں ہے تمہارا حساب اسی کے ذمہ ہے، اسی کی طرف ہی تمہارا لوٹنا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ معصیت پر راضی نہ ہوگا۔

اے لوگو! جو شخص عمل صالح کرتا ہے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو برے عمل کرتا ہے اس کا وبال بھی اسی کی گردن پر ہے، تمہارا ربّ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، اس دن سے ڈرو جس دن میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوٹائے جاؤ گے پھر پوری پوری جزا دی جائے گی ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہوگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اے لوگو! میں اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں، مجھے میرے اللہ کے حضور حاضری کی اطلاع مل چکی ہے۔

میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

والسلام علیکم میرے صحابہ کرام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میرے تمام امت

پھر آپ ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے، حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد پھر آپ ﷺ باہر نہیں آئے۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومحبیہ وامتہ وسلم

باب ۸۴

سنت خیر الانام ﷺ پر عمل پیرا ہونا

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں تم میں دو بڑی وزنی اور عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو کے ہرگز گمراہ نہ ہو سکو گے۔ ان میں سے ایک کتاب الٰہی اور دوسری میری سنت ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سنت رسول ﷺ کی پیروی میں تھوڑا عمل، بدعت سے آلودہ بہت زیادہ عمل سے بہتر ہے۔ ہر بدعت گمراہی اور گمراہی جہنم میں لے جانے کا باعث۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنت رسول ﷺ میں میانہ روی بدعت میں جدوجہد سے بجالانے والے عمل سے بہتر ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کوئی قول عمل کے بغیر درست و معتبر نہیں قول اور عمل نیت کے بغیر معتبر نہیں۔ قول، عمل اور نیت سنت کے مطابق بجالانے کے بغیر معتبر نہیں۔

شفاعت سے محروم

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی میری شفاعت سے بہرہ ور نہ ہو پائیں گے ایک دوسری روایت میں ہے کہ میری

امت میں سے دو قسم کے آدمی میری شفاعت نہ پا سکیں گے۔

ظالم حکمران اور دین میں غلو کرنے والا۔ گمراہی یا بدعت کی وجہ سے دین سے نکل جانے والا۔ یعنی دینی امور میں اس قدر غلو کرنے والا ہو کہ وہ اہل سنت و جماعت کے طریقہ کار سے نکل جائے۔

راہ سنت کو اپنائے رکھو

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اے بندگان خدا) تم پر راہ سنت اور راہ نبوت پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ راہ نبوت اور راہ سنت پر عمل پیرا جو شخص بھی ذکر الٰہی کرتے ہوئے آبدیدہ و اشکبار ہو جائے اور خشیت الٰہیہ کا پیکر بنا رہے ایسے شخص کو جہنم کی آگ کبھی نہ چھوئے گی۔

جو شخص راہ نبوت و راہ سنت پر عمل پیرا ہو، ذکر الٰہی میں محو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں، خوف الٰہی سے اس کی جلد تھر تھر کانپ رہی ہو ایسے شخص کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کے پتے خشک ہو گئے ہوں۔ ہوا چلے اور اس کے پتوں کو گرا دے۔

راہ سنت و نبوت میں میانہ روی خلاف سنت بہت زیادہ عمل کرنے سے بہتر ہے، اپنے اعمال پر غور و فکر کرتے رہو کہ وہ میانہ روی والے ہوں یا بہت زیادہ' یہ کہ ہوں انبیائے کرام کے طریقہ اور ان کی سنت کے مطابق۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: بنی اسرائیل ۷۱ فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ میری امت ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گی۔ ۷۱ جہنمی اور ایک جنتی ہو گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ ایک جنتی فرقہ کون سا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اہل السنۃ والجماعۃ"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص میری سنت کو میری امت میں فساد کے وقت مضبوطی سے پکڑے رکھے، اس شخص کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

ایسا زمانہ بھی آئے گا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت تمہارا کیا بنے گا جب تم

فتنے کی نذر ہو چکے ہو گے۔ تمہارے بڑے بوڑھے اور چھوٹے بڑے ہو چکے ہوں گے۔ لوگ ان کے طریقوں پر سنت کی طرح چلیں گے اور اگر ان کے برخلاف کوئی عمل کرے گا تو اسے منکر کہا جائے گا۔ کسی کہنے والے نے کہا اے عبداللہ! یہ کب ہوگا؟ انہوں نے فرمایا کہ جب تمہارے امانت دار کم اور حکمران زیادہ ہو جائیں گے۔ تمہارے فقہاء کم اور قاری زیادہ ہو جائیں گے، آخرت کے اعمال سے دنیا تلاش کریں گے، دینی امور کے علاوہ دیگر امور میں سمجھ بوجھ حاصل کی جائے گی۔ ایسے دور میں تم پر جو حکمران مسلط ہوں گے اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو تم گمراہی کی دلدل میں جا گرو گے۔ اگر نافرمانی کرو گے تو قتل کر دیے جاؤ گے، کسی نے عرض کی کہ اے عبداللہ: ایسے دور میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے گھر کے بچھونوں میں سے ایک بچھونا بن جانا ورنہ آگ ہی بہتر ہوگی۔ اس شخص نے اپنے پہلو پر ہاتھ رکھا اور کہا اے ابن ام عبد! تو نے مجھے مار ڈالا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ:

اے لوگو! میرے صحابہ کرام کی عزت کرو، ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ، ان سے محبت کرو، بہترین لوگ میرے صحابہ ہیں جن میں میری بعثت مقدسہ ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ پر ایمان لائے، انہوں نے میری رسالت کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ کی طرف جو کتاب مبین مجھ پر نازل ہوئی ان پر وہ ایمان لائے، اس کی انہوں نے پیروی کی، اس پر عمل کیا، پھر بہترین لوگ ان کے بعد کے زمانے کے لوگ ہیں جو میری ذات پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کی حالانکہ انہوں نے میری زیارت نہ کی ہوگی۔ پھر اس زمانہ کے لوگ جو ان کے زمانہ کے بعد کے ہوں گے میری ذات پر ایمان لائیں گے پھر ان کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا جو نمازوں کو ضائع کر دیں گے، خواہشات کی پیروی کریں گے، جن امور کے بجالانے کا میں نے حکم دیا ہے اسے پس پشت ڈال دیں گے، جس سے منع کیا ہے انہیں کیا کریں گے، دینی امور کو اپنی خواہشات میں گڈمڈ کر دیں گے،

لوگوں کے دکھلاوے کیلئے اعمال کریں گے، قسمیں کھائیں گے، حالانکہ ان سے قسمیں کھانے کا مطالبہ بھی نہ کیا جائے گا، گواہی دیں گے حالانکہ گواہی ان سے طلب بھی نہ کی جائے گی، امانتیں رکھی جائیں گی لیکن اس میں وہ خیانت کریں گے، امانتیں ادا نہیں کریں گے، باتیں کریں گے تو جھوٹ بولیں گے، جو کہیں گے وہ کریں گے نہیں، ان سے علم اور حلم اٹھ جائے گا، جہالت اور فحش عام ہو جائے گا، حیا اور امانتیں جاتی رہیں گی، جھوٹ غیبت، خیانت، والدین کی نافرمانی، قطع رحمی، طویل امیدیں، بخل، حرص، حسد، سرکشی، بداخلاقی اور ہمسائیوں سے برے سلوک کا بول بالا ہوگا۔ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو چھید کر پار ہو جاتا ہے، قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی۔ اگر تمہاری خوشی جنتی نعمتوں میں زندگی گزارنے میں ہے تو پھر تم پر لازم ہے کہ سنت و جماعت پہ کاربند رہو، دینی معاملات میں نئے نئے پیدا ہونے والے امور سے بچو کیونکہ ہر نئی بات جس کا بنیادی تعلق دین سے نہ ہو وہ بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، جس نے اطاعت کو پس پشت ڈال دیا، جماعت سے علیحدہ ہو گیا، احکام الٰہی کو ضائع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت شروع کر دی وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حالات میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا اور وہ جہنم میں جائے گا۔

دل ہلا دینے والا خطبہ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا بلیغ وعظ ارشاد فرمایا کہ آنکھیں آنسوؤں سے تر بتر اور دل خوف الٰہی سے کانپنے لگے۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ تو الوداعیہ وعظ محسوس ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کیا عہد لیتے ہیں؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس کی فرمانبرداری کرو، میرے بعد جو لوگ تم میں سے زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے، بدعات سیئہ سے بچتے رہنا کیونکہ یہ سراسر گمراہی ہے۔ تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے اس پر لازم ہے کہ وہ میری سنت اور میرے خلفائے

راشدین کی سنت پر سختی سے کاربند رہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے پاکیزہ کھانا کھایا، سنت مبارکہ پر عمل کیا، لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے، وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں میں یہ خوبیاں تو بکثرت موجود ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ظاہری دور حیات کے بعد والے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ پھر ان کے بعد والے زمانوں میں تھوڑے ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک خط کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں، بائیں کئی خط کھینچے۔ فرمایا یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راہ پر شیطان بیٹھا پکار رہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(الانعام: ۱۵۳)

اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

دین کیلئے آفت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ہر چیز کیلئے ایک آفت ہے دین کیلئے آفت خواہشات ہیں۔ امام شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں خواہشات کو خواہشات اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اپنے عمل کرنے والوں کو نار جہنم میں گرا دیں گی۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی دو عظیم نعمتوں میں سے کون سی بڑی نعمت ہے۔

یہ کہ مجھے اسلام کی ہدایت سے مالا مال کیا یہ بڑی نعمت ہے یا کہ خواہشات سے محفوظ رکھا یہ بڑی نعمت ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ایک بالشت کی حد تک بھی جماعت کی مخالفت کی اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔

حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ نے حضرت ہرم بن حیان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

جماعت سے جدا ہونے سے بچو ورنہ اپنے دین سے تمہارا تعلق کٹ جائے گا اور تمہیں شعور تک بھی نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ روز قیامت آتش جہنم تمہارا مقدر بن جائے گی۔

واللہ الموفق بمنہ وکرمہ

باب ۸۵

فکرِ آخرت کا غم

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اپنے نفس کو تول لو اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کو تولا جائے۔

اپنے آپ کا محاسبہ کر لو، اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کتاب لئے جانے کا وقت آ جائے اور بہت بڑی پیشی کیلئے تیار ہو جاؤ۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنكُمْ خَافِيَةٌ (الحاقہ:۱۸) وہ دن جب تم پیش کئے جاؤ گے تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہ رہے گا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام کیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو: تم سارے کے سارے گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت بخش دوں، مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت عطا کروں گا۔

اے میرے بندو: تم سارے کے سارے بھوکے ہو مگر جسے میں سیر کر دوں، مجھ سے رزق طلب کرو میں تمہیں رزق کی فراوانی عطا کروں گا۔

اے میرے بندو: تم سارے کے سارے برہنہ ہو مگر جس کی میں ستر پوشی کروں مجھ سے ستر پوشی کی درخواست کرو میں تمہاری ستر پوشی کروں گا۔

اے میرے بندو: تم سارے خطا کار ہو شب و روز گناہ کر رہے ہو میں تمہارے گناہوں کو بخشتا ہوں مجھ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرو میں تمہارے گناہوں کی بخشش فرما دوں گا۔

اے میرے بندو: اگر تمہارے اولین و آخرین جن و انس کسی ایک شخص کے دل کے تقویٰ پر جمع ہو جائیں تو میرے ملک میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ کر سکیں گے۔

اے میرے بندو: اگر تمہارے اولین و آخرین جن و انس کسی ایک فاسق و فاجر کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری شاہی میں سے ذرّہ بھر بھی کمی نہیں کر سکتے۔

اے میرے بندو: اگر تمہارے اولین و آخرین جن و انس ایک چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر ہر کوئی اپنی حاجت مجھ سے مانگے میں اسے اس کی ہر ہر حاجت کے مطابق عطا کروں تو میرے پاس خزانوں میں سے اتنا بھی کم نہ ہوگا جتنا سوئی سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کی فیاضی کم ہوتی ہے۔

اے میرے بندو: یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں احاطہ شمار میں لا رہا ہوں روز قیامت تمہیں اس کا پورا پورا اجر دوں گا جو شخص بھلائی پائے اسے چاہیے کہ وہ حمد الٰہی بجالائے اور جو اسکے علاوہ پائے اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہی نفس کی ملامت کرے۔

جنازہ کے ساتھ چلا کرو

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیماروں کی عیادت کرو، جنازوں کے ساتھ چلو، یہ چیزیں تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی۔

کسی دانا کے بارے مذکور ہے کہ انہوں نے جنازے کے پیچھے چلتے لوگوں کو میت پر رحم کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے کاش تم اپنے آپ پر رحم کھاتے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔ بہر حال جو دنیا سے چلا گیا وہ تین ہولناکیوں سے نجات پا گیا۔

۱- ملک الموت کو دیکھنے سے۔

۲- موت کا ذائقہ۔

۴- خاتمہ کا خوف۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یہ تیرا جنازہ ہے، اگر تجھے یہ بات ناگوار گزری ہے تو یہ میرا جنازہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۱)

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے کسی شخص کو قبرستان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے یہ منافق ہے۔ موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور یہ کھانے کے مزے میں مست ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے، آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایسے لوگوں پر تعجب ہے جنہیں زاد راہ کا حکم بھی دے دیا گیا ہے۔ جن کیلئے کوچ کا نقارہ بھی بج چکا ہے ان کے پہلے ان کے آخری لوگوں کیلئے سفر آخرت میں روانہ بھی ہو چکے ہیں اور وہ بیٹھے بھول بھلیوں اور کھیل کود میں مصروف ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ کے بارے روایت کیا جاتا ہے جب آپ کسی مردہ کو دیکھ لیتے تو یہ کیفیت ہو جاتی کہ گویا آپ اپنی والدہ کو دفن کر کے لوٹے ہیں۔

اہل جنت سے نہیں

حضرت ابراہیم تیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو شخص بے خوف رہے کبھی افسردہ نہ ہو، کسی خوف کی پروا نہ کرے خدشہ ہے کہ وہ شخص جنتی ہونے کی سعادت سے محروم ہو جائے گا کیونکہ اہل جنت کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ (الطور: ۲۶)

حافظ قرآن ایسی صفات کا حامل ہو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کو چاہیے جب لوگ

راتوں کو خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوں تو وہ اپنی راتوں کی قدر کو پہچانے، دن کو جب لوگ رنگا رنگ ڈشیں ہڑپ کر رہے ہوں تو دن کی قدر پہچانے، جب لوگ خوشیوں میں مست ہوں تو حافظ قرآن فکر آخرت میں افسردہ و پشیمان ہو، لوگ ہنسی خوشی میں لوٹ پوٹ ہوں تو یہ آہ و زاری کر رہا ہو، لوگ خوش گپیوں میں مصروف ہوں تو یہ خاموش، لوگ فخر و تکبر کر رہے ہوں تو یہ پیکر عجز و انکسار ہو۔

حافظ قرآن کیلئے موزوں و مناسب یہی ہے کہ وہ ذکر آخرت میں غمگین و افسردہ، بردبار، مسکین اور نرم دل ہو۔ ظالم، غافل، چیخ و پکار کرنے والا اور سنگدل نہ ہو۔

غم تین ہی ہیں

حضرت شقیق بن ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی بندے کا غم اور خوف سے بہترین کوئی ساتھی نہیں ہے۔

گزشتہ گناہوں پر غم اور آئندہ کی زندگی میں خوف ہو کہ نہ جانے کیا ہونے والا ہے۔

حکیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تین چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز کا غم کھاتا ہے اسے نہ غم کی پہچان ہے نہ خوشی سے آشنائی۔

۱۔ ایمان کے بارے غم کہ زندگی کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے کہ نہیں۔
۲۔ احکام الٰہی کا غم کہ بجا آوری ہوتی ہے کہ نہیں۔
۳۔ حقداروں کا غم کہ ان سے نجات نصیب ہوتی ہے کہ نہیں۔

رونے والی آنکھ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آنکھ خشیت الٰہیہ سے بھیگ جائے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام فرما دیتا ہے۔ اگر آنسو بہہ کر رخساروں پر آ جائیں تو اس چہرے پر نہ گرد و غبار چھائے گی نہ ذلت، خشیت الٰہیہ سے بہنے والے آنسوؤں کے سوا ہر نیک عمل پر ثواب مقرر ہے مگر آنسو ایسی نیکی ہے جو آگ کے سمندر کو بجھا دیتی ہے۔ اگر کسی قوم میں سے ایک آدمی بھی خشیت الٰہی سے رو پڑے تو اس کے رونے سے اللہ تعالیٰ ساری قوم پر

رحمت کی برکھا برسا دیتا ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خشیت الٰہی سے رو رو کر میرے رخساروں کا بھیگ جانا مجھے اپنے وزن کے مطابق صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، جو شخص خشیت الٰہیہ سے روتا ہے اس کے آنسوؤں کا قطرہ زمین پر گر پڑے تو اس کیلئے آگ کا چھونا اتنا ہی محال ہے جتنا کہ آسمان کا قطرہ زمین پر گر کے واپس لوٹ جائے جبکہ ایسا ممکن نہیں۔ جب آسمان سے نازل ہونے والا قطرہ واپس نہیں لوٹ سکتا ایسے ہی دنیا میں خشیت الٰہی سے رونے والے کو کبھی آگ نہیں چھو سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنکھوں سے آنسوؤں کا رواں ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا ہی نتیجہ ہے۔ کسی شخص کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ اسی وقت ایک فرشتہ اس انسان کے دل کو صاف فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دو محبوب قطرے

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دو قطروں میں سے محبوب اللہ تعالیٰ کو کوئی قطرے نہیں ہیں:

۱- ایک قطرہ جو شب کی تاریکی میں خوف الٰہی سے آنکھ سے بہا۔

۲- ایک خون کا قطرہ جو راہِ خدا میں بہا ہو۔

زیاد نمیری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی الہامی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

جو بندہ بھی میرے خوف سے آنسو بہاتا ہے میں اس سے عذاب اٹھا لیتا ہوں، جو میرے خوف سے گریہ کناں رہتا ہے۔ میں اس کے رونے کو جنت الفردوس میں ہنسی سے بدل دیتا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب نماز ادا فرما رہے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ:

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں

يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ (غافر: ٧١،٧٢) گے اور زنجیریں انہیں گھسیٹ لیا جائے گا۔

تلاوت فرمائی تو بار بار اسے دھرانے لگے آیت پڑھتے زار و قطار روتے حتیٰ کہ اسی طرح صبح ہوگئی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت طیبہ کی تلاوت کرتے رہے اور بار بار آیت طیبہ کو پڑھتے روتے رہے حتیٰ کہ صبح کا ستارہ طلوع ہوگیا۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الجاثیہ: ٢١) کیا خیال کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس آیت طیبہ کو رو رو کر صبح تک تلاوت فرماتے رہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (المائدہ: ١١٨) اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے حدیث مبارک میں آیا ہے کہ جب آپ علیہ السلام پانی نوش فرماتے تو آدھے آپ کی آنکھوں سے رواں آنسو پانی میں مل جایا کرتے تھے۔

حضرت بہز بن حکیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں زرارہ بن ابی وفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی یہ آیت انہوں نے تلاوت فرمائی:

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ (المدثر ٨) پھر جب صور پھونکا جائیگا

اسی آیت کی تلاوت کے دوران ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہم نے اٹھایا تو مردہ پڑے تھے۔

واللہ الموافق

باب ۸۶

صبح کیسے کریں؟

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا:

اے مجاہد! صبح ہو تو شام کی باتیں دِل سے نکال دے شام ہو تو صبح کو بھول جا اپنی موت سے پہلے زندگی اور بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت شمار کر تجھے کیا معلوم کہ کل تجھے کس نام سے پکارا جائے۔

بیدار ہوتے ہی چار چیزوں کی نیت کرلو

کسی دانا کا قول ہے صبح کرتے ہوئے آدمی چار چیزوں کی نیت کرلے

۱-اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ احکام کی ادائیگی ۲-منہیات سے اجتناب و پرہیز

۳-خلق خدا کے ساتھ معاملات میں انصاف ۴-باہمی رنجشوں میں اصلاح

صبح ہوتے ہیں جب ان چار چیزوں کی نیت کرلے گا تو امید کی جاسکتی ہے کہ ایسی نیت کرنے والا صالحین اور کامیاب لوگوں کی صف میں شامل ہو جائیگا۔

سوتے وقت اصلاح کرلیں

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کس نیت سے اپنے بستر سے جدا ہونا چاہیے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس سے پہلے یہ تو جان لو کہ کس حالت و نیت میں بندے کو سونا چاہیے کیونکہ جو سونے کی کیفیت کو نہیں جانتا وہ بیدار ہونے کی نیت کو کیا جانے؟ پھر انہوں نے فرمایا کہ

بندے کے لیے مناسب نہیں کہ اس وقت تک محو استراحت ہونے کے لیے بستر پر لیٹے جب تک چار چیزوں کی اصلاح نہ کر لے۔

۱- اگر کسی شخص کا حق اس پر ہو تو سونے سے پہلے پہلے حق ادا کر دے کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک الموت پیغامِ اجل لے کر آ جائے اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح پیشی ہو جائے کہ کوئی دلیل بھی نہ ہو۔

۲- اللہ تعالیٰ کے فرائض سے کسی فرض کا بوجھ اپنے ذمہ لے کر سونا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

۳- گزشتہ گناہوں پر توبہ کیے بغیر سونا کسی طرح بھی مناسب نہیں کیونکہ اگر اسی شب نقارہ اجل بج گیا' تو مُصر حالت میں ہی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری ہو گی۔

۴- سونے سے پہلے جائز وصیت لکھ رکھے کیونکہ اگر موت آ جائے تو بلا وصیت نہ ہو۔

تین قسم کے لوگ

کہا جاتا ہے کہ لوگ تین قسم پر صبح کرتے ہیں۔

۱- طلبِ مال ۲- طلبِ گناہ ۳- طلبِ راہِ راست

جو شخص طلبِ مال میں صبح کرتا ہے اسے یقین کر لینا چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کا مقدر کر دیا ہے اس سے بڑھ کر نہیں کھائے گا اگرچہ اس کے پاس مالِ کثیر ہی کیوں نہ ہو۔ طلبِ گناہ کرنیوالے کو ذلت ہی نصیب ہوتی ہے۔

طلبِ راہِ راست والے کو اللہ تعالیٰ رزق کی فراوانی بھی عطا کرتا ہے اور راہِ ہدایت بھی۔ بعض داناؤں کا کہنا ہے صبح اٹھتے وقت آدمی پر دو چیزیں لازم ہو جاتی ہیں۔

امن اور خوف

''امن اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے معاملہ میں جو ذمہ داری لی ہے اس پر مطمئن رہے''۔

''خوف اس طرح کہ جن امور کی بجا آوری کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کے بارے ہر وقت خوف رکھے کہ ان کی تکمیل کہیں ناقص نہ رہ جائے جب

یہ دو چیزیں میسر آ جائیں تو اللہ تعالیٰ بندے کو دو چیزوں سے سرفراز فرما دیتا ہے"۔

۱۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھا ہے اس پر قناعت ۲۔ حلاوتِ ایمان

تم صبح کیسے کرتے ہو

حضرت سعید بن مسروق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ربیع بن خیثم سے پوچھا گیا کہ آپ کس طرح صبح کرتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ ہماری صبحیں تو اس عالم میں ہوتی ہیں کہ ناتواں کندھوں پر گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے' اپنا رزق کھاتے ہیں اپنی موت کے منتظر ہیں۔

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ آپ کیسے صبح کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اس شخص کی کیا صبح؟ جو ایک جہاں سے دوسرے جہاں میں منتقل ہونیوالا ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا ٹھکانہ جنت ہے یا کہ جہنم! مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے پوچھا گیا کہ اے روح اللہ! آپ کی صبح کیسے ہوتی ہے؟ آپ علیہ السلام فرمایا کہ میں تو اس حالت میں صبح کرتا ہوں کہ جس کی امید لیے اٹھتا ہوں اس کا مالک نہیں ہوں' اور جس چیز کا خوف ہے اسے دور کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے' میں اس حال میں صبح کرتا ہوں کہ میرے اعمال رھن رکھے ہوتے ہیں' بھلائی ساری کی ساری میرے غیر کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں ایسا فقیر و محتاج ہوں کہ کوئی مجھ سے زیادہ محتاج نہ ہوگا۔

عامر بن قیس علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ تمہاری صبح کیسے ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری صبح کا عالم یہ ہوتا ہے کہ میرا نفس گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا ہوتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ میری عبادت میرے گناہوں کو ملیا میٹ کرتی ہے یا کہ شکرانِ نعمت الٰہی ہی بنتی ہے۔

مذکور ہے کہ حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ ایسے شخص کا کیا حال ہوگا جس کے ذمہ پانچ سو درہم قرض ہو اور

وہ ہو بھی عیالدار؛ ابن سیرین علیہ الرحمہ اپنے گھر گئے ہزار درہم اٹھائے' اور اس کے سپرد کر دیئے فرمانے لگے کہ پانچ سو سے قرض اتارو اور پانچ سو اپنے اہل خانہ پر خرچ کرو اس کے بعد پھر ابن سیرین علیہ الرحمہ نے کسی سے نہیں پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے محض اس خوف سے کہ اس کے حال کی کچھ ایسی کیفیت سے آگاہی ہو جائے کہ جسے پورا کرنا واجب ہو جائے۔

صبح ہوتے ہی شکر ادا کرو

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جسے زندگی میں صبح نصیب ہوتی ہے اس پر لازم ہے کہ وہ چار چیزوں کا شکر ادا کرے۔

۱۔ یہ کہ وہ شکر کرتے ہوئے کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَوَّرَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ الْهُدٰی وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ ضَالًّا۔

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میرے دل کو نور ہدایت سے تاباں کیا' مجھے اہلِ ایمان سے بنایا اور گمراہی کی دلدل سے محفوظ کر رکھا"۔

۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلم ۔

"سب ستائشیں اس اللہ کریم کے لیے ہیں جس نے مجھے امت محمد صلی علیہ التحیۃ والتسلیم میں سے پیدا فرمایا"۔

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ رِزْقِیْ بِیَدِ غَیْرِهٖ۔

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جس نے میرا رزق کسی اور کے ہاتھ میں نہیں دیا"۔

۴۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَتَرَ عَلٰی عُیُوْبِیْ۔

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جس نے میرے عیبوں پر پردہ ڈالا"۔

پہچان پیدا کرو

حضرت شقیق بن ابراہیم علیہ الر[illegible] ماتے ہیں کہ اگر ایک شخص دو سو سال بھی زندگی

گزار لے لیکن اسے چار چیزوں کی پہچان پیدا نہ ہو تو جہنم سے بڑھ کر کسی چیز کا حقدار نہیں۔

۱۔معرفت الٰہی ۲۔معرفتِ اعمالِ الٰہی

۳۔اپنے نفس کی معرفت ۴۔اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کی پہچان

''معرفتِ الٰہی سے مراد یہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں یہ پہچان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی عطا فرمانے والا ہے اور نہ ہی اس کی عطاؤں کو کوئی روکنے والا''۔

''اعمالِ الٰہی میں معرفت سے مراد یہ ہے کہ پہچان پیدا کر لے کہ اللہ تعالیٰ فقط اسی عمل کو ہی قبول فرماتا ہے۔ جو محض رضائے الٰہی کے لیے ہو''۔

''اپنے نفس کی معرفت سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے ضعف کو پہچان لے کہ اسے اتنی استطاعت نہیں کہ تقدیرِ الٰہی میں سے کسی چیز کو لوٹا سکے یعنی تقسیم الٰہی پہ راضی ہے''۔

''اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کی پہچان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے شر کو پہچان لے اور معرفتِ الٰہی کے ذریعے ان دشمنوں کی کمر توڑ دے''۔

انسان پر آنکھ کھولتے ہی فرائض شروع

کہا جاتا ہے کہ ابن آدم کی صبح کرتے ہی اللہ تعالیٰ دس چیزوں کو فرض کر دیتا ہے۔

۱۔ بیدار ہوتے ہی ذکرِ الٰہی میں رطب اللسان ہو جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ'' (الطور ۴۸)

''اور پاکی بیان کیجیے اپنے ربّ کی حمد کرتے ہوئے جب کہ آپ اٹھتے ہیں''۔

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا'' (الاحزاب ۴۱، ۴۲)

''اے ایمان والو! یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے اور اس کی پاکی بیان کیا

کرو صبح و شام''۔

۲۔ لباس کا اہتمام کرنا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ ۔(الاعراف:۳۱)

اے ابن آدم! پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت۔

کم از کم زینت اپنے ستر کو چھپانا ہے۔

۳۔ اپنے اوقات میں نماز ادا کرنا۔

''اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا'(النساء۱۰۳)

''بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقررہ وقت پر''۔

۴۔ کامل وضو کرنا۔

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ'' (المائدہ۶)

''اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لیے تو (پہلے) دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں سمیت اور مسح کرو اپنے سروں کا' اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت''۔

رزق کے سلسلہ میں وعدہ الٰہی پر مطمئن ہونا۔

۵۔ ''وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا''۔(ہود۶)

''اور کوئی نہیں جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق''

۶۔ تقسیم الٰہی پر قناعت کرنا۔

''نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا''(الزخرف۳۲)

''ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامانِ زیست کو اس دنیاوی زندگی میں''۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا۔

''وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ۝''(الفرقان۵۸)

''اور (اے مصطفی ﷺ) آپ بھروسہ کیجئے ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جسے کبھی موت نہیں آئیگی''۔

''وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ'' (المائدہ ۲۳)

''اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان دار''

۸۔ احکامِ الٰہی اور اس کے فیصلے پر صبر کرنا۔

''وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ'' (الطور ۴۹)

''اور آپ صبر فرمائیے آپ ربّ کے حکم سے''۔

''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا''۔ (آل عمران ۲۰۰)

''اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں)۔

۹۔ نعمتِ الٰہی پر شکر ادا کرنا۔

''وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ'' (النحل ۱۱۴)

''اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبات کرتے ہو''۔

اوّل نعمت تندرستی اور سب سے بڑی نعمت دینِ اسلام ہے نعمتیں بے اندازہ و لا تعداد ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا'' (ابراہیم ۳۴)

''اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے''۔

۱۰۔ رزقِ حلال کی طلب

''كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ''

کھاؤ پاکیزہ رزق جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔

باب ۸۷

تفکر و تدبر کا بیان

حضرت عطا بن ابی رباح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ہم نے سلام پیش کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ ہم نے کہا کہ عبداللہ بن عمرٗ عبید بن عمرٗ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے عبید بن عمر خوش آمدید کیا بات ہے تم ہماری زیارت کے لیے کیوں نہیں آتے؟ انہوں نے کہا:

زُرْغِبًّا تَزْدُدْ حُبًّا وقفے وقفے سے ملا کر محبت بڑھے گی۔ (فرمان نبوی ﷺ ہے)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنے لگے ام المؤمنین: ہمیں کوئی عجیب حدیث مبارک سنائیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے سن رکھی ہو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہی عجیب ہے ہاں مگر ایک شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بستر پر تشریف لائے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مقدس کی لطافت محسوس فرمائی حضور فرمانے لگے اے عائشہ! کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اپنے ربّ کے حضور سجدہ ریزی کر لوں میں نے عرض کی! قسم ہے وحدہ لاشریک کی: میں آپ کے قرب کو پسند کرتی ہوں لیکن آپ کی خواہش کو اس پر بھی ترجیح دیتی ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ مشکیزے سے پانی لیا' وضو کیا' اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو گئے۔ اس قدر اشک کناں ہوئے کہ روتے روتے آنسو آپ کے دامن تک

پہنچ گئے پھر دائیں ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں پہلو پر لیٹے اس قدر روئے کہ میں نے زمین کو آنسوؤں سے تر بتر دیکھا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذانِ فجر کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کس لیے روتے ہیں؟ حالانکہ آپ کے سبب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں اور میں کیوں نہ روؤں جب کہ مجھ پر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک

(آل عمران ۱۹۰،۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہلِ عقل کے لیے وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور (تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاکت ہے ایسے شخص کے لیے جو اسے پڑھ کر بھی غور و فکر نہ کرتا ہو۔

آخرت میں خوشحال لوگ

مروی ہے کہ جو ستاروں کو دیکھ کر ان کے عجائبات میں غور و فکر کرتا ہے اور قدرتِ الٰہیہ کو دیکھ کر یہ آیت تلاوت کرتا ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران ۱۹۱)

اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے۔

تو ایسے شخص کے لیے آسمان کے ہر ستارے کے عوض ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

حضرت عامر بن قیس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اخروی زندگی میں زیادہ خوشحال ومسرور وہ لوگ ہوں گے دنیا میں جن کو غموں سے پالا زیادہ پڑا ہوگا۔ اخروی زندگی میں زیادہ مسکرانے والے اور شاداں وہ لوگ ہونگے جو دنیا میں زیادہ روتے رہے ہوں گے۔ روزِ قیامت ایمان کے اعتبار سے زیادہ مخلص وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں زیادہ غور وفکر کرتے رہے ہوں گے۔

شب بھر کے قیام سے افضل

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو نیکیوں کے دروازے کھول دیتے ہیں اور برائیوں کے بند کر دیتے ہیں انہیں ان پہ اجر وثواب ملتا ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اچھائیوں کے دروازوں کو بند کر دیتے ہیں اور برائیوں کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ان کے ان اعمال پہ گناہ کبیرہ ہوگا۔ مبارکباد ہے ایسے شخص کے لیے جو نیکیوں کو پھیلاتا' برائی کا سدباب کرتا ہے۔ اور میرے نزدیک گھڑی بھر کا غور وفکر شب بھر کے قیام سے بہتر ہے۔

حضرت عمرو بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو تفکرات کے سمندر میں غوطہ زن تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مخلوق میں غور وفکر کرو خالق کائنات میں غور وفکر مت کرو۔

شیطانی وسوسہ پہ یوں کہو

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ تم میں کسی سے شخص کے پاس شیطان آ کر پوچھتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے اللہ جل شانہ نے شیطان پھر پوچھتا ہے زمین کو کس نے پیدا کیا؟ بندہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے۔

شیطان پوچھتا ہے اچھا اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص وسوسہ محسوس کرے تو یوں کہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پہ ایمان لاتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

گھڑی بھر کا غور وفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

پانچ چیزوں میں فکر کرو

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص تفکر وتدبر کی فضیلت پانا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ پانچ چیزوں میں غور وفکر کرے۔

۱- اللہ تعالیٰ کی علامات اور اس کی نشانیوں میں ۲- اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات میں

۳- جزا وثواب میں ۴- عذاب آخرت میں

۵- احسانات الٰہی اور اپنی جفاؤں میں

۱- اللہ تعالیٰ کی علامتوں اور اس کی نشانیوں میں غور وفکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نگاہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں وزمین کی تخلیق کیسے فرمائی' سورج کا مشرق سے نکلنا' مغرب میں غروب ہونا رات دن کے اختلاف اور خود اپنی تخلیق بارے غور وفکر کرے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَفِی الْاَرْضِ آیَاتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذاریات ۲۰'۲۱)

اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں' اہل یقین کے لیے اور تمہارے وجود میں بھی نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی علامات اور نشانیوں میں غور وفکر کرتا ہے تو اس سے ایمانِ الٰہی پہ یقین ومعرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات میں غور وفکر کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی طرف دیکھے کسی دانا سے پوچھا گیا کہ انعامات واحسانات میں کیا فرق ہے انہوں نے فرمایا کہ دونوں ہاتھ احساناتِ الٰہی اور ہاتھوں میں طاقت وقوت انعاماتِ الٰہی چہرہ احسانِ الٰہی اور چہرے کا حسن وجمال انعاماتِ الٰہی منہ احسانِ الٰہی اور کھانے کا ذائقہ انعاماتِ الٰہی دونوں پاؤں احساناتِ الٰہی پاؤں سے چلنا

انعاماتِ الٰہی اگر کسی بندے کے پاؤں تو ہوں لیکن چلنے کی سکت و طاقت نہ ہو تو ایسے شخص کو احساناتِ الٰہی سے تو نوازا گیا ہے لیکن انعاماتِ الٰہی کی دولت سے وہ بہرہ ور نہیں ہو سکا۔

رگیں، ہڈیاں احساناتِ الٰہی اور صحت و سلامتی اور تندرستی انعاماتِ الٰہی ہیں۔

بعض کے نزدیک نعمتوں سے مالا مال ہونا احساناتِ الٰہی اور مصیبتوں کا رفع ہونا انعاماتِ الٰہی بعض نے اس کے برعکس بیان کیا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ انعامات و احسانات ایک ہی چیز ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔

جب کوئی شخص انعامات و احسانات میں غور و فکر کرتا ہے تو یہ وصف محبتِ الٰہی میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ ثواب و جزا میں غور و فکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے لیے جنت میں جو انعام و اکرم تیار کر رکھے ہیں ان میں غور و فکر کرے کیونکہ ثواب و جزاء میں غور و فکر، ثواب میں رغبت، طلب ثواب میں جدوجہد اور اطاعتِ الٰہی میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ عذاب و عتاب میں غور و فکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے لیے جو اہانت و عذاب اور عبرت ناک انجام تیار رکھا ہے ان میں غور و فکر کرے کیونکہ اس سے خشیتِ الٰہیہ اور گناہوں سے اجتناب کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے۔

۵۔ احساناتِ الٰہی میں غور و فکر کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر غور کرے کہ اس نے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائی ہے، ان پر سزا نہیں دی بلکہ توبہ کرنے کی دعوت دی ہے اور اپنے نفس کی جفاؤں پہ غور کرے کہ کیسے احکامِ الٰہی کو ترک کرنے اور گناہ و نافرمانی کا مرتکب ہونے کو وطیرہ بنا رکھا ہے ان چیزوں میں غور و فکر حیا و شرمندگی بڑھاتا ہے۔

جب کوئی مرد خدا ان پانچ چیزوں میں غور و فکر کو اپنا شعار بنا لے تو وہ ان لوگوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔ جن کے بارے نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

لمحہ بھر کا غور و فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے

ان کے سوا اور چیزوں میں غور و فکر محض وسوسہ ہے

تین چیزوں میں غور و فکر نہ کرو

کسی دانا کا کہنا ہے کہ تین چیزوں میں غور و فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۱۔ فقر کی فکر نہ کرو کہ اس سے رنج والم بڑھتے اور حرص میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ جس نے تجھ پہ ظلم کیا ہو اس کے ظلم بارے غور و فکر نہ کرو ورنہ سنگدلی، کینہ اور مستقل غیض و غضب تیرے روگ بن جائیں گے۔

۳۔ دُنیا میں لمبی زندگی بارے بھی غور و فکر نہ کرو ورنہ مال کی محبت پیدا ہوگی، عمر رائیگاں بسر ہوگی اور اعمال میں ہلاکت و تباہی پیدا ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ تقویٰ کی بنیاد یہ ہے کہ آدمی اپنے دل سے پختہ عہد کر لے کہ وہ فضول و لایعنی چیزوں میں کبھی غور فکر نہ کرے گا جب کبھی دل فضول چیزوں کی سوچ میں مستغرق ہو جائے تو فوراً کارآمد امور کی طرف دل کی توجہ کو مبذول کر دے یہ جہاد سخت ترین بھی ہے اور افضل ترین بھی یہی عمل بندے کو مشغول رکھنے کا باعث ہے۔ جو شخص نماز کے علاوہ ایسا نہیں کر سکتا وہ نماز میں بھی اپنی توجہ کو فضول چیزوں سے ہٹانے پہ قادر نہیں ہو سکتا۔

اعمال کی تکمیل کیسے ہو

کسی دانا کا کہنا ہے عبادت کی تکمیل صدقِ نیت پہ ہے، اصلاحِ عمل کی تکمیل عجز و انکساری پہ ہے ان دونوں پہ کامل قدرت دنیا سے بے رغبتی میں مضمر ہے ان سب کی تکمیل امورِ آخرت کے فکر و غم میں پوشیدہ ہے۔ فکر و غم پہ مکمل عبور دل سے موت کو یاد کرنے اور گناہوں میں غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

ابدال کی خصوصیات

کہا جاتا ہے دس چیزیں ابدال کی خصوصیات ہیں:

۱- سینے کی سلامتی ۲- سخاوتِ مال
۳- زبان کی صدق وسچائی ۴- نفس کا عجز وانکسار
۵- تکلیف میں صبر ۶- گوشہ نشینی میں آہ وبکا
۷- مخلوقِ خدا کی خیر خواہی ۸- مومنوں کے لیے رحمدلی
۹- موت کے بارے فکر مندی ۱۰- چیزوں میں عبرت پکڑنا

سوتے وقت محاسبہ کرلیا کرو

حضرت مکحول شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اپنے بستر پہ کمر بادراز ہوتے وقت بندے کو چاہیے کہ وہ اس دن کے معمولات پہ غور وفکر کرے اگر تو دن میں عمل خیر کیا ہو تو اس پہ حمد الٰہی بجالائے اگر کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہو۔ تو استغفار کرے اور فوراً توبہ کر لے اگر ایسا نہیں کرتا تو ایسے شخص کی مثال اس تاجر کی سی ہے جو خرچ تو کرتا ہو لیکن حساب وکتاب نہ رکھتا ہو حتیٰ کہ ایک دن آئیگا کہ وہ کنگال ہو جائیگا اور اسے شعور تک نہ ہوگا۔

حکمت کو عروج کیسے

کسی دانا کا کہنا ہے کہ حکمت و دانائی چار چیزوں سے عروج پاتی ہے۔

۱- دنیاوی مشغولیت سے بدن فارغ ۲- دنیاوی لذتوں سے پیٹ خالی
۳- دنیاوی سازوسامان سے ہاتھ خالی ہوں ۴- دنیاوی امور کے انجام میں غور وفکر ہو

یعنی اپنے امور کے انجام میں غور وفکر کرے کیونکہ کیا معلوم انجام کیا ہو اور کوئی علم نہیں کہ اعمال شرفِ قبولیت بھی حاصل کرتے ہیں یا کہ نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ اعمال ہی قبول فرماتا ہے۔

حضرت فقیہہ سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے علمائے کرام کی ایک جماعت سے سنا کہ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث مبارک سنائیں جو آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر یاد کر لی ہو اور پھر مسلسل اسے بیان بھی کرتے چلے آئے ہوں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر رو پڑے اتنا روئے کہ میں نے کہا اب یہ چپ ہی نہ ہوں گے' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار کی فرمانے لگے کہ میری مائی باپ محبوب خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہو جائیں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پہ آپ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چشمہائے مبارکہ کو آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا اور کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو اپنی مخلوق بارے وہی فیصلہ فرماتا ہے جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے پھر ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی اے امام الخیر! نبی رحمت' اللہ کے نبی میں حاضر خدمت ہوں ارشاد فرمائیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو بیان نہیں فرمائی اگر تو اسے گوشہ ذہن میں محفوظ کر لے گا تو تجھے نفع دے گی اگر تو نے سن تو لیا لیکن یاد نہ کیا تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری حجت منقطع ہو جائے گی پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے' ہر آسمان کے لیے ایک فرشتہ تھا جو آسمان کے ہر دروازے کے لیے ایک دربان تھا کراماً کاتبین ہر بندے کے اعمال صبح سے شام تک لکھتے رہتے ہیں پھر انہیں لے کر آسمان کی بلندیوں کی طرف محو پرواز ہوتے ہیں بندے کے اعمال سے سورج کی چمک جیسی چمک پھوٹتی ہے یہاں تک کہ جب چمکتے ہوئے یہ اعمال آسمان دُنیا تک پہنچتے ہیں تو آسمان دُنیا کا دربان فرشتہ کہتا ہے کہ رک جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے چہرے پر دے مارو اور اسے کہہ دو کہ تیرے لیے کوئی بخشش و مغفرت نہیں ہے میں غیبت کو شمار کرنے والا فرشتہ ہوں یہ مسلمان کی غیبت کرتا رہا لہٰذا میں اس کے عمل کو آگے لے جانے کی اجازت نہ دوں گا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ محافظ فرشتے ایک بندے کے عمل لے کر اور بلندی کی طرف جاتے ہیں اس بندے کے لیے بھی نور کی تابانیاں زوروں پر ہوتی ہیں حتیٰ کہ دوسرے آسمان تک

پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل لے جا کر عمل کرنے والے کے چہرے پہ دے مارو اور اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تیری بخشش نہ فرمائے گا کیونکہ اس شخص نے تو اس عمل سے دنیا کی غرض رکھی تھی اور میں دنیاداری کے لیے جانے والے اعمال پہ مقرر فرشتہ ہوں اور اس کے اعمال کو آگے نہ جانے دوں گا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بندے کے نماز و صدقات چمک و دمک کے ساتھ محافظ فرشتے لے کر اور بلندی کی طرف جاتے ہیں اور فرشتے اس کے اعمال کثیرہ پہ متعجب ہو رہے ہوتے ہیں اور خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ تیسرے آسمان کو عبور کر جائیں گے فرشتہ کہتا ہے کہ رک جاؤ اس کے بجالانے والے پر ان اعمال کو دے مارو اور اسے کہہ دو کہ تیرے لیے بھی کوئی بخشش و مغفرت نہیں ہے میں متکبرانہ اعمال مقرر ہوں جو شخص عمل بھی کرے اور ہم نشینوں پہ تکبر بھی کرے ایسے شخص کے لیے مجھے میرے ربّ نے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے اعمال کو آگے لے جانے کی کبھی اجازت نہ دوں۔

ایک بندے کے عمل لے کر محافظ فرشتے اوپر جاتے ہیں اس کے عمل روزہ و تسبیحات وغیرہ ستاروں کی طرح روشن ہوتے ہیں چوتھے آسمان تک پہنچتے ہیں تو چوتھے آسمان کا دربانِ فرشتہ کہتا ہے کہ رُک جاؤ ان اعمال کو اس بندے کے منہ پر لے جا کر مار دو اور کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہیں فرمائے گا۔ میں خود پسندی شمار کرنیوالا فرشتہ ہوں جو عمل کرنے کے بعد خود پسندی کا شکار ہو جائے ایسے شخص کے بارے مجھے میرے اللہ کا حکم ہے کہ میں اس کے اعمال شرفِ قبولیت کے لیے آگے نہ بڑھنے دوں اس شخص کے اعمال اس کے منہ پر مار کر تین دن تک اس پہ لعنت کی جاتی رہتی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بندے کے اعمال محافظ فرشتے دیگر فرشتوں کے ساتھ لے کر اس طرح بلندی کی طرف جاتے ہیں جیسے نئی نویلی دلہن شوہر کی طرف محوِ خراماں ہوتی ہے جہاد اور دو نمازوں کے درمیان نوافل کی صورت میں اعمال لے کر پانچویں آسمان کے فرشتے کے قریب سے گزرنے لگتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے رک جاؤ یہ عمل عمل کرنیوالے کے چہرے پہ دے مارو اور اس کا بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال دو یہ شخص طالبانِ علم اور اللہ تعالیٰ

کی رضا کے لیے عمل کرنے والے شخص پہ حسد کیا کرتا تھا فرشتے اس کے اعمال کا بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال کر تادم حیات اس پہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بندے کے کامل وضو، راتوں کے نوافل اور بے شمار نمازوں کو لے کر محافظ فرشتے اوپر جاتے ہیں چھٹے آسمان کے قریب گزرنے لگتے ہیں تو دربان فرشتہ روک کر کہتا ہے کہ یہ اعمال لے جا کر اس بندے کے منہ پہ دے مارو جس کے یہ اعمال ہیں میں رحمت کا فرشتہ ہوں اس بندے میں رحمت نام کی کوئی چیز نہ تھی جب کوئی بندہ خدا تکلیف یا کسی گناہ میں مبتلا ہو جاتا تو یہ متکبرانہ روش اختیار کر لیتا میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ ایسے شخص کے اعمال کو میں آگے جانے کی اجازت نہ دوں۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محافظ فرشتے ایک اور بندے کے صدق وسچائی، اختیار دین اور تقویٰ و پرہیز گاری جیسے اعمال لے کر بلندیوں کی طرف پرواز کرتے ہیں ان کے اعمال میں بجلی کی سی چمک اور تابانی ہوتی ہے۔

ساتویں آسمان پہ دربان فرشتے کے قریب سے گزرنا چاہتے ہیں تو دربان فرشتہ روک کر کہتا ہے ان اعمال کو لے جا کر عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو اور اس کے دل کو مقفل کر دو میں حجاب کا فرشتہ ہوں اور ہر اس عمل کو روک دیتا ہوں جو رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو ان اعمال کو بجالانے کا اس کا مقصد یہ تھا کہ اسے بلندی ملے، مجلسوں میں اس کا ذکر ہو، شہر شہر قریہ قریہ اس کی باتیں ہوں میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایسے شخص کے عمل کو کبھی بھی شرف قبولیت سے ہمکنار نہ ہونے دوں۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محافظ فرشتے ایک بندے کے اخلاق حسنہ، خاموشی اور ذکر کثیر کے اعمال لے کر خوشی خوشی بلندیوں کی طرف محو پرواز ہوتے ہیں، آسمان کے ملائکہ بھی محافظ فرشتوں کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ عرش الٰہی کے نیچے پہنچتے ہیں اور اس بندے کے حق میں گواہی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم میرے بندے کے اعمال پر محافظ تھے میں اس کے دل میں نہاں رازوں پہ بھی آگاہ و نگہبان تھا میں جانتا ہوں کہ اس کے یہ اعمال میری رضا کے لیے نہیں تھے بلکہ یہ تو میرے

علاوہ دوسروں کو راضی کرنا اور ان کی نگاہوں میں مقبول بننا چاہتا تھا۔ اس پہ میری لعنت ہو' سب فرشتے کہتے ہیں الٰہ العٰلمین اس پر تیری بھی لعنت ہو اور ہماری طرف سے بھی لعنت ہو' آسمان کی مخلوق' زمین پر بسنے والی مخلوق اور ہم سب کی لعنت ہو۔

پھر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے فرمانے لگے کہ میں نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کیا عمل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! اپنے نبی رحمت کی پیروی کر! اگرچہ تیرا عمل مختصر ہی کیوں نہ ہو یقین کامل کے ساتھ ہو۔ اپنے بھائیوں کی غیبت سے اپنی زبان بند کر لے' اپنے گناہوں کا بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر ڈال اپنے بھائیوں کے کندھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ نہ ڈال' اپنی پاک دامنی اور مسلمانوں بھائیوں کی برائی کے قصیدے نہ پڑھ' اپنے مسلمان بھائیوں کو عاجز اور خود کو ممتاز و بلند نہ کر' اعمال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نہ کر۔ واللہ الموافق

باب ۸۸

علاماتِ قیامت

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر خدمت ہو کر عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: قیامت کب آئے گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے قیامت بارے وہ بھی سائل کی طرح ہی واقف ہے ہاں البتہ قیامت کی کچھ علامتیں ہیں۔

بازار مندے پڑ جائیں گے — بارشیں ہونگی لیکن فصلیں نہ اگیں گی

سود خوری عام ہو گی — حرام زادوں کی بہتات ہو گی

مال و دولت والوں کی تعظیم کی جائیگی — مسجدوں میں فاسقوں کی آوازیں بلند ہوں گی

اہل منکر اہل حق پہ غائب آ جائیں گے

انہوں نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ایسے وقت میں ہمارے لیے کیا حکم ہو گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا دین لے کر بھاگ جانا یا گھر کا کمبل اوڑھ کر خلوت نشینی اختیار کر لینا۔

ایک اور حدیث مبارک ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب بپا ہو گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ البتہ قیامت کی دس علامتیں ہیں:

۱۔ جھگڑالو سے قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

۲- فاجر و بدکار دندناتے پھریں گے۔

۳- منصف عاجز آجائیں گے۔

۴- نمازوں کی ادائیگی کو احسان خیال کیا جائے گا۔

۵- زکوٰۃ کو چٹی سمجھا جائے گا۔

۶- امانتیں غنیمتیں شمار ہوں گی۔

۷- قاری فخر و متکبر کریں گے۔

۸- بچوں کے سروں پر تاجِ حکمرانی سجا ہو گا

۹- عورتوں کے ہاتھ میں حکمرانی کی باگ ڈور ہو گی۔

۱۰- لونڈیوں سے مشورے کیے جائیں گے

قیامت کی پہلی علامت

حضرت ابوزرعہ سے مروی ہے کہ مروان کے پاس مدینہ طیبہ کے تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے سنا کہ مروان نے علاماتِ قیامت بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کی پہلی علامت دجال کا نکلنا ہے یہی لوگ مروان کے پاس سے اٹھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ مروان سے سنا تھا بیان کیا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ ارشاد فرماتے تھے کہ قیامت کی پہلی علامت مغرب سے سورج کا طلوع ہونا یا پھر دابۃ الارض کا نکلنا ہے یہ علامتیں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی پھر بیان فرمانے لگے کہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو عرش کے نیچے آکر سجدہ کرتا ہے پھر واپسی کی اجازت طلب کرتا ہے اسے اجازت دے دی جاتی ہے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ مغرب سے طلوع کرنے کا ارادہ فرمائے گا، سورج عرش کے نیچے آکر واپسی کے لیے اجازت طلب کرے گا اسے بالکل اجازت نہ ملے گی پھر اجازت مانگے گا اجازت نہ ملے گی۔ حتیٰ کہ جب سورج کو علم ہو جائیگا اگر اجازت مل بھی جائے تب بھی مشرق تک پہنچنا ممکن نہیں تو پوچھے گا میرے مولا! تو نے مجھے لوگوں سے کیوں دور رکھا؟ حتیٰ کہ جب رات کی طنابیں

سمیٹی جاری ہوں گی تو پھر سورج طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا تو اسے کہا جائیگا کہ اسی جگہ سے طلوع ہو جا پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ (الانعام:۱۵۸)

جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے ربّ کی تو نہ نفع دے گا کسی کو اس کا ایمان لانا جو نہیں ایمان لا چکا تھا اس سے پہلے یا نہ کی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی آپ (انہیں) فرمایئے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

دجّال بھی قیامت کی علامت ہے

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ دجال ملعون کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم جانتے ہیں کہ دجال جھوٹا ہے لیکن ہم تو صرف اس لیے دجال کے ساتھ پھرتے ہیں تاکہ رنگا رنگ ڈش کھائیں اور گھاس سے اپنی سواریوں کو خوب سیر کریں جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا ان سب کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال نکلے گا دائیں آنکھ سے بھینگا ہوگا۔ مادر زاد اندھوں اور ابرص زدہ لوگوں کو تندرست کر دے گا مرے ہوؤں کو زندہ کر دے گا، لوگوں سے پوچھے گا بتاؤ تمہارا ربّ کون ہے؟ جس نے کہا کہ تو ہمارا ربّ ہے؟ وہ فتنوں کی دلدل میں پھنس جائیگا اور جو کہیں گے کہ ہمارا ربّ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اسی عہد پر وہ جان دے دے گا تو وہ فتنوں سے محفوظ رہے گا مشیتِ الٰہی جب تک چاہے گی وہ زندہ رہے گا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام مغرب کی جانب سے حضور رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے آئیں گے دجال کو داخل جہنم فرمائیں گے پھر ارشاد فرمایا کہ تب قیامت قائم ہو جائے گی۔

دابۃ الارض

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک سارے اہل خانہ ایک برتن پر جمع نہ ہو جائیں گے۔ اور وہ ایک دوسرے کو صریح طور پر جانتے ہوں گے کہ کون ان میں مسلمان ہے اور کون کافر (کون بدعقیدہ و بدمذہب اور کون اہل حق میں سے' اب ایک گھر میں ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے والے جدا جدا فرقوں کے پیروکار دیکھے جا سکتے ہیں۔

عرض کیا گیا یہ کیسے ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا قربِ قیامت میں دابۃ الارض نکلے گا ہر انسان کی پیشانی کو چھوئے گا ہر پیشانی پہ ایک نقطہ ثبت کرے گا مومن کی پیشانی پہ سفید اور کافر کی پیشانی پہ سیاہ نقطہ مومن کی پیشانی پہ سفید نقطہ پھیلتا پھیلتا اس کے سارے چہرے کو روشن کر دے گا جب کہ کافر کی پیشانی پہ سیاہ نقطہ پھیل کر سارے چہرے کو تاریک رات بنا دے گا لوگوں بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہوئے بڑھے دھڑلے سے کہاں کریں گے اے مومن! یہ چیز کیسے بیچتے ہو؟ اے کافر یہ چیز کیسے لوگے؟ اور کوئی کسی دوسرے کی بات محسوس نہ کرے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دابۃ الارض کے پر اور چار ٹانگیں ہونگی تہامہ وادی کے کسی حصہ سے نکلے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ آیت مبارکہ:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (النمل ۸۲)	اور جب ہماری بات کے ان پر پورے ہونے کا وقت آ جائیگا تو ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا کیونکہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

میں الناس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اچھائی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے منع نہیں کرتے ہوں گے۔

مغرب سے طلوع شمس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا سب لوگ ایمان لے آئیں گے لیکن اس دن کسی نفس کو ایمان نفع نہیں دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو گا اپنے ایمان کی بدولت اس نے کوئی کارِ خیر نہ کیا ہوگا۔

حضرت ابن ابی عوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تم پر تمہاری تین راتوں جیسی ایک رات آئیگی' تہجد گزار تو اس رات کو پہچان جائیں گے۔ ایک آدمی اٹھے گا اپنا ورد وظیفہ پڑھ کر سو جائے گا' پھر اٹھے گا ورد وظیفہ پڑھے گا پھر سو جائے گا' پھر اٹھے گا ورد وظیفہ پڑھے گا اور پھر سو جائے گا۔ اسی دوران لوگ مضطرب و پریشان ایک دوسرے سے پوچھیں گے کیا ہوا؟ پریشان و بے قرار ہو کر مسجدوں کی طرف دوڑیں گے تب سورج مغرب سے طلوع ہو گا آسمان کے درمیان تک پہنچے گا تو پھر واپس لوٹ جائیگا۔ دوبارہ مشرق سے طلوع ہو گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ (الانعام ۱۵۹) — جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات رؤف و رحیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ انبیائے کرام علاتی (باپ کی طرف سے ایک بھائی ہیں ان کی مائیں جدا جدا اور ان کا دین ایک ہے (شریعتیں جدا جدا اور دین ایک ہے) ان سب میں میں عیسیٰ بن مریم کے زیادہ قریب ہوں میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی تشریف نہیں لائے میری امت میں وہ میرے نائب و خلیفہ ہیں وہ آسمان سے نزول

فرمائیں گے تو خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ صلیب توڑ دیں گے' جزیہ ختم کریں گے' جنگ اپنے وزار اٹھا پھینکے گی' روئے زمین عدل وانصاف سے یوں بھر جائیگی جیسے ان سے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوگی حتیٰ کہ شیر اور اونٹ' چیتا اور گائے' بھیڑیا اور بکری اکٹھے چریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔

یہودیو اب اپنی خیر مناؤ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو دجال انہیں دیکھ کر یوں پگھل جائے گا جس طرح چربی پگھلتی ہے' یہودی دم دبا کر بھاگتے پھریں گے' ان کا قتل عام ہوگا حتیٰ کہ پتھر پکاریں گے کہیں گے اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مسلمان بندے یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ اور اسے بھی واصل جہنم کر دے۔

یاجوج وماجوج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ روزانہ یاجوج ماجوج دیوار کے ملبہ کو چاٹتے ہیں جب سورج کی شعاعیں دکھائی دیتی ہیں ہیں تو ان کا سربراہ کہتا ہے کہ لوٹ چلو کل آ کر پھر چاٹیں گے واپس پلٹتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر دیوار کو سابقہ حالت پہ لے آتا ہے حتیٰ کہ جب قربِ قیامت ہوگا اور وہ اپنی مدت تک پہنچ جائیں گے چاٹتے چاٹتے سورج کی شعاعیں نظر آئیں گی تو ان کا سردار کہے گا اب لوٹ چلو کل انشاء اللہ آ کر ہم دیوار کے ملبہ کو چاٹیں گے۔ آئندہ کل جب لوٹیں گے تو دیوار کو اسی طرح پائیں گے جس طرح گزشتہ کل چھوڑ کر گئے ہوں گے' پھر ماجوج یاجوج لوگوں کی طرف نکل آئیں گے پانی کو خشک کر دیں گے لوگوں ان سے بچنے کے لیے قلعوں میں چھپ جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس کیڑے کے ذریعے اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو ہلاک فرما دے گا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یاجوج ماجوج سے مرنے والا ہر شخص اپنے صلب میں ہزار سے زائد نسل کو چھوڑ کر مرے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد لوگ بیت اللہ کا حج کریں گے۔ درخت کاشت کریں گے۔

قیامت سے پہلے

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے پہلے تاریک رات کے حصوں کی طرح کئی فتنے اٹھیں گے دل یوں مردہ ہو جائیں گے۔ جس طرح جسم مردہ ہوتے ہیں ایک شخص صبح کے وقت مومن ہوگا' شام کو کافر شام کو مومن ہوگا صبح کافر' دنیاوی قلیل مال کے عوض لوگ اپنے دین کی بولیاں لگا دیں گے۔

نیک عمل جلدی جلدی کرلو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اعمال صالحہ بجا لانے میں جلدی کرلو:

۱۔ مغرب کی جانب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے
۲۔ دجال کے فتنے سے پہلے
۳۔ دھواں ظاہر ہونے سے پہلے
۴۔ دابۃ الارض سے پہلے
۵۔ موت سے پہلے
۶۔ روزِ حشر سے پہلے پہلے

فتنے کب پیدا ہوں گے

حضرت عبداللہ بن ساباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ وقت دور نہیں کہ جب تم میں زمین کا دھنسنا شکلوں کا بدلنا اور پتھروں کا برسنا جیسے فتنے پیدا ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم! ان میں وہ لوگ بھی تو ہوں گے جو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی گواہی دیں گے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں یہ فتنے اس وقت ان میں پیدا ہوں گے جب چار چیزیں ان میں عام ہو جائیں گے۔

۱-گانے والیاں ۲-بجانے والے آلات ۳-شراب ۴-ریشم

چار فتنے ہو کر رہیں گے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ چار چیزیں واقع ہو کر رہیں گی۔ وہ آیت درج ذیل ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (الانعام:۶۵)	فرمائیے وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے اور خلط ملط کر دے تمہیں مختلف گروہوں میں اور چکھائے تم میں سے بعض کو شدت دوسروں کی۔

فرماتے تھے کہ دو چیزیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے پچیس سال بعد رونما ہو گئیں یعنی لوگ مختلف قسم کی خواہشات کے گرویدہ بھی ہو گئے اور ایک دوسرے کو گزند پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

اور باقی دو بھی لامحالہ واقع ہونگی اور وہ زمین کا دھنسنا اور زلزلوں کی بھرمار ہے۔

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو دعا سے تو چھٹکارا نصیب ہو گیا۔ زمین کے دھنسنے اور شکلوں کے بگڑنے سے جب کہ دو باقی رہیں خواہشات اور تکلیفیں۔

دھوئیں سے کیا مراد ہے

حضرت مسروق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے اسی دوران ایک شخص بیان کرنے لگا کہ روزِ قیامت آسمان سے ایک دھواں اترے گا منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں داخل ہو جائیگا جب کہ صاحبِ ایمان کی حالت اس سے زکام کی سی ہو جائے گی۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں اٹھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا جو سنا تھا کہہ سنایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے فرمانے لگے: اے لوگو! تمہارے پاس جو کچھ بھی علمی شبہ پارے ہوں کوئی پوچھے تو اسے بتا دو اگر علم نہ ہو تو پوچھنے والے سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص:۸۶)

آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہ میں بناوٹ کرنیوالوں میں سے ہوں۔

یہ کہ جب اہل قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی الٰہ العٰلمین قبیلہ مضر پہ اپنا دباؤ سخت فرما دے اے اللہ! ان پر سات سال تک میری اسی طرح مدد فرما جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد فرمائی۔ اے میرے مولا! یوسف علیہ السلام کی قوم کی سی قحط سالی ان پہ بھی نازل فرما دے قحط سالی شروع ہو گئی لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگے حتیٰ کہ شدت بھوک کی وجہ سے ان میں سے ہر شخص کو آسمان کے درمیان ہی دھواں نظر آتا تھا یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ (الدخان:۱۰)

پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہو گا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غلام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قادسیہ میں خط لکھا

کہ نضلہ بن معاویہ کوحلوان روانہ کردو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین کے حکم کے مطابق نضلہ کو تین سو گھڑ سوار دے کر فارس روانہ کر دیا۔ وہ حلوان پہنچے۔ حلوان کے مضافات پر حملہ کر کے انہوں نے بے شمار مال غنیمت اکٹھا کیا اور بہت سارے لوگ قید بنا لئے۔ واپسی پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر ان گھڑ سواروں نے قیام کیا۔ نضلہ بن معاویہ اذان دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور آپ نے صدا بلند کی۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر	پہاڑ کی اوٹ سے کسی جواب دینے والے نے جواب دیا اے نضلہ تو نے ایک عظیم وکبیر ذات کی عظمت بیان کی۔
نضلہ نے اگلا کلمہ کہا:	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ
آواز آئی:	اے نضلہ یہ کلمہ اخلاص ہے۔
نضلہ صدا بلند کی:	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ
اس نے کہا:	یہی وہ ذات ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی تھی۔
نضلہ کی اگلی صدا یہ تھی:	حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
آواز دینے والے نے کہا:	مبارک ہو ایسے شخص کیلئے جو نماز کی طرف چلے اور اس پر ہمیشہ قائم رہے۔
نضلہ نے پھر صدا بلند کی:	حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
آواز آئی:	کہ وہ فلاح وکامیاب ہو گیا جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا۔

نضلہ کے آخری کلمات اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ۔ گونجتے ہیں:

آواز آئی:	اے نضلہ جو شخص خلوص نیت سے یہ کلمات کہہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتا ہے۔

حضرت نضلہ نے اذان سے فارغ ہو کر پوچھا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ اے

آواز دینے والے، یہ تو بتا کہ تو کون ہے؟ کوئی فرشتہ ہے یا جن ہے یا کہ بندگان خدا میں سے کوئی بندہ؟ تو نے اپنی آواز تو سنا دی شکل بھی دکھاتا جا۔ ہم اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وفد ہیں۔ تب ایک سفید داڑھی اور چکی کی طرح بہت بڑے سفید بالوں اور سر والا ایک شخص ظاہر ہوا جس کے اوپر اون کی ایک چادر تھی۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم نے کہا وعلیک السلام والرحمۃ۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانبردار غلام زرنب بن بر علا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرا کر میرے لئے دعا کی تھی کہ میرے آسمان سے نازل ہونے تک تیری عمر طویل ہو۔ بہر حال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف تو نہ ہو سکا لیکن میرا اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا دینا اور انہیں کہنا اے عمر! راہ راست پر رہنمائی قائم رکھنا، میانہ روی اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے والا ہے (قیامت بپا ہونے والی ہے) اور انہیں ان سب باتوں کے بارے میں آگاہ کر دینا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ جب امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ باتیں ظاہر ہو جائیں تو پھر بھاگ دوڑ کر اپنے آپ کو بچا لانا۔

جب مرد مردوں اور عورت عورتوں سے بے نیاز ہو جانے لگے (یعنی ہم جنس پرستی جڑ پکڑ جائے) لوگ اپنا نسب چھوڑ کر خود کو دوسرے خاندان سے منسوب کرنے لگیں، بڑے چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے، چھوٹے بڑوں کی عزت نہ کریں گے، امر بالمعروف کو پس پشت ڈال دیں گے، نہی عن المنکر کو ترک کر دیں گے، طالبان علم درہم و دینار کمانے کی خاطر علم سیکھیں گے، بارش گرم دن کی طرح ہوگی، اولاد والدین کو ڈانٹے گی، کمینوں کی بہتات ہوگی، شریف النسب لوگ غیض وغضب کا شکار بنے رہیں گے۔ شریف لوگ بڑے قلیل ہوں، تعمیرات بڑی پائیدار، خواہشات کی پیروی ہوگی، دنیا کے عوض دین کی بولی لگ جائے گی، خون ریزی کو بڑا ہلکا سمجھا جائے گا، قطع رحمی عام ہوگی، احکام الٰہی کی سودے بازی ہوگی، مسجدوں کے مینار بڑے نمایاں ہوں گے، قرآن پاک بڑی ملمع سازی سے چھاپے جائیں گے، مسجدوں کو آراستہ ومزین کیا جائے گا، رشوت عام ہو جائے گی، سود خوری کا

دور دورا ہوگا، مالدار عزیز اور پیارے سمجھیں جائیں گے، سواریوں کی زین عورتوں کے ہاتھ میں ہوگی (عورتیں ڈرائیونگ کریں گی) پھر وہ شخص ہم سے غائب ہوگیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ چار ہزار کا لشکر لے کر گئے۔ اس جگہ پر آپ نے چالیس دن تک قیام کیا۔ ہر نماز کیلئے اذان دیتے لیکن آپ نے اذان کا جواب سنا اور نہ ہی کوئی اور کلام۔

واللّٰہ الموفق

باب ۸۹

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ دیکھا تو حضور اکرم ﷺ مسجد میں اکیلے ہی تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا کہ ضرور حضور اکرم ﷺ وحی کے انتظار میں یا کسی ضروری کام کی وجہ سے تشریف فرما ہوں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ اے جندب! میرے قریب آ جاؤ۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا اور میں نے خلوت میں حاضری کو غنیمت شمار کیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں وضو کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ وضو کیا ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وضو سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں نماز کا حکم دیتے ہیں، نماز کی کیا فضیلت ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز ایک بہترین عمل ہے جو چاہے اس خیر کثیر سے زیادہ حصہ لے لے جو چاہے کم لے لے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: اے نبی اللہ! آپ ہمیں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی کیا فضیلت ہے؟

حضور اکرم ﷺ: اے ابوذر! جن کے پاس عہد امانت کی پاسداری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔

اے ابوذر! اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے مال میں فقراء کی ضروریات کے مطابق زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مالداروں سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا مطالبہ فرماتا ہے نہ دینے پر

عذاب کی وعید سناتا ہے۔

اے ابوذر! زکوٰۃ سے مال کم نہیں ہوتا، بحری اور بری سفر میں مال زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے سے ضائع ہوتا ہے۔

اے ابوذر! صاحب ایمان مومن اپنے مال کی زکوٰۃ خوش دلی سے ادا کرتا ہے جبکہ مشرک زکوٰۃ کی ادائیگی سے روکتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی! آپ ہمیں روزوں کا حکم دیتے ہیں، روزے کی کیا فضیلت ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: روزہ ڈھال ہے اس کی جزا وثواب اللہ تعالیٰ کے ہی پاس ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ کے افطار کے وقت اور دوسری اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ سے ملاقات کے وقت۔

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ روز قیامت لوگوں کیلئے ایک دستر خوان بچھایا جائے گا۔ سب سے پہلے جو اس دستر خوان سے کھائیں گے وہ روزہ دار ہوں گے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: آپ ہمیں صبر کا حکم عنایت فرماتے ہیں۔ صبر کی کیا فضیلت ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: صبر کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو اور وہ اسے لوگوں کی جماعت میں لیے بیٹھا ہو۔ جماعت کا ہر شخص مشامِ جاں معطر کیے خوشی سے فرحاں وشاداں ہو رہا ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں صدقہ کا حکم عطا فرماتے ہیں اس کی کیا فضیلت ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: واہ واہ اے ابوذر! خفیہ طور پر صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے غضب وغصہ کو مٹا دیتا ہے اور علانیہ صدقہ کرنا انسان کے سات سو گناہوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے، آتش جہنم کو بجھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو ختم کرتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: آپ غلام آزاد کرنیکا حکم دیتے ہیں کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ افضل ہے؟

ارشاد نبوی ﷺ: جس کی قیمت زیادہ ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: کون سی ہجرت افضل ہے؟

حضور اکرم ﷺ: برائی کو چھوڑ دینا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: کون سے لوگ زیادہ مسلمان ہیں؟

حضور اکرم ﷺ: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: کون سا شخص زیادہ عاجز ہے؟

ارشاد نبوی ﷺ: جو دعا سے عاجز ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: کون سا شخص زیادہ بخیل ہے؟

ارشاد نبوی ﷺ: جو سلام پھیلانے میں بخل کرے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: کون سے مجاہدین افضل ہیں؟

ارشاد نبوی ﷺ: جن کے تیز رفتار گھوڑے بھی میدان جہاد کی نذر ہو جائیں اور خود اس کا اپنا بھی خون بہہ جائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: یا نبی اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونیوالے صحیفوں اور دیگر الہامی کتب کے بارے ارشاد فرمائیں کہ کب نازل ہوئیں؟

حضور اکرم ﷺ: صحائف ابراہیم علیہ السلام ماہ رمضان المبارک کی پہلی شب میں، انجیل ماہ رمضان المبارک کی بارھویں شب میں، زبور ماہ رمضان المبارک کی اٹھارھویں شب میں، تورات ماہ رمضان المبارک کی آٹھویں شب کو اور قرآن مجید ماہ رمضان کی چوبیسویں شب کو نازل ہوا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: یا نبی اللہ! انبیاء کرام اور رسولان معظم کی تعداد کتنی ہے؟

ارشاد نبوی ﷺ: انبیائے کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار جبکہ رسولان عظام تین سو تیرہ ہیں۔

عبدالوہاب بن محمد اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت بیان کرتے ہیں اور اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے عرض کی۔

اے اللہ تعالیٰ کے محبوب ومکرم نبی: رات کا کون سا وقت افضل ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: آدھی رات کے بعد والا۔

میں نے پھر عرض کی: کون سی نماز افضل ہے؟

ارشاد فرمایا: عجز وانکساری والی اور طویل نماز۔

میں نے عرض کی: کون سا صدقہ افضل ہے؟

ارشاد فرمایا: کسی تندرست قلیل المعاش انسان کی محنت ومشقت کی کمائی سے جو کسی فقیر کو دیا جائے۔

میں نے عرض کی: انبیائے کرام علیہم الصلوٰت میں سے پہلے نبی کون ہیں؟

ارشاد فرمایا: ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت آدم علیہ السلام مرسل تھے؟

ارشاد فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، ان میں روح پھونکی۔ مزید ارشاد فرمایا کہ چار انبیائے کرام سریانی تھے حضرت آدم، شیث، ادریس اور نوح علیہم السلام۔ ایک قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی سریانی تھے۔ چار عرب میں سے تھے۔ حضرت ھود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی مکرم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اے ابوذر

میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام پر کتنی کتابیں نازل فرمائیں؟

ارشاد فرمایا: ایک سو چار کتابیں۔

حضرت شیث علیہ السلام، پر پچاس صحیفے۔ حضرت ادریس علیہ

السلام پر تیس صحیفے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کے نازل ہونے سے پہلے دس صحیفے۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک نازل فرمایا۔

میں نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ! مجھے کوئی وصیت کیجئے۔

ارشاد فرمایا: خشیت الٰہی کو لازم پکڑ لو، تقویٰ کو اپنا لو یہی ہر معاملے کی بنیاد ہے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اور ارشاد فرمائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذکر الٰہی، تلاوت قرآن کو وظیفہ بنائے رکھو۔ یہ آسمانوں میں تیرے لئے نور اور زمین میں شرف وعزت اور تیرے تذکروں کا باعث ہوگا۔

راہِ خدا میں جہاد کو بھی لازم پکڑ لو کیونکہ یہی میری امت کی رہبانیت ہے۔

خاموشی کو لازم کر لو، بولو تو اچھی گفتگو کہ یہ شیطان کو دفع کرنے کا ذریعہ بھی ہے اور تیرے دینی معاملات میں تیری معاون ومددگار بھی۔ ہنسنے سے بچو اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ چہرے کا نور ختم ہو جاتا ہے۔

مسجد کا سلام اور بخیل

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے تھے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور ﷺ مسجد میں تنہا تشریف فرما ہیں۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ حضور ﷺ کی خلوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں حاضر خدمت ہو کر استفادہ کروں گا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ آپ کے معمولات میں مخل ہونے کی کوشش نہ ہی کروں۔ بہر حال میں حاضر خدمت ہو گیا۔ سلام عرض کیا اور خاموشی سے بیٹھ گیا، بڑی دیر تک بیٹھا رہا لیکن آپ ﷺ نے کوئی گفتگو نہ فرمائی۔ میں نے سوچا شاید میرا بیٹھنا آپ ﷺ کی طبع نازک پر گراں نہ ہو۔ اسی اثناء میں حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اے ابوذر! کیا تو نے دو رکعتیں ادا کر لی ہیں؟

میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعت ادا کرو۔ ہر چیز کیلئے سلام ہے اور مسجد کا سلام دو رکعت ادا کرنا ہے۔ میں اٹھا، دو رکعت ادا کیں۔ پھر کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اے ابوذر! شیطان مردود اور جن انس کے شیطانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! انسانوں میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔

شیاطین الجن والانس

پھر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ خود مجھ سے کلام نہیں فرمارہے تو میں نے ازخود گزارش کردی۔ عرض کیا اے محبوب خدا! آپ ہمیں نماز کا حکم ارشاد فرماتے ہیں اس کی کیا فضیلت ہے؟

پھر میں نے اسی ترتیب سے تمام معروضات پیش کیں جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ پھر لوگوں کا جم غفیر مسجد میں جمع ہوگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں کہ سب سے زیادہ بخیل کون ہے؟ سب نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اس سے بڑھ کر کوئی بخیل نہیں۔

ابوذر: تیرے جذبوں پر قربان جائیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک کے لئے حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو منافقوں کا ایک ٹولہ بھی ساتھ ہولیا۔ ایک ایک، دو دو کرکے منافق پیچھے رہتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فلاں شخص پیچھے مڑ گیا ہے، فلاں پیچھے رہ گیا ہے، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے اسے بلاؤ۔ اگر تو اس میں کچھ بہتری ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اگر نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے واپس لوٹا دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضرت ابوذر بھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ اگر تو ان کے ساتھ مل جانے میں بہتری ہوئی تو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ساتھ ملا دے گا۔ حضرت

ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے کمزور اونٹ کی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ اونٹ کو کوستے رہے بالآخر اونٹ سے سامان اتارا۔ اپنی پشت پر لادا اور قدم ہائے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات دیکھتے دیکھتے شدید گرمی میں تنہا ہی چلتے آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دور سے دیکھ کر عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کوئی شخص تنہا ہی ہماری جانب چلا آرہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہو نہ ہو ابوذر نہ ہو۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغور دیکھا تو عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خدا کی قسم واقعی ابوذر ہی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں چشم ہائے مبارکہ آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ ارشاد فرمانے لگے اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے۔ گرتا پڑتا تنہا ہی چلا آرہا ہے وصال بھی ان کا تنہا ہی ہوگا۔ میدان حشر میں بھی تنہا ہی اٹھے گا۔

تجھے موت بھی تنہا ہی آئے گی

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ربذہ کی طرف تشریف لے گئے تو ان کیلئے پروانہ اجل آ گیا۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ اور ایک غلام تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل وکفن دے کر راستے میں رکھ دینا۔ پہلا سوار جو وہاں سے گزرے تو اسے کہہ دینا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ تم لوگ ان کی تدفین کے معاملے میں ہماری مدد کرو۔ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ انہوں نے وصیت کے مطابق غسل وکفن کے بعد ایک شاہراہ پر ان کی میت کو رکھ دیا۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ہمراہ عراق سے آرہے تھے۔ جب غلام نے قافلے کو آتے دیکھا تو قریب آنے پر کہا۔ یہ صحابی رسول حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی تدفین کے معاملے میں ہماری مدد فرماؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سن کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ اے ابوذر تو تنہا سفر کرے گا۔ تنہا تجھے پیغام اجل آئے گا اور تنہا ہی تو میدان حشر میں اٹھے گا۔ پھر سب نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تدفین کی اور قافلہ روانہ ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دوران سفر پھر داستان تبوک بیان کرتے ہوئے حضور

اکرم ﷺ کے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادات سنائے۔

کمال درجے کا تقویٰ

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب میرے بعد تمہیں مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ کہ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ کی خاطر مصیبتوں کا سامنا کرنا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی کہ احکام الٰہی کے لئے مصائب سہنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ابوذر! سن اور فرمانبرداری کر اگرچہ ایک کالے حبشی کے پیچھے ہی نماز کیوں نہ پڑھنی پڑے۔

جب حضور اکرم ﷺ دنیائے فانی سے تشریف لے گئے۔ اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین کے طور پر منتخب فرمالیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ سلام کیا اور رونے لگے۔ فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! میں تیرے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک سن چکا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے یا میرے دور میں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے تشریف لے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین بنے۔ انہوں نے بھی بلایا اور کہا کہ میں نے تمہارے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک سن رکھا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس بات سے کہ میرے دور میں یا میری وجہ سے آپ کو کوئی مصیبت پہنچے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت طلب کی۔ میں نے کہا امیر المؤمنین ابوذر رضی اللہ عنہ اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر چاہو تو اجازت دیدو۔ فرماتے ہیں میں نے انہیں اجازت دیدی۔ وہ آئے اور آکر تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ! تیرا خیال ہے کہ تو ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہتر

ہے؟ آپ نے کہا۔ نہیں میں نے تو ایسا نہیں کہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اس پہ گواہ پیش کر سکتا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کی شگفتگی سلامت رکھے۔ میں آپ کے گواہوں کو تو نہیں جانتا البتہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

تم میں سے میرا زیادہ محبوب و مقرب وہ ہوگا جو اس عہد پر قائم ہوگا جسے میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ نصاب زندگی پورا کر کے مجھے آ ملے۔ میرے علاوہ تم سب نے دنیا سے کچھ نہ کچھ حصہ لے لیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شام حضرت امیر معاویہ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے حکم کے مطابق شام روانہ ہو گئے۔ وہاں تعلیم و تدریس کے سلسلہ کو شروع کر دیا۔ آپ اپنے علمی فیضان سے خوب دلوں کو غمگین کرتے، آنکھوں کو اشکبار کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علمی شہ پاروں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

تم میں سے کوئی شخص اس حالت میں رات نہ گزارے کہ اس کے گھر میں کوئی درہم یا دینار ہو۔ ہاں اگر راہ خدا میں خرچ کرنا ہو، یا کسی کا حق ادا کرنا ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ آپ کی باتیں سن کر رو دیے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار آپ کی خدمت میں بھیجے تا کہ آپ کے قول و فعل اور ظاہر و باطن کو پرکھا جا سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار پکڑے اور سارے کے سارے لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ ایک دینار بھی آپ کے پاس نہ رہا۔

دوسرے دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی قاصد کو طلب کر کے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ مجھے تو ہزار دینار دے کر کسی اور کے پاس بھیجا گیا تھا۔ میں غلطی سے وہ دینار آپ کو دے گیا ہوں۔

قاصد پروگرام کے مطابق آیا اور اس نے آ کر کہا کہ مجھے امیر معاویہ کے عتاب سے بچا لو۔ ہزار دینار تو انہوں نے دے کر مجھے کسی اور کے پاس بھیجا تھا لیکن میں غلطی سے آپ

کو دے گیا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے قاصد سے فرمایا کہ امیر معاویہ کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا تیرے بھیجے ہوئے دیناروں میں سے ایک دینار بھی میرے پاس نہیں ہے۔ اگر تم نے واپس لینے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو پھر ہمیں تین دن کی مہلت دیدو تاکہ ہم تمہارے دینار جمع کر لیں۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل میں یکسانیت دیکھی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا کہ اگر شام میں کوئی کام ہو تو ابوذر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر انہیں واپس بلا لینا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ میرے پاس واپس تشریف لے آؤ۔ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر امیر المومنین کو سلام کیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا ابوذر! کیسے ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا خیریت سے ہوں۔ آپ سنائیں آپ کیسے ہیں؟ پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک ستون کے پاس کھڑے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے لوگ بھی حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ عرض کرنے لگے۔ اے ابوذر رضی اللہ عنہ! ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مبارک سنائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں سنو۔ میرے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اونٹوں میں بھی صدقہ ہے، کھیتی میں بھی صدقہ ہے، درہموں میں بھی صدقہ ہے، بکریوں میں بھی صدقہ ہے۔ جو شخص اس حال میں رات گزارے کہ اس کے گھر میں ایک دینار یا درہم ہو نہ تو کسی کو ادھار لوٹانا ہو اور نہ ہی راہ خدا میں خرچ کرنا ہو تو یہ ایسا خزانہ ہے جس کے ساتھ روز قیامت داغا جائے گا۔

لوگوں نے کہا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! خدا خوفی کرو اور غور کرو کہ کیا بیان کر رہے ہو۔ مال و دولت کی بہتات لوگوں میں عام ہو چکی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ۔ اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی
وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (التوبہ:۳۴) انہیں خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی۔

دو، تین راتیں ہی گزرنے پائی تھیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پیغام موصول ہو گیا کہ آپ ربذہ چلے جائیں۔ ربذہ ایک ویران سی بستی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ربذہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک حبشی امام وہاں کے لوگوں کی امامت کراتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے گزارش کی کہ آپ امامت کے فرائض سرانجام دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور کالے حبشی کے پیچھے ہی نماز ادا کی۔ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ مجھے ارشاد فرمایا تھا سنو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ ایک سیاہ فام حبشی کے پیچھے ہی نماز کیوں نہ پڑھنا پڑے۔ وہیں آپ رضی اللہ عنہ نے سکونت اختیار کی اور وہیں آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وقت اجل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو میں رونے لگی۔ انہوں نے پوچھا کیوں روتی ہو تم؟ میں نے کہا کہ ایک ویران سی جگہ میں آپ آغوش موت میں جا رہے ہیں۔ میرے پاس کپڑا بھی نہیں کہ جس سے میں آپ کو کفن دے سکوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے نہ رو بلکہ تمہیں مبارک ہو کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت سے فرما رہے تھے میں بھی اسی جماعت میں شامل تھا کہ تم میں سے ایک شخص کو کسی ویران جگہ میں موت آئے گی اور اہل ایمان کی ایک مضبوط جماعت اس کے پاس آ موجود ہوگی۔ اس وقت میرے سوا اس جماعت میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں، کوئی کسی بستی میں فوت ہوا، کوئی جماعت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ تو میں غلط کہہ رہا ہوں اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات خلاف واقعہ ہو سکتی ہے۔ وہ شخص میں ہی ہوں لہٰذا تم شاہراہ پر کھڑے ہو کر دیکھنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کہتی ہیں' میں نے کہا کہ حجاج بھی جا چکے۔ آنے جانیوالے قافلوں سے راہیں بھی بے رونق ہو گئیں۔ بہرحال میں ایک ٹیلے پر کھڑی ہو کر دیکھتی پھر تیمارداری کے لئے واپس لوٹ آتی۔ اسی کشمکش میں' میں نے کجاووں پر سوار ایک قافلہ دیکھا۔ اپنے کپڑے کو لہرا لہرا کر

انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔ وہ جلدی جلدی میرے پاس پہنچے۔ پوچھنے لگے اے خدا کی بندی! خیریت تو ہے؟ میں نے کہا کہ ایک صاحب ایمان مسلمان آدمی وصال کر رہا ہے اس کی تجہیز و تکفین کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ میں نے کہا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ۔ وہ پوچھنے لگے صحابی رسول ابوذر رضی اللہ عنہ......؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ اپنے ماں باپ فدا کرنے لگے۔ وہ جلدی جلدی آئے، سلام کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بھی مرحبا کہا اور فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ ایک جماعت سے ارشاد فرمار ہے تھے۔ میں بھی اسی جماعت میں شامل تھا کہ تم میں سے ایک آدمی کا ویران جگہ پر انتقال ہوگا۔ مومنوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی۔ میرے سوا کوئی بھی اس جماعت میں سے زندہ نہیں ہے، ان میں سے کوئی تو کسی بستی میں اور کوئی جماعت کے ساتھ انتقال کر چکا ہے۔ ایک میں ہی ہوں اور تم صاحب ایمان لوگوں کی جماعت میرے پاس موجود ہو۔ اگر میرے پاس یا میری اہلیہ کے پاس کوئی کپڑا ہوتو مجھے اسی کپڑے میں ہی کفن دینا اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا شخص کفن دینے کی کوشش نہ کرے جو کسی قبیلے کا امیر ہو یا قاصد ہو، یا قوم کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا ہو، یا کوئی کسی رئیس کے قریب قریب رہا ہو۔ لیکن اس جماعت میں کوئی نہ کوئی ایسا تھا جس کا تعلق ان امور میں سے تھا۔ مگر ایک انصاری کہنے لگا۔ اے چچا جان! میں تمہیں کفن دوں گا میرا ان مذکورہ معاملات میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی تعلق نہیں رہا۔ میں تمہیں اپنی اس چادر میں یا دو کپڑوں میں یا ان دو عباؤں میں کفن دوں گا جنہیں میری والدہ نے خود کات کر تیار کی تھیں۔ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ اس جماعت میں موجود انصاری جوان نے آپ کو کفن دیا اور ساری جماعت کے لوگ اہل دین تھے۔ وہ لوگ واپس لوٹے تو خوشی خوشی حدیث مبارک سن کر واپس لوٹ رہے تھے۔

باب ۹۰

عبادت میں جدوجہد

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں بھلائی کے دروازوں پر تمہاری رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جی ضرور فرمائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے، صدقہ دلیل ہے، آدھی رات کو بندے کا (نوافل کیلئے) اٹھنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ روزہ کو جب تک کسی کی غیبت سے پھاڑ نہ دیا جائے اس وقت تک (شیطان سے بچنے کیلئے) ڈھال ہے۔

زادِ آخرت

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں آخرت کی زادِ راہ ہیں۔

۱۔ روزہ نفس کی صحت ہے۔

۲۔ صدقہ بندے اور آگ کے درمیان حائل پردہ ہے۔

۳۔ نماز بندے کو رب کا قرب بخشتی ہے۔

۴۔ آنسو گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں۔

اطاعت اور معصیت کی بنیادیں

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اطاعت کی بنیاد تین چیزوں پر ہیں۔

۱-خوف

۲-رجا

۳-محبت

خوف کی علامت حرام چیزوں کو چھوڑ دینا ہے۔

رجا کی علامت عبادت میں رغبت ہے۔

محبت کی علامت شوق اور ذات الٰہی کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

معصیت کی بنیاد بھی تین چیزوں پر ہے۔

۱-تکبر

۲-حرص

۳-حسد

تکبر: جب ابلیس لعین کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے تکبر کیا جس کے نتیجے میں ملعون ہو گیا۔

حرص: حرص حضرت آدم علیہ السلام میں پیدا ہوئی کہ جب انہوں نے ایک درخت کا پھل کھا کر ہمیشہ ہی کیلئے جنت میں رہنا چاہا تو وہاں سے زمین پر تشریف آوری کا حکم مل گیا۔

حسد: حسد حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور جہنم کا مستحق ٹھہرا۔

عبادت میں خلوص پیدا کرو

ہر شخص کیلئے لازم ہے کہ وہ گناہوں سے اجتناب کرے، اطاعت و ریاضت میں کوشش کرے اور خلوص نیت سے رضائے الٰہی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص چالیس دن تک خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اللہ تعالیٰ حکمت و دانائی کے چشمے اس کی زبان پر جاری فرما دیتا ہے۔

تین قسم کے لوگ

مذکور ہے کہ تین قسم کے آدمی اپنے لئے اوروں کے دلوں میں بغض پیدا کر لیتے ہیں۔

ناراضگی ان کا مقدر بن جاتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی عمارت منہدم کر لیتے ہیں وہ تین قسم کے آدمی درج ذیل ہیں۔

۱۔لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول رہنے والا۔

۲۔خود پسند

۳۔اعمال میں ریا کاری کرنیوالا۔

تین قسم کے آدمی دوسروں کے دلوں میں محبت کی جگہ بنا لیتے ہیں۔امن وعافیت کے وارث بن جاتے ہیں اور آسمان کی رفعتیں ان کا ٹھکانہ قرار پاتی ہیں۔

۱۔اچھے اخلاق کا مالک۔

۲۔اعمال میں مخلص۔

۳۔عجز وانکسار کا پیکر۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

اپنے آپ کا محاسبہ کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ ہو کیونکہ یہ تمہارے حساب وکتاب کیلئے آسانی کا پیش خیمہ ہے اور اپنے آپ کو تول لو۔اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کا وزن تولا جائے۔ایک بہت بڑی پیشی کیلئے اپنا سامان تیار رکھو۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تُعْرَضُونَ مِنكُمْ خَافِيَةٌ (الحاقۃ:۱۸) وہ دن جب تم پیش کیے جاؤ گے تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہ رہے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔جو معاش کی بجائے آخرت کی تیاری میں مشغول ہیں۔

۲۔جو آخرت کی تیاری کی بجائے حصول معاش میں مشغول ہیں۔

۳۔جو معاش اور آخرت کی تیاری دونوں میں مشغول ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ کامیاب اور عبادت گزار کے درجے پر فائز ہیں۔دوسری قسم کے لوگ ہلاک ہونیوالوں کے درجہ پر فائز ہیں۔جبکہ تیسری قسم کے لوگ خطرات مول لینے والے لوگ ہیں۔

چار چیزوں کی قدر

حضرت حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کی قدر چار قسم کے لوگ ہی پہچانتے ہیں۔

۱-جوانی کی قدر بوڑھے۔

۲-آرام وعافیت کی قدر مصیبتوں میں گرفتار لوگ۔

۳-تندرستی کی قدر بیمار۔

۴-زندگی کی قدر مرے ہوئے۔

حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ ان باتوں کا استخراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے کیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت شمار کرو۔

۱-بڑھاپے سے پہلے جوانی۔

۲-بیماری سے پہلے تندرستی۔

۳-محتاجی سے پہلے مالداری۔

۴-مشغولیت سے پہلے فراغت۔

۵-موت سے پہلے زندگی۔

انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کی قدر پہچانے اور ہر ہر گھڑی کو غنیمت جانے کیونکہ کچھ معلوم نہیں کہ دوسری گھڑی میں کیا صورتحال پیش آنیوالی ہے۔اور مرے ہوؤں کی حسرت وندامت پر غور وفکر کرے کہ وہ ہر وقت یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش کہ دو رکعتوں کی مقدار یا صرف لا الہ الا اللہ کہنے کی مقدار بھی زندگی میسر آ جائے لیکن انہیں میسر نہیں، جبکہ یہ مواقع میسر ہیں عبادت الٰہی میں سر توڑ کوشش کر۔اس سے پہلے کہ تجھ پر بھی ندامت وحسرت کا وقت آ جائے۔

اعمال کی بنیاد

حضرت حاتم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کن چیزوں پر اپنے اعمال کی بنیاد رکھی

ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ چار چیزوں پر۔

۱- میں نے یہ یقین کر لیا ہے کہ میرا رزق مقرر ہے اور جو میرے لئے مقرر ہے۔ میرے سوا کوئی اسے پا نہیں سکتا اور جو کسی اور کے لئے مقرر ہے اسے میں پا نہیں سکتا لہٰذا میں نے اپنے رزق پر کامل بھروسہ کر لیا ہے۔

۲- میں نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ مجھ پر کچھ فرائض کی ادائیگی لازم ہے۔ جنہیں میرے سوا کوئی ادا نہیں کر سکتا لہٰذا میں ان فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو گیا ہوں۔

۳- مجھے یقین کامل ہے کہ میرا رب مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے لہٰذا مجھے ہر وقت اس سے حیا آتی ہے۔

۴- مجھے یہ بھی یقین ہو چکا ہے کہ میری موت کا وقت مقرر ہے۔ وقت مقرر سے پہلے مجھے موت آ نہیں سکتی۔ لہٰذا میں بھی اپنے عملوں کے ساتھ اس کی طرف سبقت کر لوں۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ موت کی طرف سبقت کرنیکا مطلب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کی تیاری، اللہ تعالیٰ کی طرف سے منہیات سے رکنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری کرنا تا کہ ثابت قدمی اور خاتمہ بالخیر کی توفیق نصیب ہو۔

عبادت کی حلاوت کیسے ممکن ہے

کسی دانا کا قول ہے کہ کوئی شخص عبادت کی حلاوت اور چاشنی اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ عبادت میں خلوص نیت، احسان الٰہی، خوف خدا اور اخلاص کے ساتھ عمل کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا جذبہ موجود نہ ہو کیونکہ جب نیت کا عمل دخل ہو گا تو اس بات کا یقین کامل ہو گا کہ اس عمل کی توفیق اللہ جل شانہ نے ہی عطا کی ہے۔ جب اس عمل کو احسان الٰہی کا نتیجہ جانے گا تو شکر ادا کرے گا اور شکر سے اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۔ (ابراہیم:۷)

اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔

جب عمل میں خشیت الٰہیہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس عمل کا ثواب واجب ہو جائے

گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

دنیا میں ثواب اور بھلائی عبادت میں حلاوت کا نصیب ہو جانا ہے اور آخرت میں جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا ہے۔ جب اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت پیش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔ قبولیت کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بلند عبادت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

دھوکہ بازی کیا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ دھوکہ کی علامت تین چیزیں ہیں۔

۱۔ پیچھے والوں کیلئے مال جمع کر کے چھوڑ جانا۔

۲۔ گناہوں کی کثرت جو ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔

۳۔ نجات دینے والے اعمال کو چھوڑ دینا۔

مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کی بھی تین ہی صفات ہیں۔

۱۔ تفکر و تدبر کا خزینہ ہو۔

۲۔ زبان ذکر الٰہی میں مشغول ہو۔

۳۔ بدن خدمت و عبادت کیلئے مستعد

اپنے آپ سے دھوکہ بازی کی تین علامتیں ہیں۔

۱۔ شہوات نفسانیہ کی طرف جلد بڑھنا اور لغزش کھانے سے بے فکر رہنا۔

۲۔ لمبی امیدوں کے سہارے توبہ میں تاخیر کرتے رہنا۔

۳۔ آخرت کی امید رکھنا لیکن عمل کے قریب نہ جانا۔

شیطان کا مذاق

کسی دانا کا قول ہے کہ جو شخص تین چیزوں کو چھوڑ کر تین چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے اس کے بارے میں یقین کر لیجئے کہ شیطان اس سے مذاق کر رہا ہے۔

۱۔ جو شخص دنیاوی محبت کے باوجود ذکر الٰہی کی حلاوت کا دعویٰ کرتا ہے۔

۲۔ اپنے نفس کو ناراض کئے بغیر اپنے خالق کو راضی کرنے کا دعویٰ کرے۔

۳۔ مخلوق کی طرف سے تعریف کی محبت رکھنے کے ساتھ ساتھ اخلاص عمل کا دعویٰ کرے۔

نامقبول عمل کی علامت

حضرت ابونغرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چار چیزیں ہوں اور وہ ان کے ذریعے بھلائی میں اضافہ نہ کر سکے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا عمل مقبول نہیں۔

۱۔ جو شخص جہاد سے لوٹا ہو پھر بھی اس کی نیکی اور خیر میں اضافہ نہ ہو تو یہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جہاد کو بھی قبول نہیں فرمایا۔

۲۔ جو ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور بھلائیوں میں اضافہ نہ کر سکے تو یہ بھی اس چیز کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے قبول نہیں فرمائے۔

۳۔ جو شخص فریضہ حج ادا کرے اور بھلائی میں اضافہ نہ کر پائے تو یہ علامت ہے کہ اس کا حج بھی مقبول نہیں۔

۴۔ جو شخص کسی مرض سے چھٹکارا پا کر بھی اپنی نیکی اور بھلائی میں اضافہ نہیں کر پاتا تو یہ علامت ہے کہ اس کے گناہوں کا کفارہ اس کی بیماری نہیں بن سکی۔

عقلمندوں کیلئے ضروری چیزیں

مذکور ہے کہ عقلمند کیلئے چار چیزیں ضروری ہیں تا کہ اس کے اعمال درست ہو سکیں اور اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے۔

۱۔ علم تا کہ اس کا عمل اس کیلئے حجت بن سکے۔

۲۔ توکل تا کہ عبادت کیلئے اخلاص اور مخلوق سے ناامیدی حاصل ہو سکے۔

۳۔ صبر تا کہ عمل مکمل ہو سکے۔

۴۔ اخلاص تا کہ اجر سے مالا مال ہو سکے۔

طالب جنت خوب کوشش کرے

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنت کا طالب ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ خوب جدوجہد کرے، تھکن سے دبلا ہو جائے پژمردہ ہو جائے لیکن ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور و فکر نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ۔(الاحقاف : ۱۳) بے شک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔

ثابت قدمی کی علامات

کسی دانا کا قول ہے کہ ثابت قدم شخص کی علامت یہ ہے کہ وہ پہاڑ کی طرح ٹھوس ہو کیونکہ پہاڑ کی چار علامتیں ہیں۔

۱-گرمی اس کو پگھلا نہیں سکتی۔

۲-سردی اس کو منجمد نہیں کر سکتی۔

۳-ہوا اسے حرکت نہیں دے سکتی۔

۴-پانی اس کو بہا کر نہیں لے جا سکتا۔

ایسے ہی ثابت قدم شخص کی بھی چار ہی علامتیں ہیں۔

۱- جب کوئی شخص اس پر احسان کرے تو وہ احسان' ناحق اس کی طرف اسے جھکنے نہیں دیتا۔

۲- جب کوئی شخص اس سے زیادتی کرے تو زیادتی کی وجہ سے وہ اس زیادتی کرنیوالے کے ساتھ ناحق نہیں کرتا۔

۳- نفسانی خواہشات اسے احکام الٰہی سے منہ نہیں موڑنے دیتی۔

۴- دنیاوی ساز و سامان اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اسے روگردانی نہیں کرنے دیتا۔

نیکیوں کا خزانہ

مذکور ہے کہ سات چیزیں نیکیوں کا خزانہ ہے اور ان میں سے ہر ایک قرآن پاک سے

ثابت ہے۔

۱-عبادت میں اخلاص۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ (البینۃ:۵)

حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی، دین کو اس کیلئے خالص کرتے ہو۔

۲-والدین کے ساتھ حسن سلوک۔

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ (لقمان:۱۴)

کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا (آخر کار) میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے۔

۳-صلہ رحمی کرنا۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (النساء:۱)

اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

۴-امانتوں کی ادائیگی

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء:۵۸)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

۵-معصیت و نافرمانی میں کسی کی پیروی نہ کرے۔

وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (آلِ عمران:۶۴)

اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا۔

۶-اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق عمل نہ کرے۔

وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی (النازعات:۴۰) اور نفس کو خواہش سے روکا۔

۷-عبادت میں کوشش، خشیت الٰہیہ کا پیکر اور ثواب کی امید ہو۔

یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (السجدۃ:۱۶)

اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔

ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ خوف الٰہی سے روتا رہے کیونکہ درپیش آنیوالا معاملہ بڑا دشوار ہے۔

خوف خدا سے پہاڑ بھی روتے ہیں

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی کے قریب سے گزرے۔ اس بستی میں ایک پہاڑ تھا جس سے آہ و بکا اور پھوٹ پھوٹ کر کثرت سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بستی والوں سے پوچھا۔ یہ آہ و بکا اور ٹھنڈی آہیں کیسی؟ انہوں نے عرض کیا۔ اے ہمارے نبی عیسیٰ! جب سے ہم نے اس بستی میں رہائش اختیار کی ہے ہم اس پہاڑ کی کثرت سے گریہ وزاری اور آہ و بکا سن رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ الٰہ العالمین! اس پہاڑ کو اجازت دے کہ وہ میرے ساتھ کلام کرے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو نطق گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہا اے عیسیٰ! آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ تمہارا کثرت سے گریہ کناں ہونا اور پھوٹ پھوٹ کر رونا کیسا ہے؟ اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا اے عیسیٰ علیہ السلام! میں وہ پہاڑ ہوں کہ جس سے بتوں کو تراشا گیا ہے ان بتوں کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ آتش جہنم کے سپرد کرے گا۔ میں نے سن رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

فَاتَّقُو النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (البقرہ: ۲۴)

تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ پہاڑ سے کہہ دو۔ میں نے تجھے جہنم سے بچا کر اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔

پتھر، پہاڑ جو کہ اپنی سختی اور شدت کے باوجود خشیتِ الٰہیہ سے تھر تھر کانپتے اور پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں۔ مسکین وضعیف اولاد آدم کو کیا ہو چکا ہے کہ وہ جہنم کا خوف ہی نہیں کھاتی اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہے۔

اے ابن آدم خوف خدا پیدا کر، خوف خدا گناہوں سے پرہیز و اجتناب ہے۔ گناہ

بندے کیلئے اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کا باعث بنتے ہیں۔ اے بندہ خدا! تجھ میں عذاب الٰہی سہنے کی طاقت نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ:۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں سے افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم ہائے مبارکہ آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگوں کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اور رسول معظم بنا کر بھیجا ہے اور تمہیں اپنے نبی کی امت کے طور پر پسند فرمالیا ہے۔ مجھے تم پر اور تمہیں گزشتہ امتوں اور پہلے زمانے والوں پر گواہ بنایا ہے۔ انصار میں سے قیس بن عروہ نامی ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم گزشتہ امتوں پر کیسے گواہی دیں گے جبکہ نہ تو ہم ان کے زمانہ میں ہوئے اور نہ ہی وہ ہمارے زمانہ میں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے ابن عروہ! جب قیامت کا دن ہوگا، زمین کو الٹ پلٹ دیا جائے گا۔ آسمان کو کتاب کے کاغذوں کی طرح لپیٹ لیا جائے گا۔ مخلوق کو میدان حشر میں جمع ہونے کا حکم دیا جائے گا، کسی کے چہرے سیاہ کسی کے سفید ہوں گے چالیس سال تک کھڑے رہیں گے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کس چیز کے انتظار میں کھڑے رہیں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چیخ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ:۱۰۸)

اس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے، اس میں کجی نہ ہوگی اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی تو تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز۔ (طٰہٰ:۱۰۸)

یعنی بغیر بولے دونوں ہونٹ متحرک ہوں گے انہیں اس زمین کی طرف ہانکا جائے

گا۔ جس پر خون ریزی نہ ہوئی ہوگی پھر چوپاؤں کو حاضر ہونے کا حکم ہوگا۔ ایک دوسرے سے ان کی حق تلفی کا ازالہ کر دیا جائے گا پھر انہیں کہا جائے گا کہ چوپاؤ تم مٹی ہو جاؤ وہ مٹی ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا (النسا:۴۰) اور کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا۔

پھر ہر نبی کو اس کی امت سمیت لایا جائے گا اور انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ فرمادیا جائے گا۔ ان میں سے ایک گروہ جنتی اور ایک گروہ جہنمی ہوگا۔ پھر ایک منادی ندا دے گا کہ نوح علیہ السلام کہاں ہیں؟

حضرت نوح علیہ السلام آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے نوح! کیا تو نے میرا پیغام میری مخلوق تک پہنچا دیا تھا اور جو امانت تیرے سپرد کی گئی تھی وہ تو نے ادا کر دی تھی؟ حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے ہاں میرے مولا میں نے امامت بھی ادا کر دی تھی اور تیرا پیغام بھی تیری مخلوق تک پہنچا دیا تھا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو بلایا جائے گا اسے کہا جائے گا۔ اے قوم نوح! اس نوح علیہ السلام کو میں نے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تھا۔ اس نے تمہیں کلمہ اخلاص کی دعوت دی۔ کیا تم تک پیغام اس نے پہنچا دیا تھا؟ قوم نوح کہے گی کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی ڈرسنانیوالا آیا تھا اور نہ ہی کوئی خوشخبری دینے والا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے نوح! تیری امت تو تیرا انکار کر رہی ہے۔ کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ ہاں امت محمد مصطفیٰ ﷺ میرے پیغام پہنچانے پر گواہ ہیں۔ پھر ایک منادی نادے گا۔ اے بہترین امت جو لوگوں کی رہنمائی کیلئے نکالی گئی تھی۔ اے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والو پھر صفوں میں سے میری امت کھڑی ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح:۲۹) ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر ان کے سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔

کہیں گے لبیک اللہ کی طرف دعوت دینے والے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے محبوب کے امتیو! کیا تم میرے نوح کیلئے گواہی دیتے ہو؟ میری امتی کہیں گے! اے الٰہ العالمین! ہم گواہی دیتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے پیغام رسالت بھی پہنچا دیا تھا اور حق امانت بھی ادا کر دیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت کہے گی کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی تھے۔ حضرت محمد رسول ﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ لوگ کیسے گواہی دے سکتے ہیں جنہوں نے ہمارا زمانہ بھی نہیں پایا۔ میرے امتی کہیں گے اللہ جل شانہ نے جو قرآن پاک اپنے نبی مکرم ﷺ پر اتارا تھا۔ اس میں یہ ارشاد فرمایا تھا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ (نوح:۱) بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف۔

ہم نے آخر تک اسے پڑھا تھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے میری حبیب کے امتیو تم نے سچ کہا۔ میں نے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے کہ بغیر کسی حجت کے کسی کو عذاب نہ دوں گا۔ اے امت محمد ﷺ تم آپس میں ایک دوسرے پر کئے جانیوالے مظالم معاف کرالو۔ میرے اور تمہارے درمیان جو معاملات تھے وہ میں نے تمہیں معاف فرما دیئے۔

باب ۹۱

شیطان کی عداوت اور اس کے مکر کی پہچان

ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

شیطان اولاد آدم کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورہ ناس کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰـهِ النَّـاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْـخَنَّـاسِ الَّـذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (الناس)

(اے حبیب) عرض کیجئے میں پناہ لیتا ہوں سب انسانوں کے پروردگار کی سب انسانوں کے بادشاہ کی سب انسانوں کے معبود کی بار بار وسوسہ ڈالنے والے بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے جو وسوسہ ڈالتا رہتا ہے لوگوں کے دلوں میں خواہ وہ جنات سے ہوں یا انسانوں سے۔

شیطان جنوں کے سینوں میں بھی ویسے ہی داخل ہوتا ہے جس طرح انسانوں کے سینوں میں داخل ہوتا ہے اور ان کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جب ذکر الٰہی میں رطب اللسان ہو تو شیطان سینوں سے نکل جاتا ہے۔

پہچان پیدا کرو

حضور اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے حق کی طرف دعوت دینے والا اور فریضہ تبلیغ ادا کرنیوالا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ از خود کسی کو میں ہدایت کی راہ نہیں دے سکتا۔

ابلیس کو (برائی) مزین کرنے والا پیدا کیا گیا۔ اس کے بس میں بھی از خود کسی کو گمراہ کرنا نہیں ہے۔ یعنی شیطان وسوسے ڈالتا ہے۔ گناہ کو مزین کرتا ہے اس سے زیادہ اس کے بس میں نہیں ہے۔ بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ خود سے وسوسے دور کر نیکی سر توڑ کوشش کرے۔

اپنے دشمن شیطان کی مخالفت میں ہمہ وقت کمر بستہ رہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر: ۶)

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو۔

عقلمند کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دشمن اور اپنے دوست کی پہچان پیدا کرے۔ دوست کی پیروی اور دشمن کے راستے کی مخالفت کرے۔

جاہل کی علامات

کہا جاتا ہے کہ چار چیزیں جاہل کی نشانیاں ہیں۔

۱- بلا وجہ غصہ

۲- اندرون خانہ نفس کی پیروی

۳- ناحق مال اڑانا

۴- دوست دشمن کی پہچان پیدا نہ کرنا

یعنی (جاہل) اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بجائے شیطان کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بجائے شیطان کی پیروی کتنا برا تبادلہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا (الکھف: ۵۰)

بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو اور وہ ہمارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل ملا۔

عقلمند کی علامات

عقلمند کی علامتیں بھی چار ہی چیزیں ہیں۔

۱- جاہل سے بردباری

۲-باطل سے خود کو روکنا

۳-برحق مال خرچ کرنا

۴-دوست دشمن کی پہچان پیدا کرنا

لوگوں کی قسمیں

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی ملاقات ابلیس لعین سے ہوگئی۔حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا۔ابلیس مجھے یہ تو بتاؤ کہ تیرے نزدیک اولاد آدم کی طبیعتوں کی کتنی قسمیں ہیں؟ابلیس نے کہا۔

ایک قسم تو تم جیسے لوگوں کی ہے جو معصوم عن الخطا ہیں جن پر ہم ذرہ برابر بھی قادر نہیں۔

دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جو ہمارے ہاتھوں میں یوں جیسے بچوں کے ہاتھ کھلونا ہو ان کے نفس ہی ہمیں کفایت کر جاتے ہیں۔

تیسری قسم کے بارے میں ہم بڑے ہی پریشان ہیں۔ہم ان میں سے کسی ایک پر متوجہ ہوتے ہیں اور ہم اپنی ضرورت کے مطابق اس کو بھٹکا بھی دیتے ہیں لیکن وہ استغفار کی طرف کانپتے ہوئے بھاگتے ہیں۔جس کی وجہ سے ہمارا سارا کھیل برباد ہو جاتا ہے۔ہم ان سے مایوس بھی نہیں ہوتے اور اپنی خواہش کی تکمیل بھی نہیں کر پاتے۔

شیطان کے دروازے

کسی دانا کا کہنا ہے کہ میں نے اس بات پر غور و فکر کیا کہ شیطان انسان کے پاس کن دروازوں سے آتا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ انسان تک آنے کیلئے شیطان دس دروازوں کو استعمال کرتا ہے۔

پہلا دروازہ: حرص اور بدگمانی کے دروازے سے آتا ہے چنانچہ میں نے اس کا مقابلہ (ذات الٰہی پر) بھروسہ اور قناعت کے ذریعے کیا میں نے سوچا کہ قرآن پاک کی کون سی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔تو میں نے اس آیت کو پایا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود:۶)

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

میں نے اس طرح شیطان کی کمر توڑ دی۔

دوسرا دروازہ: میں نے دیکھا کہ وہ طویل زندگی اور لمبی امیدوں کا دروازہ استعمال کرتا ہے۔ میں نے اس کا مقابلہ موت کے اچانک آ جانے سے کیا۔ میں نے کہا کہ دیکھوں کون سی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔ تو اس آیت کو میں نے اس کی تائید میں پایا۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (لقمان: ۳۴) اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔

تیسرا دروازہ: میں نے دیکھا کہ شیطان آرام طلبی اور طلب نعمت کے دروازے سے آتا ہے سو میں نے زوال نعمت اور برے حساب کے خوف سے اس کا مقابلہ کیا جس کی تائید مجھے اس آیت مقدسہ سے ملی۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا (الحجر: ۳) انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں۔

اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ (الشعراء: ۲۰۵) بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم برتنے دیں۔

سو میں نے اس دروازے سے آنے سے بھی اس کی امیدوں کا بندھن توڑ دیا۔

چوتھا دروازہ: میں نے غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ خود پسندی کا دروازہ بھی استعمال کرتا ہے سو میں نے احسانات الٰہی اور آخرت کے خوف سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس آیت سے اس کی تائید مجھے ملی۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ (ھود: ۱۰۵) تو ان میں سے کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔

مجھے نہیں معلوم کہ میرا شمار کس گروہ میں ہو سو اس طرح بھی اس کی امید پاش پاش ہو گئی۔

پانچواں دروازہ: یہ میں نے غور و فکر کیا تو دیکھا کہ مسلمان بھائیوں کو حقیر جاننے اور ان کی عزت و احترام کی کمی کے دروازے کو بھی وہ استعمال کرتا ہے سو میں نے مسلمان بھائیوں کے حقوق اور ان کی عزت و احترام کی معرفت سے مقابلہ کر کے اس دروازے کو بند کر دیا ہے اس کی تائید مجھے اس فرمان الٰہی سے ملی۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:۸) حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کیلئے اسکے رسول کیلئے اورایمان والوں کیلئے ہے۔

اس طرح میں نے یہ راستہ بھی اس کا مسدود کر دیا۔

چھٹا دروازہ: میں نے غوروفکر کیا تو دیکھا کہ وہ حسد کا دروازہ بھی استعمال کرتا ہے۔ میں نے اس کا مقابلہ مخلوق کے درمیان اللہ تعالیٰ کی تقسیم اور عدل وانصاف سے کیا جس کی تائید میں نے اس آیت طیبہ سے پائی۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الزخرف:۳۲) ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامان زیست کو اس دنیوی زندگی میں۔

میں نے اس کے ساتھ شیطان کی امیدوں کو ختم کر ڈالا۔

ساتواں دروازہ: میں نے غوروفکر کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ ریاکاری اور لوگوں سے تعریف سننے کو بھی وہ اپنا دروازہ بنائے بیٹھا ہے۔ سو میں نے اخلاص نیت سے اس کا مقابلہ کیا۔ مجھے قرآن پاک کی یہ آیت اس کی تائید میں ملی۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا (الکہف:۱۱۰) تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

آٹھواں دروازہ: میں نے غوروفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ بخل وکنجوسی کے دروازے سے شیطان انسان تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ میں نے اس کا مقابلہ اس طرح کیا کہ جو کچھ مخلوق کے ہاتھ میں ہے وہ سب فنا ہونیوالا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے وہ ہمیشہ اور باقی رہنے والا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اس کی تائید پائی۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ (النحل:۹۶) جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔

نواں دروازہ: میں نے غوروفکر کیا تو دیکھا شیطان طمع اور لالچ کا دروازہ استعمال کرتا ہے۔ میں نے لوگوں سے مایوسی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا

اوراس کی تائید میں یہ آیت پائی۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:۲)

اور جو (خوش بخت) ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بنادیتا ہے اللہ اس کیلئے نجات کا راستہ۔

دسواں راستہ: میں نے غور وفکر کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ شیطان تکبر کا دروازہ استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے تواضع وانکساری سے اس کا مقابلہ کیا اور اس آیت سے اس کی تائید پائی۔

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۳)

اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

مذکور ہے کہ ابلیس لعین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایسی حالت میں آیا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ومناجات کررہے تھے۔ ایک فرشتے نے ابلیس سے کہا تیرا ناس ہو۔ ایسی حالت میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس کیا امید لے کر آیا ہے؟ ابلیس نے کہا وہی جو میں نے اس کے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے رکھی تھی جب وہ جنت میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ابلیس لعین اپنے لشکر کو حکم دیتا ہے کہ روئے زمین میں پھیل جاؤ۔ لوگوں کے پاس جا کر انہیں نماز سے باز رکھنے کیلئے اور کاموں میں مشغول کردو۔ ایک شیطان ایک ایسے شخص کے پاس آتا ہے جو نماز کی تیاری کررہا ہو۔ وہ اسے مشغول کرنیکی کوشش کرتا ہے تاکہ نماز کا وقت نکل جائے۔ اگر ایسا نہ کرسکے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ قرأت وتسبیح، رکوع وسجود اور دعائیں وغیرہ ادھوری رہ جائیں۔ اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو اس کے دل کو دنیاوی امور میں مشغول کردیتا ہے۔ اگر ایسا بھی نہ کرسکے تو سردار ابلیس

حکم دیتا ہے کہ اس شیطان کو رسی سے جکڑ کر سمندر کی تہہ میں اٹھا پھینکو۔ اگر شیطان بندے پر کسی نہ کسی طرح قادر ہو جائے تو ابلیس اس کی عزت بھی کرتا ہے اور اس پر خوشی کا اظہار بھی کرتا ہے۔ ابلیس کی بات کو نقل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ — میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔

یعنی اسلام کے راستے پر بیٹھوں گا اور گھات لگا کر بیٹھوں گا۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ — پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے سے۔

یعنی امور آخرت کے بارے میں تمہیں شک و وہم کی دلدل میں ڈال دوں گا۔

وَمِنْ خَلْفِهِمْ — اور ان کے پیچھے سے

میں ان کے لئے دنیا کو اس طرح مزین کروں گا کہ وہ اس پر مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں گے۔

وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ — اور ان کے داہنے سے

یعنی دین واطاعت کی جہت سے میں ان کے پاس آؤں گا۔

وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ — اور ان کے بائیں سے

گناہ اور معصیت کی جہت سے آؤں گا۔

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ — اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

(اعراف: ۱۷)

ایک دوسری آیت میں ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (اعراف: ۲۷) — اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (البقرہ: ۲۶۸) — شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا۔

اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر:٦) یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو۔

اللہ جل شانہ نے واضح فرمادیا کہ شیطان اولادِ آدم کا دشمن ہے اور انسان کو گمراہ کرنیکی پوری کوشش میں مصروف ہے تاکہ انہیں اپنے ساتھ ہی جہنم میں گھسیٹ کر لے جائے۔ صاحب عقل کیلئے واجب وضروری ہے کہ وہ مجاہدے میں کوشش کرے تاکہ شیطان کے داؤ فریب سے چھٹکارا پاسکے کیونکہ وہ مومنوں کا ظاہر وباہر دشمن ہے۔

مومن کے کئی اور دشمن

شیطان کے علاوہ مومن کے اور بھی کئی دشمن ہیں جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ''مومن پانچ مصیبتوں میں مبتلا رہتا ہے۔ مومن اس سے حسد کرتا ہے۔ منافق بغض رکھتا ہے، دشمن اس سے نبرد آزما رہتا ہے، شیطان اس کو گمراہ کرتا ہے، نفس اس کو سرکشی پر ابھارتا رہتا ہے۔ یعنی نفس ان امور کی طرف مائل کرتا ہے جو گمراہی اور سرکشی کا باعث بنتے ہیں۔ مسلمان کیلئے مناسب راہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے تاکہ اللہ کریم اسے دشمن پر غلبہ عطا فرمائے اور ان امور کے بجالانے کی توفیق نصیب فرمائے جو اس کی محبت ورضا کا باعث ہوں۔ یہ اس شخص کیلئے بہت آسان ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ آسان کردے۔

رنگ برنگی ٹوپی

حضرت عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی مجلس میں تشریف فرماتھے کہ مختلف رنگوں والی ٹوپی پہنے شیطان آدھمکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب آکے ٹوپی سر سے اتار کر آپ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ آپ پر سلام ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا ابلیس۔ پوچھا تو کس لئے آیا ہے؟ اس نے کہا سلام کرنے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا بڑا مقام ومرتبہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ تیرے سر پر یہ ٹوپی کیسی؟ کہنے لگا کہ میں اس کے ساتھ اولادِ آدم کے دل اچک لیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اچھا یہ بتاؤ اولادِ آدم

کا کون سا گناہ ہے کہ جس کے کرنے سے تو ان پر غالب آ جاتا ہے۔ شیطان نے کہا کہ جب انسان خود پسندی کا شکار ہوتا ہے اور اپنے عمل کو کثیر سمجھتا ہے۔ گناہ کو بھول جاتا ہے تو پھر میں اس پر غالب آ جاتا ہوں۔

شیطان کے پندرہ دشمن

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو حکم دیا کہ میرے محبوب ﷺ کے پاس چلا اور جو کچھ وہ پوچھیں اس کا انہیں جواب دیں۔ ابلیس ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں نیچے پھل لگا ڈنڈا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا ابلیس۔ پوچھا کیوں آیا ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کے ہر سوال کا جواب دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا۔ اے ملعون! میرے امت میں سے تیرے کتنے دشمن ہیں؟ اس نے کہا پندرہ۔ پوچھا کون کون سے؟ اس نے کہا۔

۱۔ آپ (ﷺ)

۲۔ انصاف پسند حکمران

۳۔ عجز و انکسار کا پیکر مالدار

۴۔ سچا تاجر

۵۔ خشیت الٰہیہ کا پیکر عالم دین

۶۔ خیر خواہ مومن

۷۔ نرم دل

۸۔ توبہ کر کے اس پر ثابت قدم رہنے والا

۹۔ حرام سے بچنے والا

۱۰۔ ہمیشہ پاک وصاف رہنے والا

۱۱۔ کثرت سے صدقہ کرنیوالا اہل ایمان

۱۲۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنیوالا اہل ایمان

۱۳- لوگوں کے لئے نفع رساں

۱۴- حافظ قرآن کثرت سے تلاوت کرنیوالا

۱۵- خاموش راتوں کو اٹھ کر قیام کرنیوالا

شیطان کے دس ساتھی

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اے ابلیس! میری امت میں تیرے ساتھی کون ہیں؟ اس نے کہا دس قسم کے لوگ۔

۱- ظالم بادشاہ

۲- متکبر مالدار

۳- بددیانت تاجر

۴- شرابی

۵- چغل خور

۶- زانی

۷- یتیموں کا مال ہڑپ کرنیوالا

۸- نماز کا ہلکا سمجھنے والا

۹- زکوٰۃ ادا نہ کرنیوالا

۱۰- لمبی امیدوں کے بندھن میں بندھا

کہنے لگا کہ یہ میرے گہرے دوست اور بھائی ہیں۔

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص اپنے گرجے میں بیٹھا محو عبادت رہتا تھا۔ برصیص نامی اس عبادت گزار کی دعاؤں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنے مریضوں کو اس کے پاس لے کر آتے۔ وہ دعا کرتا تو مریض تندرست اور صحت یاب ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ابلیس لعین نے اپنے چیلے شیطانوں کو طلب کر کے کہا کہ اس عابد نے ہمیں عاجز کر دیا ہے تم میں سے کون ہے جو اسے فتنہ میں ڈال دے؟ ایک مکار اور خبیث شیطان کہنے لگا۔ یہ فریضہ میں سرانجام دوں گا۔ اگر اسے فتنے میں مبتلا نہ کر سکا تو تیرا ساتھ مجھے نصیب نہ ہو۔ ابلیس

نے کہا یہ کام ہے بھی تیرے کرنے کا۔ عفریت شیطان اٹھا اور بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے گھر میں پہنچ گیا۔ بادشاہ کی ایک بڑی خوبرو لڑکی اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کے ہمراہ بیٹھی تھی۔ شیطان نے آ کر اس کی بیٹی کو اپنی گرفت میں لیا اور اسے پاگل کر دیا۔ بادشاہ سمیت سب اہل خانہ بڑے پریشان ہو گئے۔ پاگل ہوئے کئی دن اسے بیت چکے تھے کہ انسانی شکل میں پھر شیطان ان کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ تم اس لڑکی کی جان اس مصیبت سے چھڑانا چاہتے ہو تو فلاں راہب کے پاس لے جاؤ۔ وہ اسے دم کر دے گا۔ اس کیلئے دعا کرے گا۔ وہ چل پڑے۔ راہب کے پاس لے کر گئے۔ اس نے دعا کی تو اس کی بیماری جاتی رہی۔ جب لوٹ کر گھر آئے تو اس کو دوبارہ دیوانگی کا دورہ پڑ گیا۔ شیطان نے پھر آ کر کہا کہ اگر تم مکمل تندرستی چاہتے ہو تو کچھ دن اس لڑکی کو اسی راہب کے پاس رہنے دو۔ بادشاہ کا گھرانہ لڑکی کو راہب کے پاس چھوڑنے کیلئے چل دیا۔ لیکن راہب نے انکار کر دیا۔ جب ان کا اصرار بڑھا تو راہب نے بادل نخواستہ اسے وہاں رکھ لیا۔ راہب دن کو روزہ رکھتا، رات کو قیام کرتا۔ شیطان یوں تو لڑکی کے درپے نہ ہوتا لیکن جب راہب کھانا کھانے بیٹھتا تو اسے دیوانگی کے دورے میں مبتلا کر دیتا وہ ماؤف عقل میں راہب کے سامنے تڑپتی۔ اسی حالت میں شیطان اس لڑکی کا ستر کھول دیتا۔ راہب اس کے چہرہ پھیر لیتا اور ایک عرصہ تک راہب اس سے بچتا رہا۔ بالآخر ایک دن راہب کی نظر اس لڑکی کے چہرے اور جسم پر پڑی۔ دیکھا تو وہ ایک ایسی خوبصورت لڑکی تھی جیسی لڑکی کبھی اس نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ صبر پر یارانہ رہا۔ شیطان کے فتنے میں پھنس چکا تھا کہ نوبت بایں جارسید لڑکی سے زنا کر بیٹھا۔ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اب شیطان اسی راہب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تیرے زنا کے نتیجے میں یہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اب تو بادشاہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ ہاں شیطان اس راہت کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تیرے زنا کے نتیجے میں یہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اب تو بادشاہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ ہاں البتہ ایک صورت ہے کہ تم اس لڑکی کو قتل کر کے اسے گرجا میں بھی دفن کر دو۔ جب پوچھیں تو کہہ دینا کہ وقت اجل آیا اور وہ مر گئی۔ وہ تیری بات مان جائیں گے۔ راہب اٹھا لڑکی کی گردن کاٹی اور گرجے میں ہی دفن کر دیا۔ اس لڑکی کے اہل خانہ لڑکی کی خیریت دریافت کرنے آئے۔ اس کے بارے پوچھا تو راہب نے کہہ دیا کہ وہ تو مر چکی ہے گھر

والوں نے راہب کی بات مان لی اور واپس چلے گئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ راہب نے کہا کہ وہ تو تندرست ہوگئی تھی اور اپنے گھر چلی گئی ہے۔ لڑکی کے گھر والوں نے اس کی بات تسلیم کرلی۔ واپس چل دیئے۔ گھر نہ پہنچے پر وہ لڑکی کو اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں تلاش کرنے لگے۔ شیطان نے آکر اطلاع دیدی کہ اس کے ساتھ راہب نے زنا کر کے اسے حاملہ کردیا تھا۔ پھر جب راہب کو خوف پیدا ہوگیا تو اس پر دوسرے مطلع نہ ہوجائیں تو اسے ذبح کر کے گرجے میں دفن کردیا ہے۔ بادشاہ سنتے ہی لوگوں کے لشکر میں راہب کے پاس آیا۔ زمین کھودی تو لڑکی کو واقعی ذبح کیا ہوا پایا۔ انہوں نے تو راہب کو پکڑ لیا اور تختہ دار پر لٹکا دیا۔ جب راہب سولی پر لٹکا ہوا تھا اس وقت شیطان راہب کے پاس آکر کہنے لگا۔ یہ سب کچھ میں نے ہی تیرے ساتھ کیا ہے اور میں ہی تجھے اس مصیبت سے بچا سکتا ہوں۔ میں لڑکی کے گھر والوں کو کہوں گا کہ قتل تو کسی اور نے کیا تھا اور وہ لوگ میری بات مان بھی جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی بجائے مجھے سجدہ کرے تو راہب نے کہا کہ ایسی حالت میں میں تجھے کیسے سجدہ کرسکتا ہوں؟ شیطان کہنے لگا اگر سر کے اشارے سے سجدہ کردے تو یہی میرے لئے کافی ہوگا اور میں تیرے ساتھ راضی ہوجاؤں گا۔ اس راہب نے جان بچانے کیلئے سجدہ کردیا۔ شیطان کہنے لگا جاؤ جہنم میں مجھے تجھ سے کیا غرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ

(الحشر: ۱۶، ۱۷)

منافقین اور یہود کی مثال شیطان کی سی ہے جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے انکار کردے اور جب وہ انکار کردیتا ہے تو شیطان کہتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب العالمین ہے پھر ان دونوں (شیطان اور اس کے چیلے) کا انجام یہ ہوگا کہ دونوں آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔

انسان کے چار دشمن

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوب یاد کرلو کہ تمہارے چار دشمن ہیں۔ان میں سے ہر ایک ساتھ تجھے جہاد کرنیکی ضرورت ہے۔

دنیا: یہ دھوکہ باز اور مکار ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:۱۸۵) اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (لقمان:۳۳) اور ہرگز تمہیں اللہ کے علم پر دھوکہ نہ دے وہ بڑا فریبی۔

نفس: یہ تیرا بدترین دشمن ہے۔

شیطان: انسانی شیطان اس سے بچو کیونکہ یہ جن شیطان سے بھی بدتر اور مہلک ہے کیونکہ جن شیطان تو وسوسوں کا جال بھی ڈالتا ہے لیکن انسانی شیطان تو بدتر ساتھی ہے۔اس کی اذیت تو بالمشافہ اور بالمشاہدہ ہوتی ہے۔وہ مسلسل تجھ پر کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ تجھے نیکی سے باز رکھ ہی لیتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر گرفت مضبوط رکھتا ہے اور مرنے کے بعد کیلئے عمل کرتا ہے۔یعنی دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا ہے۔اطاعت و فرمانبرداری کے عمل بجالاتا ہے تاکہ بعد الموت اسے نفع حاصل ہو۔عاجز وہ ہے جو خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت کی امید رکھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس شخص پر تعجب نہیں جو ہلاک ہوگیا کہ کیسے وہ ہلاک ہوا۔بلکہ اس شخص پر تعجب ہے جس نے نجات پالی اور وہ کیسے نجات پالیا۔یعنی جنت مشکلات کے گھیرے میں اور جہنم شہوات و خواہشات میں گھری ہوئی ہے۔ہر نفس میں ایک شیطان وسوسے ڈالتا جبکہ ایک فرشتہ اچھے کام کی توفیق اس کے دل میں ڈالتا ہے۔شیطان مسلسل برائی کو مزین کرنے اور دھوکے میں ڈالنے میں لگا رہتا ہے۔فرشتہ اس کو روکتا رہتا ہے،نفس دونوں میں سے جس کی طرف جھک جائے وہ ہی غالب آجاتا ہے۔

باب ۹۲

رضا کا باب

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی خدمت میں ہر مہینے دو مرتبہ حاضری دیا کروں۔ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قلع کے اوپر سے ہی مجھے دیکھ لیا اور دروازے تک آنے سے پہلے پہلے ہی مجھے اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک چٹائی پر تشریف فرما ہیں اور چٹائی کے اوپر ہی اسی قدر ایک مصلیٰ بچھا ہوا ہے۔ پیوند لگی قمیض آپ زیب تن فرمائے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا۔ مجھے اپنے ساتھ مصلیٰ پر ہی بیٹھا لیا۔ پھر ہمارے امراء، انتظامیہ، مذہبی ذمہ داریوں، قیدیوں اور دیگر شعائر اسلامی کے متعلق دریافت فرمایا۔ پھر خصوصی طور پر خود میری اپنی ذات کے متعلق معلومات حاصل کی۔ پھر میں واپس جانے کیلئے اٹھا تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا گھر میں کوئی ایسا فرد موجود نہیں ہے جو ان امور کو بجالائے جنہیں آپ کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میمون! تیرے لئے تیری دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جو جائز طور پر تجھے یہاں مل جائے۔ آج ہم یہاں ہیں کل دوسری جگہ پر ہوں گے۔ پھر میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت طیبہ میں:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا

(النحل: ۵۸) رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔

میں عرب کے مشرکوں کی بد باطنی بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کے خبیثانہ عمل کو بیان فرمایا ہے جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو مومن تو تقسیم الٰہی پر راضی رہتا ہے۔ بندے کے اپنی ذات کیلئے کئے ہوئے فیصلوں سے تقدیر الٰہی بہر حال بہتر ہے۔ اے بندہ خدا! جو فیصلہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے فرماتا ہے وہ چاہے تیرے مزاج و طبیعت کے مطابق نہ بھی ہو تیرے اس فیصلے سے بہتر ہے جو تو اپنے لئے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اس کی تقدیر پر راضی رہ۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے۔

عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ـ (البقرہ: ۲۱۶)	اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے لئے فیصلہ فرما دیا ہے اسی میں تمہاری اصلاح اور تمہارے دین و دنیا کی اصلاح ہے۔ اسی پر تم راضی رہو کیونکہ حقیقت حال سے واقف نہیں ہو۔

مقامات چار ہی ہیں

کسی دانا کا قول ہے کہ مقامات چار ہی ہیں۔

۱- دنیا کی زندگی

۲- قبر کی زندگی

۳- میدان حشر

۴- ابدا دآباد ٹھکانہ جس کیلئے ہم پیدا ہوئے

دنیا کی زندگی کی مثال حاجیوں کے قافلہ میں چلنے والے کی سی ہے کہ جلد اپنی منزل پر

پہنچنے کی خاطر نہ تو راستے میں کہیں وہ اطمینان سے بیٹھتے ہیں نہ ہی سواریوں کو زیادہ دیر بٹھاتے اور نہ ہی بوجھ اتارتے ہیں۔

قبر کی زندگی کسی منزل پر ٹھہرنے والے کی سی ہے جو اپنا سامان وغیرہ اپنی سواریوں سے اتار کر ایک دن یا ایک رات آرام کر کے پھر رخصت سفر باندھ لیتے ہیں۔

میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کی مثال مکہ المکرمہ میں پہنچ جانے کی سی ہے جہاں پر دور دراز کے قافلہ جمع ہو کر فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ مناسب حج کی ادائیگی کے بعد پھر قافلہ دائیں بائیں بکھر جاتے ہیں اسی طرح روز قیامت جب حساب و کتاب ہوگا تو کچھ گروہ جنت اور کچھ جہنم کی طرف چلے جائیں گے۔

ایک ہی جواب

حضرت شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سو علماء کرام سے پانچ چیزوں کے متعلق دریافت کیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ:

عقلمند کون ہے؟ انہوں نے کہا عقلمند وہ ہے جو دنیاوی جاہ و مرتبہ کو دل میں جگہ نہ دے۔

غنی کون ہے؟ انہوں نے کہا جو تقسیم الٰہی پر راضی رہے۔

دانا کون ہے؟ انہوں نے کہا جسے دنیا دھوکے میں نہ ڈال سکے۔

فقیہہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جو زیادہ کی طلب سے رکا رہتا ہے۔

بخیل کون ہے؟ انہوں نے کہا جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچو

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے پر تین چیزوں کی بنا پر ناراض ہو جاتا ہے۔

۱- احکام الٰہی میں کوتاہی کرنے سے۔

۲- تقسیم الٰہی پر راضی نہ رہنے سے۔

۳- کسی چیز کو نہ پانے پر اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے سے۔

بعض داناؤں نے قرآن پاک کی اس آیت طیبہ

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو۔

اَیۡدِیَهُمَا (المائدہ:۳۸)

اس ضمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ فقہائے کرام کا قول ہے کہ جو دس درہم چرا لے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دس درہم کی بڑی عزت و اہمیت ہے اور اس بنا پر مومن کے ہاتھ کاٹے جارہے ہیں بلکہ ہاتھ کاٹنے کا حکم دو وجوہات کی بنا پر ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ جس کا مال چرایا گیا ہے اس کی ہتک عزت ہے۔

دوسری یہ ہے کہ چوری کرنیوالا تقسیم الٰہی پر راضی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو تقسیم فرمائی تھی یہ اس سے تجاوز کرتے ہوئے دوسروں کے مال پر قبضہ کرنیکی کوشش میں ہے۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دو تا کہ اپنی کرتوت کی سزا پائے، ساتھ ساتھ دوسروں کے نشان عبرت بھی بن جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں تھا۔ لہٰذا مومن کیلئے مناسب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم و عطا پر راضی رہے کیونکہ تقسیم الٰہی پر راضی رہنا انبیاء و صلحاء کا طریقہ ہے۔

اخلاق انبیاء

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارہ عادتیں انبیاء کرام کے اخلاق میں سے ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو تسلیم کرنا۔

۲- مخلوق سے کوئی امید نہیں رکھتے۔

۳- شیطان سے دشمنی کرتے ہیں۔

۴- اپنے نفس کے معاملات پر متوجہ رہتے ہیں۔

۵- خلق خدا پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں۔

۶- ساری مخلوق کی تکلیفوں کو برداشت کر جاتے ہیں۔

۷- جنت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ یعنی جب کوئی عمل بجالاتے ہیں تو انہیں یقین کامل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

۸- انتہا درجے کے پیکر و عجز و انکسار ہوتے ہیں۔

۹- دشمنوں سے بھی خیر خواہی سے منہ نہیں موڑتے۔

۱۰- ان کی غنا فقر ہوتا ہے۔

۱۱- ہمیشہ باوضو رہتے ہیں۔

۱۲- نہ تو دنیا پانے پر خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی کھو جانے پر رنجیدہ وافسردہ۔

زاہدوں کا اعزاز دس چیزوں میں

بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ زاہدوں کی حرمت واعزاز دس چیزوں میں ہے۔

شیطان سے دشمنی۔ اسے اپنے آپ کیلئے واجب جانتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر:۶) یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو۔ (فاطر:۶)

بلا حجت ودلیل کوئی قدم نہیں اٹھاتے یعنی کوئی ایسا عمل نہیں کرتے جو ان کیلئے روز قیامت حجت نہ بن سکے۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ (البقرہ:۱۱۱) فرمادیجئے لاؤ تم اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

ہر وقت ذائقہ موت چکھنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جان نے موت چکھنی ہے۔

(العنکبوت:۵۷، الانبیاء:۳۵، آل عمران:۱۸۵)

اللہ تعالیٰ کیلئے ہی دوستی اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی بغض رکھتے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان

عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (المجادلۃ:۲۲)
کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان۔

یعنی صدقہ ایمان کبھی اس کے ساتھ دوستی نہیں رکھتا جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ چاہے اس کا باپ، بھائی، بیٹا اور قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اچھا کا حکم دیتے ہیں برائی سے روکتے ہیں۔

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان:۱۷)
اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمیت کے کام ہیں۔

امور الٰہی میں تدبر و تفکر ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران:۱۹۱)
اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ (آل عمران:۱۹۱)

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِى الْاَبْصَارِ (الحشر:۲)
پس عبرت حاصل کرو اے دیدہ بینا رکھنے والو۔ (الحشر:۲)

اپنے دل کی نگرانی کرتے ہیں کہ کہیں ایسی چیز کی فکر نہ کرنے لگ جائیں جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (الاسراء:۳۶)
بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

تدبیر الٰہی سے بے خوف نہیں رہتے۔

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف:۹۹)
تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔ (اعراف:۹۹)

رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہوتے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ

يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الزمر:۵۳)
سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

نہ تو دنیاوی عطاؤں پر خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی دنیاوی نعمتوں کے چھن جانے پر رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ (الحدید:۲۳)
(ہم نے تمہیں یہ اس لئے بتا دیا ہے) کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز میں جو تمہیں نہ ملے اور نہ اترانے لگے اس چیز پر جو تمہیں مل جائے۔

یعنی بندے کو کوئی علم نہیں کہ بندے کی اصلاح کسی نعمت کے ملنے پر ہے یا چھن جانے پر لہٰذا اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ دونوں حالتوں میں یکساں رہے۔

مومن کی مثال امرود کے درخت کی سی اور منافق کی مثال گلاب کے پھول کی سی ہے۔

امرود کا درخت گرمی سردی میں ایک جیسا ہی رہتا ہے جبکہ گلاب ہلکی سی شدت بھی برداشت نہیں کر پاتا۔ اس کی حالت متغیر ہو جاتی ہے اسی طرح مومن بھی شدت و نرمی میں یکساں رہتا ہے۔ تقدیر الٰہی پر راضی رہتا ہے۔ جبکہ منافق تقدیر الٰہی پر راضی نہیں رہتا بلکہ نعمت کے وقت سرکشی کرتا ہے۔ مصیبت و شدت کے وقت آہ و بکا اور بے صبری لہٰذا مومن کیلئے مناسب یہی ہے کہ وہ انبیائے کرام کے طریقہ کار کو اپنائے نہ کہ کافروں اور منافقوں کی اقتداء کرتا پھرے۔

وباللہ التوفیق

باب ۹۳

وعظ ونصیحت کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورا کرم رسول کائنات ﷺ نے عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے سے پہلے تک خطبہ ارشاد فرمایا۔ہم میں سے جس نے یادرکھااس نے یادرکھا جس نے بھلادیااس نے بھلادیا۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا۔سن لو! دنیاسرسبز وشاداب اور میٹھی ہے،اللہ تعالیٰ تمہیں خلیفہ ونائب بنا کر دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل بجالاتے ہو،دنیاداری اورعورتوں کے معاملات سے بچو۔

سن لو!اولادآدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ہے کچھ ان میں سے وہ ہیں جو مومن پیدا ہوئے،حالت ایمان میں ہی جائے اور حالت ایمان میں ہی ان کاوصال ہوا۔

کچھ وہ ہیں جو حالت ایمان پر پیدا ہوئے،حالت ایمان پر جئے اور کافر ہو کر مرے۔

کچھ وہ ہیں جو کفر پر پیدا ہوئے،کفر پر جئے لیکن بحمدہ اللہ وتعالیٰ ان کا وصال حالت ایمان پر ہوا۔

سن لو!غصہ ایک شعلہ ہے جو اولادآدم کے دل میں بھڑکتا ہے۔تم دیکھتے نہیں ہو کہ غصہ والے شخص کی آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں،نتھنے پھول جاتے ہیں۔جس شخص کی غصے سے یہ حالت ہوجائے وہ زمین پرلیٹ جائے۔

سن لو!تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے دیر سے غصہ آئے اور جلد ہی ٹھنڈا ہو جائے۔جسے جلد غصہ آئے اور جلد ہی ختم ہو جائے تو وہ تو اس کے برابر ہو جاتا ہے۔

سن لو!تم میں بدترین شخص وہ ہے جسے جلد غصہ آئے اور دیر سے جائے۔اگر غصہ دیر

سے آئے پھر راضی جلدی ہو جائے تو یہ اس غصہ کا بدلہ ہو جاتا ہے۔
سن لو! بہترین تاجر وہ ہے جو لین دین میں حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ جو کسی چیز کی طلب میں تو اچھا ہو رسد میں اچھا نہ ہو تو یہ اس کا بدلہ ہو جاتا ہے۔
بدترین تاجر وہ ہے جو طلب و رسد دونوں حوالوں سے بدخواہ ہو۔
ہر دھوکہ باز کیلئے روز قیامت ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ لوگوں کے دھوکہ باز امام سے بڑھ کر کوئی دھوکہ باز نہیں ہے۔
سن لو! افضل ترین جہاد ظالم امام کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔
خبردار! تمہارے دیکھے ہوئے موقع سے حق بات کہنے سے لوگوں کا خوف تمہیں روک نہ دے۔ کلمات خطبہ کا سلسلہ ابھی جاری ہی تھا کہ سورج غروب ہونے لگا۔ ارشاد فرمایا لوگو خبردار ہو جاؤ گزشتہ دنیا سے صرف اتنی دنیا ہی باقی ہے جتنا گزرے ہوئے دن سے سورج کے غریب کا وقت باقی ہے۔

جنت میں مومن ہو جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ حنین کے موقع پر آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آپ کے ساتھ حاضر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ جہنمی ہے جو مسلمان ہونے کے دعویدار تھا۔ جب میدان کارزار میں گھمسان کا رن پڑا تو اس نے ایک شخص کے ساتھ خوب جنگی جوہر دکھائے۔ ایک صحابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر وقت ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا جس کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے۔ رب ذوالجلال کی عزت کی قسم! اس نے تو راہ خدا میں خوب جنگی جوہر دکھائے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بہرحال وہ ہے جہنمی۔ قریب تھا کہ لوگ شکست میں مبتلا ہو جاتے۔ اسی دوران وہ زخموں کی شدت تکلیف سے کراہنے لگا۔ تکلیف سے تنگ آ کر اس نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ایک تیر نکالا اور نازیبا کلمات کہتے ہوئے اس نے خود کو تیر مار کر خودکشی کر لی۔ مسلمان دوڑتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ آپ کا فرمان سچ ثابت ہوگیا۔فلاں آدمی نے حق سے تجاوز کیا اور خودکشی کر لی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اے فلاں صحابی اٹھو اور اعلان کردو کہ جنت میں مومن ہی داخل ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔نماز اور روزہ کی کثرت کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ معاملہ کا خاتمہ دیکھا جاتا ہے۔

تقدیر کا لکھا ہی غالب ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (سچے اور سچائی کی تصدیق کیے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جب تم میں سے کوئی پیدا ہوتا ہے تو دنیا میں آنے سے پہلے چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔پھر نطفہ خون کے لوتھڑے میں تبدیل ہو کر چالیس دن تک، پھر لوتھڑا گوشت کی بوٹی میں تبدیل ہو کر چالیس دن تک پیٹ میں رہتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو چار کلمات آ کر تحریر فرماتا ہے۔عمر، امید، عمل اور رزق۔پھر اس کے بدبخت، خوش بخت ہونے کے لکھنے جانے کا فرشتے کو حکم ہوتا ہے۔ایک آدمی اہل جنت کے اعمال بجالاتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کی لکھت اس پر غالب آ جاتی ہے اور اس کا خاتمہ اہل جہنم کے اعمال پر ہوتا ہے اور جہنم اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

کوئی شخص جہنمیوں والے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کی لکھی سعادت مندی غالب آ جاتی ہے۔اس کا خاتمہ اہل جنت کے سے اعمال پر ہوتا ہے اور وہ جنتی بن جاتا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ اس پہلی حدیث کے موافق ہے کہ "اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے"۔
لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے خاتمہ بالایمان اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا ہے۔کیونکہ نزع کے وقت سب سے زیادہ خوف سلب ایمان کا ہی ہوتا

ہے۔

بہت بڑا اعزاز

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے الہ العالمین! میری سب سے بڑی خوش بختی یہ ہے کہ تو نے مجھے نعمت ایمان سے سرفراز فرمایا ہے اور سب سے زیادہ خوف بھی مجھے اس بات پر ہے کہ کہیں مجھ سے یہ سلب نہ ہو جائے جب تک میں اس خوف میں مبتلا ہوں۔ مجھے امید قوی ہے کہ تو مجھ سے یہ اعزاز سلب نہیں کرے گا۔

ایمان کے ضائع ہونے کا خدشہ

حضرت ابوالقاسم حکیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی ایسا گناہ بھی ہے بندے کیلئے سلب ایمان کا سبب بن سکتا ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں تین گناہ ایسے ہیں جو بندے کے ایمان کو سلب کر لیتے ہیں۔

۱- ایمان کی دولت سے جو مالا مال کیا گیا ہے اس اعزاز پر شکر نہ کرنا۔

۲- ایمان کے ضائع ہو جانے کا خوف نہ رکھنا۔

۳- اہل اسلام پر ظلم کرنا۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ایک ہزار سال تک جہنم میں رکھ کر نکالا جائے گا اور پھر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کاش وہ شخص میں ہی ہوتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان خاتمہ کے خوف کی بنا پر تھا۔ صالحین اسی طرح ہی اپنے خاتمہ سے ڈرتے رہیں۔

باب ۹۴

حکایات

حکایت نمبرا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں میری کالی رنگت اور میری بدصورتی مجھے جنت میں نہ جانے دی گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے رسول کے لائے ہوئے دین اسلام کے پیغام پر ایمان و اعتقاد رکھتا ہے؟ اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں نے اس مجلس میں حاضر ہونے سے آٹھ مہینے پہلے اس بات کی شہادت دے کر اسلام قبول کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول اور اس کے بندے ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں موجود ان غلامان مصطفیٰ کو بھی اور جو جہاں موجود نہیں ہے ان سب کو شادی کے پیغامات دیئے لیکن میری کالی رنگت اور میری بدصورتی کی بنا پر کسی نے بھی میرے نکاح کے پیغام کو قبول نہیں کیا حالانکہ میں قبیلہ بنو سلیم میں سے ایک معزز خاندان کا فرد ہوں۔ مجھ پر کالی رنگت کا غلبہ میرے ننھیال کی وجہ سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ آج عمر بن وہب حاضر خدمت ہوا ہے؟ عمر بن وہب بنو ثقیب قبیلے میں سے ایک شخص تھا جو نیا نیا دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ عرض کیا گیا کہ نہیں۔ آج مجلس میں موجود نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کالے شخص سے پوچھا کیا تم نے اس کے گھر کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرنے لگا جی حضور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ۔ نرمی سے اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ پھر سلام کہو۔ جب اندر داخل ہو جاؤ تو کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری صاحبزادی کی شادی میرے ساتھ کر دی ہے۔

جبکہ عمرو بن وہب کی بیٹی ایک دانا، خوبصورت، شیریف الطبع اور حسن و جمال میں بے مثل تھی۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق وہ شخص عمرو بن وہب کے دروازے پر آیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، اہل خانہ نے عربی زبان میں گفتگو سن کر مرحبا کہتے ہوئے اس کیلئے دروازہ کھول دیا۔ لیکن جب انہوں نے اس کی بدصورتی اور کالی رنگت کو دیکھا تو طبیعتیں مکدر ہو گئیں۔ اس نے اندر داخل ہو کر کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے تمہاری صاحبزادی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے۔ اہل خانہ نے سنا تو اسے بڑی سختی سے واپس لوٹا دیا۔ وہ شخص جواب سن کر گھر سے نکلا اور حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونے کیلئے چل پڑا۔ عمرو بن وہب کی لڑکی نے والد کو آواز دی۔ اے ابا جان! نجات کی طرف دوڑو، نجات کی طرف دوڑو۔ اس سے قبل کہ وحی کے ذریعے تمہاری رسوائی نہ نازل ہو جائے۔ اگر رسول اکرم ﷺ نے میری شادی اس سے کر دی ہے تو میں اللہ کریم اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا پر راضی ہوں۔ (یہ نہ دیکھیں کہ کون پیغام نکاح لے کر آیا ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کس نے پیغام دے کر بھیجا ہے) بنو ثقیب کا بوڑھا سردار عمرو بن وہب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قریب ہو کے بیٹھ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے رسول پر ان کے پیغام کو لوٹا دیا تھا؟ اس نے عرض کی ج حضور میں توبہ و استغفار کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ شاید یہ شخص غلط بیانی سے کام لے رہا ہو۔ جب پتا چلا کہ واقعی آپ نے ہی اسے بھیجا تھا تو ہم نے بیٹی کی شادی کا بندوبست کر لیا ہے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول کی ناراضی سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ چار سو درہم کے عوض اس کی شادی طے ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے دولہا سعد سلمیٰ کو اپنی بیوی کے پاس جانے کا حکم عنایت فرما دیا۔ اس نے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات کبریا کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میرے پاس تو ایک کوڑی بھی نہیں۔ ہاں البتہ میں اپنے بھائیوں سے مطالبہ کرتا ہوں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا حق مہر تمہارے تین اہل ایمان بھائی ادا کریں گے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے دو سو درہم لے آؤ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو سو اور کچھ زائد درہم عطا فرما دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے

پاس بھیجا تو انہوں نے بھی دوسو سے زائد درہم عطا فرمادیئے۔ پھر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی دوسو سے زائد درہم عطا فرمادیئے۔ دریں اثناء وہ بازار گئے تاکہ زوجہ کی رخصتی کا سامان خرید سکیں۔ اچانک کانوں میں کسی منادی کی آواز ٹکراتی ہے۔

اے اللہ تعالیٰ کی جماعت جہاد کیلئے کمر کس لو، منادی لوگو، لوگو تیاری کرلو کی آواز دے رہا تھا۔ اس شخص نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا الہ العالمین! آسمان وزمین اور ہمارے پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود میں ان درہموں کو آج وہاں خرچ کروں گا جہاں اللہ، رسول اور مومنوں کے نزدیک پسندیدہ ترین ہوں گے۔ انہیں درہم سے اس نے گھوڑا، تلوار، نیزہ اور ڈھال خریدی۔ اپنا پٹکا کمر کے ساتھ باندھا، آنکھوں کے پپوٹوں کے سوا چہرے کو پگڑی کے پلو سے ڈھکا ہوا تھا۔ مہاجرین کی صف میں آکر کھڑا ہوگیا۔ مہاجرین کہنے لگے یہ گھڑ سوار کون ہے ہم تو اسے نہیں جانتے؟ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم اس شخص کی چھان بین سے باز آجاؤ۔ ممکن ہے کہیں دور دراز سے بحرین یا شام سے آیا ہو اور دین اسلام بارے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اس نے چاہا کہ میں بھی مجاہدین کے ساتھ شامل ہوکر ان کی حوصلہ افزائی کرلوں۔ لیکن جنگ وجہاد کا معرکہ بپا ہوا تو اس نے نیزہ بازی اور شمشیر زنی کا حق ادا کردیا۔ اسی دوران اس کا گھوڑا بھی مارا گیا۔ اس شخص نے اپنی آستین چڑھائی اور جہاد کیلئے آمادہ ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کالے کالے بازو دیکھے تو پہچان لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو سعد ہے؟ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں ہاں میں سعد ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیری کوششیں بھی سعادت مند ہوگئیں۔ وہ مسلسل نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتا رہا۔ کئی ایک دشمنان خدا کو جہنم رسید کیا۔ پھر شور اٹھا کہ سعد شہید ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف لائے۔

اسے اٹھایا، اس کے سر کو اپنی گود میں رکھا۔ اس کے چہرے سے ید اللہ والے ہاتھوں سے اپنے کپڑے کے ساتھ مٹی صاف کی اور ارشاد فرمایا۔ کتنی پاکیزہ ہے تیری خوشبو اور تو اللہ اور اس کے رسول کو کتنا محبوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے اور پھر کچھ دیر بعد ہی تبسم فرمانے لگے۔ رخ انور کو دوسری طرف کرکے ارشاد فرمانے لگے رب کعبہ کی قسم! یہ حوض پر پہنچ گیا

ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حوض کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے جو حوض عطا کیا ہے اس کی چوڑائی صنعا سے بصریٰ تک ہے۔ اس کے کنارے یاقوت اور موتیوں سے مرصع ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو اس سے ایک مرتبہ پی لے پھر کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے پہلے آپ کو روتے، پھر ہنستے اور پھر رخ انور کو دوسری طرف کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سعد سے جو پیار تھا اسی پیار کے شوق نے مجھے رلا دیا۔ پھر تبسم اس لئے فرمایا کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا مقام ومرتبہ اور قدر واحترام دیکھا تو خوش ہوا۔ چہرہ اس لئے پھیرا کہ میں نے اس کی حور العین بیویوں کو اس کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے دیکھا۔ جلدی میں ان کی پنڈلیاں کھلی ہوئی ہیں اور ان کی پازیبیں نظر آ رہی ہیں۔ سو میں نے شرم وحیا کی بنا پر رخ انور کو پھیر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ اس کے ہتھیار وغیرہ لے جا کر اس کی بیوی کو دیدو اور کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے بہترین بیویوں سے اس کی شادی فرمادی ہے۔

حکایت نمبر۲۔ اعمال کا وسیلہ کارگر ثابت ہوا

حضرت سعد بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلے زمانے میں تین آدمی سیر وتفریح کیلئے گھر سے نکلے۔ راستے میں ایک جگہ یہ جارہے تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔ بارش سے بچنے کیلئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لے لی۔ اس دوران پہاڑ سے ایک لڑکھڑاتا ہوا پتھر غار کے دہانے پر آ کر گرا اور غار کا دروازہ بند ہوگیا۔ کہنے لگا لو نام ونشان بھی گیا اور رابطہ بھی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات طیبہ اور اعمال صالحہ کے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں یعنی ان تین میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال صالحہ کا واسطہ دے کر دعا کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرمادے۔

ایک کہنے لگا۔ الٰہ العالمین! تو خوب جانتا ہے کہ میں اپنی ایک چچازاد بیٹی سے جنون کی حد تک پیار کرتا تھا۔ میں نے اسے اپنے مطلب برآوری کیلئے آمادہ کرنے کی کوشش کی

لیکن وہ تیار نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ کسی شدید حاجت سے وہ دوچار ہوگئی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کا شوہر بیمار ہوگیا۔ بچے چھوٹے تھے، وہ خاندان قحط کا شکار ہوگیا۔ میری چچازاد بیٹی میرے پاس آئی بلکہ بار بار آ کر مجھ سے قحط سالی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کرتی۔ میں اسے کہتا میرا وہی مطالبہ ہے۔ مطلب برآوری کے لئے تیار ہوجا۔ پھر ہر ممکن تیری حاجت پوری کردی جائے گی۔ لیکن وہ ہر بار انکار کردیتی۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ جب اس کی حاجت شدت اختیار کرگئی۔ میرا مطلب برآوری کا مطالبہ بھی اصرار پکڑ گیا تو اس نے بامجبوری حامی بھرلی۔ میں اس کے اوپر اس طرح بیٹھ گیا جس طرح کہ ایک شوہر اپنی بیوی پر بیٹھتا ہے تو وہ تھر تھر کانپنے لگی اور کہنے لگی حق مہر ادا کئے بغیر تیرے لئے مہر توڑنا جائز نہیں ہے۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی ضرورت سے بڑھ کر اسے مال دیدیا۔

میرے کریم مولا! اگر تو جانتا ہے کہ یہ سب کچھ محض میں نے تیری رضا کیلئے کیا تھا تو تو ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرمادے۔ غار کے دروازے سے پتھر تھوڑا سا سرک گیا۔

دوسرے نے کہا۔ یااللہ! تو جانتا ہے کہ میرے بوڑھے ماں باپ تھے۔ ایک رات میں ان کیلئے دودھ دھو کر لایا تو وہ میرے آنے سے پہلے سو چکے تھے۔ میں نے انہیں بیدار کرنا مناسب نہ جانا اور مجھے یہ بھی خدشہ لاحق ہو رہا تھا کہ اگر بکریوں کی نگہبانی کیلئے نہ جاسکا تو درندے انہیں پھاڑ کھائیں گے۔ لیکن میں نے بکریوں کی طرف جانے کی پرواہ نہ کی اور قدموں کی آہٹ کی آواز بھی روک لی۔ ہاتھ میں دودھ کا برتن اٹھائے والدین کی بیداری کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ کھڑے کھڑے صبح ہوگئی۔ میرے مولا اگر میرا یہ عمل تیری رضا کیلئے تھا تو تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدے۔ پتھر تھوڑا سا سرک گیا۔

تیسرے نے کہا یا اللہ العالمین! تو جانتا ہے کہ میں نے کچھ مزدور اجرت پر لئے۔ ہر مزدور کی مزدوری دومد طعام قرار پائی۔ سب نے اپنے اپنے کام کے مطابق پوری پوری اجرت لے لی۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میرا کام دوسرے سے زیادہ تھا۔ لہٰذا مجھے مزدوری بھی دوسروں سے زیادہ ملنی چاہئے۔ میں نے انکار کیا تو وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک آدمی آدھا دن گزر جانے کے بعد آیا لیکن

اس نے آدھے دن میں اتنا کام کیا جتنا دوسرے مزدوروں نے سارے دن میں کیا۔ میں نے دیکھا تو میں نے اس شخص کو بھی سارے دن کی اجرت دیدی۔ مزدوروں میں سے ایک شخص کہنے لگا یہ آدھا دن گزر جانے کے بعد آیا۔ میں نے سارا دن لگایا ہے اور تو نے اجرت ہم دونوں کو برابر دی ہے۔ میں نے کہا اے بندہ خدا! میں نے تیری اجرت میں کچھ کمی تو نہیں کی۔ وہ غصہ میں آ گیا اور اپنی اجرت بھی چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کے دو مد غلے کو کاشت کر دیا۔ اس سے جو آمدنی ہوئی میں میں نے اس سے گائے، اونٹ اور بکریاں خرید لیں۔ ایک عرصہ بعد جب حاجت ومحتاجی انتہا کو پہنچ گئی تو وہ میرے پاس آیا اور آ کر دو مد غلہ کا مطالبہ کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ جس چیز پر بھی نظر پڑ رہی ہے اسے لے لو کہ یہ سب کچھ تیرا ہے۔

اے میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ سب کچھ میری رضا کیلئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا دیدے۔ چٹان سرکار اور تینوں غار سے باہر نکل آئے۔

حکایت نمبر ۳- اور زنبیلیں وہیں رہ گئیں

حضرت فقیہہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار روحانی حسن و جمال کے ساتھ جسمانی حسن و جمال کا بھی پیکر تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے زنبیلیں بناتا اور فروخت کرتا۔ ایک دن پھیری لگاتے ہوئے بادشاہ کے محل کے سامنے گزرا۔ بادشاہ کی بیوی کی باندی نے اسے دیکھ لیا۔ فوراً اپنی مالکہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ میں نے دروازے پر زنبیلیں بیچتے ایک شخص کو دیکھا ہے جس کے حسن و جمال کا جواب نہیں۔ مالکہ نے باندی سے کہا کہ اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ باندی لے آئی۔ مالکہ نے دیکھا تو پہلی نظر میں ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے عشق میں مبتلا ہو گئی۔ کہنے لگی ان زنبیلوں کو پھینکو اور یہ چادر اوڑھ لو۔ باندی سے کہا کہ تیل خوشبو لاؤ۔ ہم اس سے حاجت پوری کریں گے اور یہ ہم سے اپنی حاجت پوری کرے گا اور عابد سے کہنے لگی کہ ہم تجھے زنبیلیں بیچنے سے بے نیاز کر دیں گے۔ عابد کہنے لگا مجھے قطعاً اس کی ضرورت نہیں۔ ملکہ نے کہا اگر تو انکار کرتا بھی ہے تب بھی ہماری حاجت پوری کیئے بغیر یہاں سے قدم باہر نہیں نکال سکتا۔ ملکہ نے حکم دیا کہ دروازے

بند کرو۔ باندی نے دروازہ بند کر دیا۔ جب عابد نے حالات کی نزاکت دیکھی تو کہنے لگا کہ تمہارے محل کی چھت پر کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔ ملکہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر باندی سے کہا کہ اے باندی! اس کے وضو کا پانی اوپر لے جاؤ۔ جب عابد چھت پر پہنچا تو چھت کے ایک کونے پر آیا۔ جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ محل بہت بڑا ہے اور بلند ہے۔ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ جس کے ساتھ لٹک کر خود کو چھت سے اتار لے۔ خود پر عتاب کرنے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے نفس! تو نے ستر سال کی عبادت کی، شب و روز رب کریم کی رضا پر حریص رہا۔ آج ایک شام ایسی آئی کہ جو میرے اعمال کو فاسد کرنے کا پیش خیمہ نظر آ رہی ہے۔ اگر اس شب کی بدعملی نے تیرے اعمال فاسد کر دیئے تو رب کعبہ کی قسم! یہ بہت بڑی خیانت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے باقی عملوں کے ساتھ کس طرح ملاقات کرے گا۔ وہ اپنے نفس پر عتاب و ناراضی کا اظہار کرتا رہا۔ حضور رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بالآخر اس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ وہ چھت سے کود جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین سے ارشاد فرمایا۔ اے جبرائیل! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا الٰہ العالمین! میں حاضر ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ اے جبرائیل! میرا بندہ میری ناراضی اور میری معصیت سے بچنے کیلئے چھت سے کود کر اپنی جان سے کھیل جانا چاہتا ہے اسے اپنے پروں میں لے لے تاکہ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ عابد کودا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پیروں کو پھیلا کر اس عابد کو یوں اپنے پروں میں لے لیا جس طرح ایک شفیق و مہربان والا اپنے بچے کو اٹھاتا ہے۔ عابد خیریت سے اپنی بیوی کے پاس پہنچا، زنبیلیں وہیں رہ گئیں۔ سورج غروب ہونے کو تھا۔ بیوی نے پوچھا۔ زنبیلوں کی قیمت کہاں ہے؟ اس نے کہا آج تو کوئی قیمت نہیں ملی۔ بیوی کہنے لگی تو پھر آج کس چیز سے افطار کریں گے؟ عابد نے کہا اس شب ہم صبر کریں گے۔ پھر کہا کہ اے زوجہ! اٹھ اور تنور میں ایندھن ڈال کر اسے تپا کیونکہ ہمیں یہ بات گوارا نہیں کہ ہمارے تنور کو تپتا ہوا نہ دیکھ کر ہمارے پڑوسی اپنے دلوں میں کچھ محسوس کریں۔ اہلیہ اٹھی اور تنور میں لکڑیاں ڈال دیں۔ پھر واپس آ کر بیٹھ گئی۔ دریں اثناء پڑوسیوں میں سے ایک عورت آئی۔ جس نے آ کر کہا کہ اے فلاں! کیا تمہارے پاس کوئی ایندھن ہے؟

اس نے کہا تنور سے لے لو۔ وہ آگ لینے گئی اور واپس آ کر کہنے لگی۔ ارے خدا کی بندی تم یہاں بیٹھ کر باتیں کر رہی ہو۔ تنور میں تمہاری روٹیاں پک رہی ہیں اور جلنے کے قریب وہ پہنچ چکی ہیں۔ وہ اٹھی۔ آ کر دیکھا تو تنور عمدہ اور صاف ستھری روٹیوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس نے روٹیاں اتاریں اور ایک برتن میں رکھیں۔ اپنے شوہر کے پاس لے آئیں۔ کہنے لگی تیرے رب کریم نے تیرے ساتھ یہ معاملہ تیری عزت و شرافت کے پیش نظر ہی کیا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دعا مانگ کہ وہ ہمارے رزق کو کشادہ فرما دے اور ہم باقی عمر خوشحالی اور کشادگی سے بسر کر لیں۔

عابد نے کہا کہ اس زندگی پر صبر کر وہ مسلسل یہ کہتی رہی۔ عابد ٹالتا رہا کہ اچھا دعا کروں گا۔ ایک دن آدھی رات کے وقت نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔

اے اللہ کریم! میری بیوی مجھ سے مطالبہ کرتی ہے کہ میں تیرے حضور وسعت رزق کی دعا کروں تا کہ ہم بقیہ عمر خوشحالی سے بسر کر سکیں۔ اسی دوران چھت پھٹی اور یاقوت کی بارش برسنے لگی کہ جن کی روشنی سے گھریوں روشن ہو گیا جیسے سورج کی چمک روشن کر دیتی ہے۔ عابد نے قریب سوئی ہوئی بیوی کے پاؤں کو پکڑا کر ہلایا اور کہا کہ اٹھ کر بیٹھ اور جو مانگتی تھی سو لے لے۔ اس نے کہا۔ اے بندہ خدا! جلدی نہ مچا کس لئے تو نے مجھے بیدار کر دیا۔ میں خواب میں دیکھ رہی تھی کہ یاقوت اور زمرد سے جڑی سونے کی کرسیاں صفوں میں رکھی ہوئی ہیں لیکن ان میں دخنے ہیں (سوراخ ہیں) میں نے کہا کہ یہ کس لئے؟ تو جواب ملا کہ یہ تیرے شوہر کی نشست ہے۔ میں نے پوچھا یہ رخنا کیسا؟ جواب ملا کہ تو نے جو شوہر کو کہہ کر دنیا میں ہی جلد بازی کر لی۔ میں نے کہا مجھے ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو تیری نشست میں رخنہ ڈال دے۔ لہٰذا اپنے رب سے دعا کر اس نے دوبارہ دعا کی تو وہ یاقوت کا برتن واپس لوٹ گیا۔

حکایت نمبر ۴۔ مٹی کا کام کرنیوالا مزدور

حضرت عبداللہ بن الفرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں گھر میں کام کیلئے کسی

مزدور کی تلاش میں نکلا۔ ایک بڑے ہی خوبصورت شکل وصورت والے نوجوان کی طرف مجھے اشارہ کیا گیا کہ جو اپنے سامنے ایک زنبیل اور ایک تیشہ رکھے ہوئے بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا آج رات تک میرے پاس مزدوری کرو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا۔ اجرت کیا لو گے؟ کہنے لگا ایک درہم اور ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) میں نے کہا ٹھیک۔ اٹھو اور میرے ساتھ چل۔ وہ اٹھا اور جا کر تین آدمیوں کا کام اس نے اکیلئے ہی کر دیا۔ دوسرے دن پھر مجھے ضرورت تھی۔ میں نے آ کر اس کے بارے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ ہفتے میں صرف ایک دن ہی مزدوری کرتا ہے۔ میں اس کی انتظار میں رہا۔ یہاں تک کہ جس دن بارے لوگوں نے مجھے بتایا تھا میں آیا۔ دیکھا تو پھر زنبیل وغیرہ لئے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کام کرو گے؟ کہنے لگا کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا اجرت کیا لو گے؟ اس نے کہا کہ ایک درہم اور ایک دانق۔ میں نے کہا۔ چلو۔ وہ چل پڑا اور اس نے پھر تین آدمیوں کا کام اکیلئے ہی کر دیا۔ جب شام ہوئی تو میں نے دو درہم اور دو دانق دیئیا ور چاہا کہ اس کی حقیقت تو جانوں۔ اس نے کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا دو درہم اور دو دانق۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے ایک درہم اور ایک دانق اجرت طے کی تھی تو نے میری اجرت خراب کر دی ہے لہٰذا اب میں تجھ سے کچھ بھی نہ لوں گا عدباللہ بن فرج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر ایک درہم اور ایک دانق دینا چاہا تو اس نے وہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے دینے پر اصرار کیا تو اس نے کہا سبحان اللہ! کیا عجب معاملہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں ہر گز نہیں لوں گا اور تو دینے پر اصرار کیے جا رہا ہے۔ بہر حال اس نے ایک درہم اور ایک دانق لینے سے بھی انکار کر دیا اور چل دیا۔

میں جو اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ کہنے لگی کہ جو تیرا ارادہ تھا اس کے مطابق اللہ جل شانہ نے تیری خواہش پوری کر دی۔ اس نوجوان نے تین آدمیوں کا کام اکیلئے کر دیا اور تو ہے کہ تو نے اس کی اجرت خراب کر دی ہے۔ عبداللہ بن فرج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اس کے بارے پوچھتا ہوا نکلا۔ تو مجھے پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے۔ میں پوچھتا ہوا اس کے گھر تک پہنچ گیا۔ اجازت لے کر اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھا۔

تیشہ اور زنبیل کے سوا اس کے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ وعلیکم السلام کہا۔ میں نے کہا مجھے تجھ سے ایک ضروری کام ہے اور کسی اہل ایمان کو خوش کرنا کتنا باعث فضیلت ہے مجھے علم ہی ہے۔ مجھے کام یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ میرے گھر چل تا کہ میں تیری تیمارداری کروں۔ اس نے کہا واقعی تو دلی طور پر چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ نوجوان کہنے لگا پھر تین شرطیں ہوں گی۔ میں نے کہا۔ کہو کیا تین شرطیں ہیں مجھے منظور ہیں۔ اس نے کہا پہلی شرط تو یہ کہ جب میں کھانا نہ مانگوں تب تک تم کھانا نہیں دو گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا دوسری شرط یہ ہے کہ جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو مجھے میری چادر اور میرے جبہ میں ہی دفنا دینا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ کہنے لگا کہ تیسری اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ میں نے اسے اٹھایا اور ظہر کے وقت اسے گھر لے کر آ گیا۔ دوسرے دن بوقت صبح اس نے مجھے آواز دی۔ اے عبداللہ۔ میں اس کے پاس آیا اور کہا کہ خیریت تو ہے؟ اس نے کہا کہ تیسری شرط کے بارے میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ میرا وقت وصال قریب آ چکا ہے۔ پھر کہا کہ میرے جبے کی آستین میں ایک تھیلی کو کھول۔ میں نے کھولا تو اس میں سبز نگینہ والی ایک انگوٹھی تھی۔ وہ نوجوان کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو میری تدفین کے بعد یہ انگوٹھی امیرالمؤمنین ہارون الرشید تک پہنچا دیا اور کہنا کہ یہ انگوٹھی والا نوجوان کہتا تھا۔ افسوس ہے تجھ پر کہیں اپنے نشے میں ہی نہ مر جانا۔ اگر اپنی ہی مستی میں مست تو مر گیا تو تجھے اس پر ندامت و شرمساری کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

میں اس کی تدفین سے فارغ ہو کر اس کی وصیت کو پورا کرنے کیلئے چل پڑا۔ معلومات لی کہ امیرالمؤمنین ہارون الرشید کس دن عام ملاقات کیلئے باہر آتا ہے۔ میں نے ساری تفصیل اسے لکھی اور بڑی ہی مشکل سے اس تک پہنچائی۔ جب ہارون الرشید محل میں داخل ہوا۔ تفصیل پڑھی تو مجھے اور طلب کر لیا۔ پوچھا کیا ماجرا ہے؟ میں نے انگوٹھی نکالی اور ہارون الرشید کے سپرد کر دی۔ ہارون الرشید نے انگوٹھی دیکھ کر پوچھا کہ یہ کہاں سے لی ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ایک مٹی کا کام کرنیوالے مزدور نے دی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ہارون

الرشید کے آنسو داڑھی اور کپڑوں تک بہہ رہے ہیں اور بار بار پکارتا ہے۔ مزدور......مزدور......اس نے مجھے اپنے قریب کرلیا۔ میں نے کہا کہ امیرالمؤمنین! اس نے مجھے ایک وصیت بھی کی تھی اور کہا تھا کہ جب میں یہ انگوٹھی امیرالمؤمنین تک پہنچادوں تو اسے کہوں کہ یہ انگوٹھی والا تجھے سلام بھی کہتا تھا۔ یہ وصیت بھی کرتا تھا کہ اپنی مستی میں مست بھی نہ مرجانا ورنہ تجھے ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہارون الرشید اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور پھر چٹائی پر گر پڑا۔ داڑھی اور سر کو پکڑے کروٹیں لینے لگا ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا تھا۔ میرے بیٹے تو اپنے باپ کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں نصیحت کر گیا۔ حضرت عبداللہ بن الفرج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ وہ تو ہارون الرشید کا بیٹا تھا اور مجھے پتا ہی نہ چلا۔ ہارون الرشید اس صدمے سے بڑی دیر تک روتا رہا، پھر بیٹھا اس کے لئے پانی لایا گیا۔ اس نے اپنا چہرہ دھویا اور پوچھنے لگا۔ عبداللہ تیری اس کے ساتھ جان پہچان کیسے پیدا ہوئی؟ فرماتے ہیں کہ میں نے ساری صورتحال سے انہیں آگاہ کردیا۔ ہارون الرشید قصہ سن کر پھر رو پڑا اور کہنے لگا کہ یہ میرا پہلا فرزند تھا۔ میرے والد مہدی نے مجھے کہا کہ زبیدہ خاتون کے ساتھ میری شادی طے پا چکی ہے۔ میں نے ایک دن ایک عورت کو دیکھا اور پہلی نظر میں ہی وہ میرے دل کی دنیا میں آباد ہوگئی۔ میں نے خفیہ طور پر اس سے شادی کرلی۔ جس کا میرے والد کو بھی علم نہ تھا۔ اسی خاتون کے بطن سے میرا بیٹا پیدا ہوا۔ میں نے انہیں یہی انگوٹھی اور بہت سارا سامان دے کر بصرہ بھیج دیا۔ کہا کہ تو خفیہ طور پر وہاں رہے جب تمہیں پتا چلے کہ میں تخت خلافت پر بیٹھ چکا ہوں تو میرے پاس آجانا۔ جب میں تخت خلافت پر بیٹھا تو ان کے بارے میں معلومات لی تو پتا چلا کہ ان کا تو وصال ہو چکا ہے لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ بیٹا ابھی زندہ ہے۔ تو نے اسے کہاں دفن کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس اسے دفن کیا ہے۔ ہارون الرشید کہنے لگا اب مجھے تجھ سے یہی حاجت ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد میرا انتظار کرنا۔ میں ایک اجنبی کی شکل میں آؤں گا اور اس کی قبر پر مجھے لے جانا۔ میں انتظار کرنے لگا۔ امیرالمؤمنین اپنے خدام کے ہمراہ آئے، میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور بیٹے کی قبر پر جانے کیلئے میرے ساتھ

چل دیئے۔ ساری رات وہاں پر رو رو کر گزار دی اور کہتا تھا اے میرے بیٹے! تو نے اپنے باپ کی زندگی اور موت کو دونوں حالتوں میں نصیحت کر دی۔ اس کے رونے کے ساتھ میں بھی رونے لگا۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پھر جب لوٹنے لگے تو دروازے کے قریب آیا اور کہا کہ میں نے تیرے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا ہے۔ اس وظیفے کو اپنے مرنے کے بعد بھی جاری کرنے کا حکم دیدیا ہے کیونکہ میرے بیٹے کی تجہیز و تکفین کا تو نے حق ادا کیا ہے۔ جب امیر المؤمنین دروازے میں داخل ہونے لگے تو مجھے کہا کہ جو میں نے وصیت کی ہے۔ ہم طلوع ہونے تک اس کا انتظار کرنا۔ میں نے کہا انشاء اللہ میں وہاں سے لوٹ آیا پھر دوبارہ وہاں نہیں گیا۔

حکایت نمبر ۵- روح پرواز کر گئی

حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے درمیان مواخات پیدا فرمائی تو حضرت سعید بن عبد الرحمن اور ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات پیدا کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں شرکت کا حکم عنایت فرمایا تو حضرت سعید بن عبد الرحمن غزوہ میں شریک ہو گئے۔ ثعلبہ انصاری کو اپنے اہل خانہ کے پاس چھوڑ گئے۔ ثعلبہ انصاری فقط حصول ثواب کیلئے لکڑیاں چنتے، اپنی پشت پر پانی لے کر آتے۔ ایک دن ثعلبہ گھر آئے تو شیطان انسانی شکل وصورت میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا۔ پردے کے پیچھے تو دیکھو۔ ثعلبہ نے پردہ اٹھایا تو دیکھا ان کے بھائی سعید بن عبد الرحمن کی خوبصورت بیوی ہے۔ دیکھ کر ان سے صبر نہ ہو سکا اور ثعلبہ انصاری نے اپنے بھائی کی بیوی کو چھو لیا۔ اس خاتون نے کہا اے ثعلبہ! تو نے ہمارے بارے میں اپنے بھائی کی بیوی کی عزت کی حفاظت نہیں کی جو بھائی جہاد کیلئے گیا ہوا ہے۔ ثعلبہ ہلاکت، ہلاکت پکارتے ہوئے پہاڑ کی طرف بھاگ گئے اور با آواز بلند پکارنے لگے۔ میرے بخشش فرمانے والے! تو تو ہے اور میں میں ہوں تو بار بار بخشنے والا ہے اور میں بار بار گناہ کرنے والا ہوں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے تو سب بھائی اپنے بھائیوں کی

ملاقات کیلئے آئے لیکن سعید بن عبدالرحمٰن کے بھائی ثعلبہ انصاری نظر نہ آئے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اپنی بیوی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جو میرا بھائی بنا تھا۔ وہ نظر نہیں آرہا؟ بیوی کہنے لگی کہ اس سے فلاں گناہ سرزد ہو گیا ہے اور وہ پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کو تلاش کرنے کیلئے نکلے تو انہیں ایک جگہ پر چہرے کے بل سر پر ہاتھ رکھے ہوئے گرے ہوئے پایا۔ اسی حالت میں پکار پکار کر کہہ رہے تھے کیسا ذلیل ٹھکانہ ہے اس شخص کا جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے میرے بھائی! اٹھو یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ سب کیا ہے؟ ثعلبہ کہنے لگے میں نہیں اٹھوں گا حتیٰ کہ میرے ہاتھوں کو میری گردن کے ساتھ باندھ کر مجھے اس طرح لے کر چلو۔ جس طرح ذلیل غلام کو آقا کے دروازے پر لے جایا جاتا ہے۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ ثعلبہ کی ایک خمصانہ نامی بیٹی تھی وہ اپنے باپ کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچی۔ ثعلبہ کہنے لگے۔ اے عمر! میں نے جہاد پر گئے ہوئے اپنے بھائی کی بیوی کو چھولیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ ورنہ میں بالوں سے پکڑ کر تجھے اپنے ہاں سے نکال دوں گا۔ میرے نزدیک تیری توبہ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ثعلبہ وہاں سے اٹھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر چلے گئے۔ ان کے سامنے جا کر بھی یہی گزارش کی کہ میں نے جہاد پر گئے ہوئے اپنے غازی بھائی کی بیوی کو چھولیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ یہاں سے بھی نکل جاؤ کہیں تیری آگ مجھے بھی نہ جلا دے۔ میرے نزدیک تیرے لئے بالکل توبہ نہیں ہے۔

ثعلبہ وہاں سے اٹھے اور حضرت علی کرم رضی اللہ عنہ کے دروازے پر چلے گئے۔ انہیں بھی کہا کہ مجھ سے یہ گناہ سرزد ہو چکا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی حکم دیا کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ میرے نزدیک تیرے لئے کوئی توبہ نہیں۔ وہاں سے اٹھے اور ثعلبہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ اے میرے بھائی، اے میری بیٹی! ان شخصیات نے تو مجھے مایوس کر دیا لیکن مجھے امید ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ وہ اپنی

بیٹی کو لے کر آستانہ رسول کائنات ﷺ حاضر ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ تو نے مجھے جہنم کے طوق اور زنجیروں کو یاد کرا دیا ہے۔ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں نے جہاد پر گئے ہوئے اپنے غازی بھائی کی بیوی کو چھولیا ہے۔ کیا میری توبہ کی قبولیت کی کوئی صورت ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری بارگاہ سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ میرے پاس تمہاری توبہ کی قبولیت کی کوئی صورت نہیں ہے۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے نکلے تو بیٹی کہنے لگی۔ اے میرے باپ! جب تک رسول خدا ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجھ پر راضی نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک نہ تو میرا باپ ہے اور نہ ہی میں تیری بیٹی ہوں۔

ثعلبہ بلند آواز سے پکارتے ہوئے پہاڑ کی طرف بھاگ گئے اور بلند آواز میں یہ کہہ رہے تھے۔ اے میرے مولا! میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ مجھے مارنے لگے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھے بھگا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی مجھے ڈانٹ کر نکال دیا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو وہاں سے بھی مایوس ہو کر آ گیا ہوں۔ میرے مولا تو میرے ساتھ کیا کرنیوالا ہے۔ میری التجا پر یا ہاں کہے گا یا نا۔ اگر نا کہہ دیا تو شقاوت و ندامت اور تباہ و بربادی میری مقدر بن جائے گی۔ میرے مولا! اگر تو ہاں کہہ دے تو میرے لئے سعادت خوشخبری ہوگی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں فرشتے نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے۔ مخلوق کو آپ نے پیدا کیا یا میں نے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے مولا تو نے ہی۔ فرشتے نے عرض کی اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندے کو خوشخبری دیدو کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ثعلبہ کو کون لے کر آئے گا؟ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہو گئے۔ عرض کرنے لگے ہم لے کر آئیں گے۔ حضرت علی اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہو گئے۔ عرض کرنے لگے ہم لے کر آئیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اجازت دی۔ دونوں صحابی چل پڑے۔ راستے میں انہیں ایک مدینہ کا چرواہا ملا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو نے کسی صحابی رسول کو یہاں دیکھا ہے؟ چرواہا کہنے لگا شاید تم جہنم سے ڈرتے ہوئے شخص کی بابت پوچھ رہے ہو؟ دونوں نے کہا کہ بالکل ہمیں اسی کی تلاش ہے۔ تو ہمیں اس کی جگہ بتا دے۔ اس نے کہا کہ جب رات کے سائے ڈھل جاتے ہیں تو وہ اس وادی سے اس درخت کے نیچے آ کر بلند آواز سے پکار پکار کر کہتا ہے کتنا ذلت آمیز ٹھکانہ ہے اس شخص کا جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ حضرت علی وسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما رات کے سائے ڈھلنے کا انتظار کرنے لگے۔ رات ہوئی تو ثعلبہ درخت کے نیچے آ کر سجدے میں گر کر آہ وزاری کرنے لگا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کی آہ وبکا کو سنا تو اس کی طرف چل پڑے اور قریب جا کر کہا کہ ثعلبہ اٹھ تجھے رب قدیر نے بخش دیا ہے۔ ثعلبہ کہنے لگے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جس طرح اللہ جل شانہ اور تم پسند کرتے ہو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں ہیں۔ بہر حال جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کیلئے اقامت کہی تو دونوں حضرات انہیں لے کر مسجد میں داخل ہوئے اور آخری صف میں انہیں کھڑا کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت فرمائی۔

الھٰکم التکاثر۔ تو حضرت ثعلبہ سسکیاں لے لے کر رونے لگے۔ جب اگلے حروف تلاوت فرمائے۔ حتی زرتم المقابر پھر سسکیاں لیں اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثعلبہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ اے سلیمان ان پر پانی چھڑکو۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے آواز دی۔ اے اللہ کے نبی! ان کی روح تو قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔ اسی اثناء میں حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آئی۔ اس نے پوچھا کہ میرے والد کا کیا ہوا؟ میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں چلی جاؤ۔ وہ مسجد میں داخل ہوئی دیکھا تو والد کی میت پر چادر ڈلی ہوئی تھی۔ سر پر ہاتھ رکھ کر والد کے سرہانے بیٹھ کر پکارنے لگی۔ میرے ابا جان! اب آپ کے بعد میرا کون والی وارث ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے خمصانہ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں تیرا والد اور فاطمہ تیری بہن بن جائے؟ اس نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

جب حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ ساتھ تشریف لے گئے۔ جب قبرستان کے کنارے پر پہنچے تو ایڑھیاں اٹھا کر انگلیوں کے سروں پر چلنا شروع کر دیا۔ تدفین کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ اپنی انگلیوں کے سروں پر ایڑھیاں اٹھا کر تشریف لے جا رہے تھے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر! فرشتوں کی کثرت کی بنا پر مجھے پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت دیگر الفاظ کے ساتھ بھی مذکور ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ آیت طیبہ انہی کے حق میں نازل ہوئی کہ

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ ایسو کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا نیگ ہے۔

(آل عمران: ۱۳۶،۱۳۵)

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری و ملاقات کیلئے مدینہ طیبہ آیا۔ دیکھا تو ایک جم غفیر لگا ہوا تھا۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطاب فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی۔ اے میرے مولا کریم! میرا دشمن مجھے مرا ہوا دیکھے گا تو خوش ہوگا اور تو نے اسے مقررہ مدت تک مہلت دے رکھی ہے۔ ارشاد ہوا تو جنت میں آ جائے گا۔ تیرے دشمن ملعون ابلیس کو مقررہ مدت تک موخر کروں گا تاکہ وہ

اولین و آخرین کی موت کی تکلیف کا ذائقہ چکھ سکے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ ابلیس لعین موت کا ذائقہ کیسے چکھے گا۔ جب اس نے بیان کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے رب میرے لئے اتنا ہی اس کی موت کا تذکرہ کافی ہے۔

لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے۔ اے ابواسحق! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ وہ موت کا ذائقہ کس طرح چکھے گا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو لوگوں کا اصرار بڑھ گیا پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جب دنیا کا آخری وقت ہوگا، صور پھونک کا وقت بالکل قریب ہوگا، لوگ بازاروں میں کھڑے جھگڑ رہے ہوں گے، لین دین کر رہے ہوں گے، آپس میں باتوں میں مشغول ہوں گے کہ ایک بڑی ہولناک دھڑم کی سی آواز آئے گی۔ نصف مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ تین دن تک انہیں افاقہ نہ ہوگا۔ باقی آدھے لوگ کی عقلیں زائل ہوں جائیں گے۔ وہ درندے کو دیکھ کر ڈری ہوئی بکری کی طرح دہشت زندہ ہو کر کھڑے ہوں گے۔ اسی کشمکش میں مبتلا ہوں گے کہ آسمان و زمین کے درمیان سے بجلی کی گرج کی سی آواز آئے گی، دنیا فنا ہو جائے گی۔ روئے زمین پر ہر چیز موت کے گھاٹ اتر جائے گی۔ جن وانس، شیطان، وحشی درندے، چوپائے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ یہ مقررہ مدت ہے اللہ تعالیٰ اور ابلیس لعین کے درمیان، پھر اللہ جل شانہ ملک الموت سے ارشاد فرمائے گا۔

پھر اللہ جل شانہ ملک الموت سے ارشاد فرمائے گا اے ملک الموت! میں نے اولین و آخرین کی تعداد کے مطابق تیرے معاون و مددگار پیدا فرمائے ہیں' تجھ میں آسمان و زمین والوں کی قوت رکھی ہے' آج میں تجھے غضب اور ناراضی کا لباس پہنا کر اپنے غضب اور شدید ناراضگی کے ساتھ ملعون و مردود ابلیس پر بھیجوں گا تاکہ تو اسے موت کا ذائقہ چکھائے اولین و آخرین جن وانس کی کئی گنا موت کی تلخیوں کا بوجھ اس پر ڈال دے تیرے ساتھ جہنمیوں کو ہانک کر لانے والے غیض و غضب سے بھرے ستر ہزار فرشتے ہوں' اور ہر فرشتے کے پاس جہنمی زنجیر ہو' ستر ہزار جہنمی خاردار کنڈیوں کے ساتھ اس کی گندی روح کو نکال باہر

کرو مالک جہنم کو کہہ دو کہ وہ جہنم کے دروازوں کو کھول دے۔

پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام ایسی شکل وصورت میں اتریں گے کہ اگر ساتوں آسمان وزمین والے اسے دیکھ لیں تو ملک الموت کی ہیبت ناک شکل دیکھ کر برف کی طرح پگھل جائیں جب حضرت عزرائیل علیہ السلام ابلیس لعین کے پاس پہنچیں گے تو اس طرح اس کو جھڑکیں گے کہ ان کی گرجدار جھڑک اور نتھنوں کی آواز اگر مشرق ومغرب والے سن لیں تو ان کے اوسان خطا ہو جائیں' ملک الموت حکم دے گا اوئے خبیث لعین رک جا' میں آج تمہیں ان سب کی موت کی تلخیوں کا ذائقہ چکھاؤں گا جنہیں تو گمراہی کی دلدل میں ڈالتا رہا' کتنی عمر تو نے پائی اور کتنے زمانوں تک تو لوگوں کو گمراہ کرتا رہا' اور کتنے تیرے ساتھی جہنم کے بدترین عذاب میں تیری سنگت کے منتظر ہیں یہی وہ مقررہ مدت تھی جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان طے تھی اب کہاں تک تو بھاگے گا' شیطان مشرق کی طرف بھاگے گا تو ملک الموت سامنے' سمندر میں غوطہ لگا کر ڈوبنے کی کوشش کرے گا تو ملک الموت سامنے' سمندر اٹھا کر شیطان کو باہر پھینک دے گا اسے قبول نہیں کرے گا ساری زمین میں بچنے کے لئے بھاگتا پھرے گا اس کے لئے کوئی راہ فرار' کوئی بھاگنے کی جگہ کوئی ٹھکانہ اور کوئی جائے نجات نہ ہوگی۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ پاک کے نزدیک وسط دنیا میں آ کر کھڑا ہو جائے گا کہے گا اے آدم' تیری وجہ سے میں ملعون ومردود ٹھہرا کاش تو پیدا ہی نہ ہوتا پھر ملک الموت سے کہے گا کس پیالے سے تو مجھے سیراب کرے گا؟ یعنی کونسا عذاب دے کر میری روح قبض کرے گا ملک الموت ارشاد فرمائیں گے اہل لظیٰ کے جام سے یعنی جہنمیوں کے عذاب سے' جہنمیوں کے جام سے بلکہ جہنمیوں کے عذاب سموم سے بھی کئی گنا زیادہ

ابلیس پھر مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگا' کبھی چیخ وپکار کرے گا' کبھی مشرق سے مغرب کی طرف اور کبھی مغرب سے مشرق کی طرف بھاگے گا حتیٰ کہ جب اس جگہ پر پہنچے گا جہاں ملعون ہو کر اترا تھا تو جہنمیوں کو ہانکنے والے فرشتے وہاں خاردار زنجیروں کا جال لگائے بیٹھے ہوں گے' زمین آگ کے شعلوں کی طرح ہوگی جہنمیوں کو ہانکنے والے فرشتے اسے گھیر لیں

گے خاردار زنجیروں میں اسے جکڑ لیں گے، مشیت الٰہی کے مطابق وہ عذاب و نزاع میں رہے گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس دردناک عذاب کی گرفت میں رہے گا۔

پھر حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام سے کہا جائے گا کہ اپنے دشمن کے انجام پر اطلاع پاؤ دیکھو موت کی تلخیوں کو کس طرح جھیل رہا ہے جب دونوں ہستیاں اسے موت کی شدید تلخی اور عذاب الٰہی میں گرفتار دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے مولا کریم، تو نے ہمیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔

حکایت ۶: عینا المرضیہ سے شادی

حضرت فقیہ سمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت عبدالواحد بن زید علیہم الرحمہ سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنی مجلس میں بیٹھا تھا جہاد کی تیاری کا پروگرام طے کیا جا رہا تھا میں نے اپنے دوستوں کو کہا کہ سوموار کے دن جہاد کے لئے رخت سفر باندھیں گے ہماری مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ تلاوت کی۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

تقریباً پندرہ سال کی عمر کا ایک لڑکا کھڑا ہوا جس کے ماں باپ وصال کر چکے تھے اور وہ خود اپنی باپ کی وراثت سے زر کثیر کا مالک بنا تھا اس نے کہا اے عبدالواحد، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے جان و مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں، میں نے کہا ہاں میرے پیارے، اس نے کہا اے بزرگ عبدالواحد: میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے بھی اپنے جان و مال کو جنت کے عوض بیچ دیا ہے، میں نے اسے کہا کہ تلوار کی کاٹ بڑی تیز ہے اور تو ابھی بچہ ہے مجھے خدشہ ہے کہ تو صبر نہ کر پائے گا اور اس بیع سے عاجز آ جائے گا۔ وہ کہنے لگا اے عبدالواحد، میں اللہ تعالیٰ سے جنت کے بدلے عقد بیع کروں پھر عاجز آ جاؤں......؟ میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عقد بیع کر لیا ہے۔

حضرت عبدالواحد بن زید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو کوسا اور کہا کہ بچے کہ یہ پختہ عزم اور جذبہ جنون وہ تو یہ کچھ کر رہا ہے اور ہم اس جذبے سے محروم، راوی کہتے ہیں کہ

نوجوان اٹھا اپنے گھوڑے ہتھیار اور نان ونفقہ کے علاوہ سارا مال ومتاع اس نے صدقہ کر دیا جب جہاد کے لئے روانگی کا دن آیا تو سب سے پہلے جو شخص باہر آیا وہی نوجوان تھا' آ کر کہنے لگا السلام علیک یا عبدالواحد' میں نے جواباً کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' تیرا سودا فائدہ مند ہو پھر ہم جہاد کے لئے چل دیے اور وہ نوجوان ہمارے ساتھ دن کو روزہ رکھتا شب کو نوافل سے زندہ رکھتا' ہماری خدمت کرتا' ہماری سواریوں کو چراتا ان کی حفاظت کرتا یہاں تک کہ ہم ملک روم پہنچ گئے ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ پکارتا ہوا ہماری طرف آیا۔

واشوقاہ الی العیناء المرضیہ

میرے ساتھی کہنے لگے شاید یہ نوجوان کسی وسوسے میں مبتلا ہو گیا ہے یا پھر مخبوط الحواس ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ میرے قریب آ گیا اور آ کر آوازیں دینے لگا اے عبدالواحد' مجھ میں صبر کی ہمت نہیں۔

واشوقاہ عینا المرضیہ ۔ پھر کہنے لگا کہ میں ہلکی سی نیند سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آنے والا آ کر کہہ رہا ہے' عینا المرضیہ کی طرف چل وہ مجھے ایک ایسے باغ میں لے آیا جس میں ایک ایسی نہر تھی جس کے پانی کا بو اور مزہ نہیں بگڑتا اور اس نہر کے کنارے پر ملبوسات اور زیورات سے آراستہ وپیراستہ ایسی دوشیزائیں بیٹھی ہوئی تھیں جن کے حسن و جمال کا میں نقشہ نہیں کھینچ سکتا جب ان حوران جنت نے مجھے دیکھا تو خوش آمدید کہا اور کہنے لگیں یہی "عینا المرضیہ" کا شوہر ہے میں نے انہیں السلام علیکن کہا اور پوچھا کہ کیا تم میں عینا المرضیہ ہے؟ انہوں نے کہا نہیں ہم تو اس کی خادمائیں اور باندیاں ہیں تو آگے چل میں آگے چل پڑا آگے بڑھا تو دیکھا کہ اس میں دودھ کی ایک ایسی نہر ہے جس کا ذائقہ نہیں بدلتا اور وہ ایسے باغ میں تھی جس میں ہر قسم کی زیب وزینت اور خوبصورت دوشیزائیں تھیں جب میں نے انہیں دیکھا تو ان کے حسن و جمال نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا انہوں نے بھی مجھے دیکھ کر خوش آمدید کہا اور کہنے لگی اللہ کی قسم یہی عینا المرضیہ کا شوہر ہے جو ہمارے پاس آیا ہے میں نے سلام کر کے پوچھا کہ کیا تم میں عینا المرضیہ ہے؟ انہوں نے سلام کا جواب دیتے

ہوئے کہا اے اللہ تعالیٰ کے دوست ہم تو عینا المرضیہ کی باندیاں اور خادمات ہیں آپ آگے چلے جائیں میں آگے بڑھا تو ایک اور شراب کی نہر دیکھی کہ جس کے کنارے پر بیٹھی ہوئی حوران جنت کو دیکھ کر میں پہلے دیکھی ہوئی خواتین کو بھول گیا میں نے السلام علیکن کہہ کر پوچھا کہ کیا تم میں عینا المرضیہ ہے؟ انہوں نے کہا نہیں ہم اس کی بادیاں اور خادمائیں ہیں آپ آگے چلے جائیں میں آگے بڑھا تو صاف وشفاف شہد کی ایک نہر تھی جس کے کناروں پر بیٹھیں حسن وجمال کی پیکر حوروں نے مجھے پہلے دیکھی ہوئی حوروں کو بھلا دیا میں نے انہیں السلام علیکن کہہ کر ان سے پوچھا کیا تم میں عینا المرضیہ ہے؟ انہوں نے بھی جواب دیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے دوست ہم تو اس کی باندیاں ہیں تو آگے چلا جا میں آگے بڑھا تو میں ایک خول دار موتیوں کے خیمے میں داخل ہو گیا اس خیمے کے دروازے پر ایک ایسی خوبرو حور بیٹھی ہوئی تھی جس کے ملبوسات اور زیورات کی زینت بیان کرنے سے قاصر ہوں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو خوش آمدید کہا اور خیمے سے آواز دی اے عینا المرضیہ یہ تیرا شوہر آ گیا وہ نوجوان کہنے لگا میں خیمے سے اس کے قریب آیا دیکھا تو وہ ایک تخت کی زینت بنی ہوئی تھی سونے کا وہ تخت یاقوت اور موتیوں سے جڑا ہوا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو اس کی محبت میں مبتلا ہو گیا اور اس نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے دوست خوش آمدید ہمارے ہاں تشریف آوری کا وقت قریب آ گیا ہے میں نے آگے بڑھ کر اس سے معانقہ کرنا چاہا تو اس نے کہا ٹھہر جا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میرے ساتھ معانقہ کر سکے۔ ابھی تیرے اندر زندگی کی روح باقی ہے انشاء اللہ العزیز آج شب تو ہمارے ساتھ افطاری کرے گا۔ اے عبدالواحد! میں بیدار ہوا تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا حضرت عبدالواحد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابھی گفتگو کا سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ دشمنوں کا لشکر نمودار ہو گیا ہم نے اور اس نوجوان نے اس پر حملہ کر دیا عبدالواحد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے شمار کیا تو نو کافروں کو وہ نوجوان واصل جہنم کر چکا تھا اور دسواں خود شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہو چکا تھا میں قریب سے گزرا دیکھا تو وہ خون میں لتھڑا پڑا تھا منہ بھر کر اس نے تبسم کیا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حکایت ۷: اور بچہ بول اٹھا

حضرت یزید بن حوشب علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول اکرم ﷺ سے سنا اگر راہب جریج فقیہ ہوتا تو اسے ضرور اس بات کا علم ہوتا کہ ماں کی آواز کا جواب دینا رب کریم کی عبادت سے افضل ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے علاوہ جریج کا یہ واقعہ بھی سنا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا اپنے گرجے میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا ایک دن اس کی والدہ نے اسے آواز دی اے جریج: جریج نماز میں مشغول تھا بنا بریں ماں کو جواب نہ دے سکا ماں نے اسے بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بدکلام عورتوں کے چنگل میں مبتلا کردے یعنی زانی عورتوں سے اسی آبادی کی ایک عورت کسی حاجت کے لئے گھر سے نکلی ایک چرواہے نے اسے پکڑ کر جریج کے گرجے کے نزدیک اس سے زنا کرلیا وہ عورت حاملہ ہوگئی آبادی والوں کے نزدیک زنا کے معاملہ کو بڑی برائی گردانا جاتا تھا آبادی میں اس عورت کے زنا کا معاملہ گھمبیر صورت اختیار کرتا چلا جارہا تھا حتیٰ کہ جب اس عورت نے بچہ جن دیا تو شاہ وقت کو اطلاع دی گئی کہ فلاں عورت نے زنا کے نتیجہ میں بچے کو جنم دیا ہے۔ شاہ وقت نے اس عورت کو دربار میں طلب کرلیا اور پوچھا کہ یہ بچہ کیسے پیدا ہوا؟ اس عورت نے الزام جریج راہب کے سر تھوپ دیا کہا کہ اسی نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ بادشاہ نے اپنے کارندے بھیجے جریج کے پاس پہنچے تو وہ نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا انہوں نے جریج کو پکارا لیکن جریج نے نماز میں مشغول ہونے کی بنا پر جواب نہ دیا کارندے گرجے کو مسمار کرکے اندر داخل ہوگئے جریج کے گلے میں رسی ڈال کر مجرم بنا کر شاہ وقت کے دربار میں لے آئے۔ بادشاہ نے اسے کہا کہ بظاہر تو نے خود کو عابد بنا رکھا ہے اور حالت یہ ہے کہ تو لوگوں کی عزتوں کو تار تار کرتا ہے اور اس عمل میں مشغول ہے جو تیرے لئے کسی صورت بھی جائز نہیں۔ جریج حیران ہوکر پوچھنے لگا میں نے کیا کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ تو نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے جریج نے کہا میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا وہ نہ مانے جریج نے قسم اٹھائی وہ نہ مانے' جریج نے کہا کہ مجھے میری ماں کے پاس لے چلو' وہ ماں کے پاس لے گئے جریج نے ماں سے کہا'

اے ماں تو نے مجھے بددعا دی تھی اللہ تعالیٰ نے تیری بددعا کو قبول فرما لیا اب اللہ جل شانہ سے دعا کر کہ تیری بددعا کو مجھ سے دور کر دے جریج کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی الٰہ العالمین: اگر جریج میری بددعا کے نتیجے میں اس آزمائش میں گرفتار ہوا ہے تو اپنی رحمت کے تصدق اس آزمائش میں سرخروئی نصیب فرما دے جریج بادشاہ کے پاس آیا اور اسے آ کر کہا کہ کہاں ہے وہ عورت اور کہاں ہے وہ بچہ؟ عورت اور بچے کو لایا گیا بادشاہ اور اس کے کارندوں نے عورت سے پوچھا تو عورت نے کہا کیوں نہیں یہ بچہ اسی عابد کی بدکاری کا نتیجہ ہے جریج نے اپنا ہاتھ بچے کے سر پر رکھا اور کہا کہ قسم ہے تجھے اس ذات کبریا کی جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے مجھے بتاؤ کہ تمہارا باپ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بچے کو قوت گویائی عطا کی کہنے لگا میرا باپ فلاں چرواہا ہے جب عورت نے سنا تو اعتراف کر لیا کہا کہ تو سچا ہے میں نے ہی جھوٹ بولا ہے' فلاں چرواہے نے ہی میرے ساتھ بدکاری کی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت ابھی حاملہ ہی تھی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا جریج نے پوچھا کہ یہ حمل تجھے کہاں ہوا؟ اس نے کہا کہ تیرے درخت کے نیچے اور وہ درخت اس کے گرجے کے نیچے تھا۔ جریج راہب نے کہا کہ مجھے اس درخت کے پاس لے چلو' درخت کے پاس جا کر جریج راہب نے درخت سے کہا اے درخت: میں تجھ سے پوچھتا ہوں اس ذات کبریا کی قسم دے کر جس نے تجھے اگایا ہے' مجھے بتاؤ کہ اس عورت کے ساتھ بدکاری کس نے کی ہے؟ درخت کی ہر ہر شاخ پکار اٹھی کہ بھیڑیں چرانے والے فلاں شخص نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ پھر جریج نے عورت کے پیٹ پہ انگلی مار کر کہا اے بچے بتا تیرا باپ کون ہے؟ پیٹ سے آواز آئی کہ میرا باپ فلاں بھیڑیں چرانے والا آدمی ہے' حقیقت حال آشکار ہو جانے کے بعد شاہ وقت نے جریج سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھے موقع دو میں تمہارا گرجہ سونے کا تعمیر کئے دیتا ہوں جریج نے کہا نہیں' بادشاہ نے کہا چاندی کا تیار کئے دیتا ہوں' جریج نے کہا نہیں بلکہ مٹی کا ویسا ہی تعمیر کر دو جیسا کہ پہلے تھا انہوں نے دوبارہ جریج کو ویسا ہی گرجہ تعمیر کر دیا۔

پنگھوڑے میں کلام

حضرت مہاجر بن مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چار بچوں نے صغرسنی (شیرخوارگی)

میں کلام کیا۔

(۱) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

(۲) صاحب اخدود میں سے' جب ایک کافر بادشاہ اہل ایمان کو آگ کی کھائی میں گرا رہا تھا ایک ماں آگ میں کودنے کے لئے متذبذب ہوئی تو گود میں دودھ پیتا ہوا بچہ پکار اٹھا کہ ماں یہ آگ نہیں جنت ہے ایمان کی خاطر کود جاؤ۔

(۳) جریج راہب کی صفائی پیش کرنے والا بچہ۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت بیان کرنے والا بچہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وشهد شاهدٌ من اهلها۔

الحمدلله رب العالمين وصلاته وسلامه على اشرف المرسلين سيدنا محمد خاتم النبيين والمرسلين وعلى آله واصحابه وذريته اجمعين وحسبنا الله نعم الوكيل آمين۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جو شخص قرآن پاک کی درج ذیل بیس آیات طیبات کی تلاوت کیا کرے میں اس کے لئے ہر سرکش شیطان' ظالم بادشاہ' عادی چور' ضرر رساں درندے کے بارے ضمانت دیتا ہے کہ اسے ان سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا' وہ آیات طیبات درج ذیل ہیں۔

آیۃ الکرسی' سورۃ اعراف کی ان ربکم الله الذی ...... من المحسنین۔(۵۴ تا ۵۶) تین آیتیں سورۃ الصافات کی ابتدائی دس آیتیں سورۃ رحمٰن کی یا معشر الجن والانس ...... فلا تنصران (۳۳ تا ۳۵) تین آیتیں۔ سورۃ حشر کی هو الله الذی لا اله...... آخر سورۃ (۲۳ تا ۲۴) تین آیتیں۔

حکایت ۸: تذکرے ہیں تیرے کون ومکان میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں ایک یہودی رہتا تھا جو ہفتے کے دن تورات کی تلاوت کرتا ایک مرتبہ ہفتہ کے دن اس نے تورات کھولی تو

اس نے چار جگہوں پر حضور اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف کو پایا اس یہودی نے چاروں جگہوں سے حضور اکرم ﷺ کی شان مقدسہ میں تعریفی کلمات کو پھاڑ کر جلا دیا۔

پھر دوسرے ہفتے جو تورات کھولی تو آٹھ جگہوں پر ذکر مصطفیٰ ﷺ مذکور تھا اس نے آٹھوں جگہوں کو کاٹا اور نذر آتش کر دیا۔ تیسرے ہفتے کھولی تو بارہ جگہوں پر حضور اکرم ﷺ کا ذکر خیر موجود تھا وہ ورطہ حیرت میں ڈوب گیا اور سوچنے لگا کہ اگر اسی طرح میں نام مصطفیٰ کو نکالتا رہا تو ساری تورات ہی محبوب خدا محمد ﷺ کی شانِ عظمت کو بیان کرنا شروع کر دے گی اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ دوستوں نے کہا کہ وہ تو (معاذ اللہ) خلاف حق بات کہتے ہیں تیری بہتری اسی میں ہے کہ نہ تو انہیں دیکھے اور نہ ہی وہ تجھے دیکھیں۔

وہ یہودی کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی سچی تورات کی قسم اب تو مجھے زیارت مصطفیٰ ﷺ سے کوئی مائی کا لال نہیں روک سکتا لہٰذا تم بھی مجھے ان کی بارگاہ میں جانے سے نہ روکو ساتھیوں نے اجازت دے دی وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور شب و روز کا سفر کرتے کرتے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گیا۔ مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے جو شخص اس سے ملا وہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بڑے خوبصورت اور وجیہہ نوجوان تھے اس نے سمجھا کہ شاید یہی محمد ﷺ ہیں حالانکہ حضور اکرم ﷺ کو دنیا سے پردہ فرمائے تین دن گزر چکے تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کا نام نامی اسم گرامی سنا تو وہ رو دیئے فرمانے لگے کہ میں تو ان کے آستانے کا غلام ہوں اس یہودی نے پوچھا کہ وہ خود کہاں تشریف فرما ہیں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ اگر میں نے یہ کہا کہ وہ دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں تو کہیں یہودی واپس نہ لوٹ جائے اور اگر کہوں کہ آپ تشریف فرما ہیں تو پھر یہ درست نہ ہوگا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے ساتھ چلو ہم ان کے صحابہ کرام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں وہ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے دیکھا تو سب صحابہ کرام غم کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔ یہودی نے مسجد میں داخل ہوتے ہی کہا السلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اور سمجھا کہ شاید صحابہ کرام کے جھرمٹ میں خود آقا علیہ التحیۃ والثناء بھی تشریف فرما ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان' حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک سن کر رونے لگے

اور اضطرابی حالت میں پوچھتے ہیں او بندہ خدا تو کون ہے تو نے پھر ہمارے زخم کو ہرا کر دیا ہے شاید تو کوئی اجنبی مسافر ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کائناتِ عالم کے نبی تین دن ہوئے دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں وہ چیخ اٹھا کہنے لگا ہائے افسوس میرا سفر ضائع گیا کاش میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا' جنم دے ہی دیا تو میں تورات کی تلاوت نہ کرتا' تورات پڑھی ہوتی تو میں نے حضور اکرم ﷺ کی نعت کو نہ پڑھا ہوتا۔ جب میں نے تورات میں نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھ لی تو کاش میں نے ان کے رخِ زیبا کو دیکھا ہوتا پھر یہودی کہنے لگا کہ یہاں علی (شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم) موجود ہیں؟ کہا ہاں اس نے پوچھا کہ کیا نام ہے آپ کا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا نام علی ہے۔

یہودی کہنے لگا میں نے آپ کے نام نامی اسم گرامی کو تورات میں موجود پایا ہے۔ آپ مجھے حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مقدسہ کے بارے بتائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم' رحمت دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میانہ قد (نہ بہت زیادہ لمبے نہ پستہ قد) گول سر اقدس' کشادہ جبین' چشمان مبارک بڑی بڑی اور سرمگیں دراز اور باریک بھوئیں اور گھنے بالوں والے ابرو' جب تبسم فرماتے تو دندان مبارک سے نور چمکتا' سینہ مبارک سے پیٹ تک بالوں کی لکیر چوڑی اور پرگوشت ہتھیلیاں' قدمہائے مبارکہ کے تلوے گہرے' نرم نرم ہڈیوں والے' اور کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

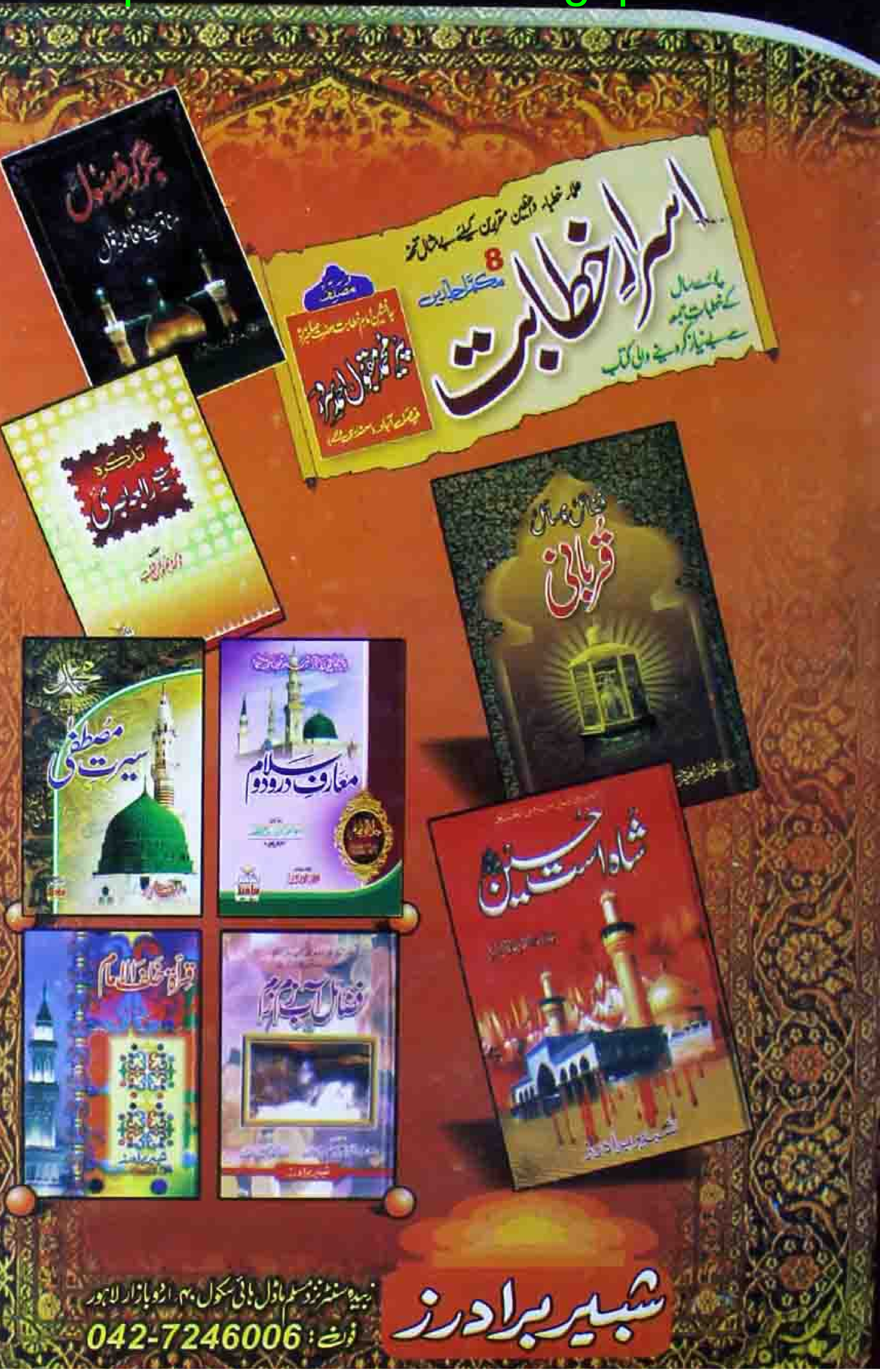
یہودی کہنے لگا اے علی آپ نے سچ فرمایا تورات میں بھی آپ ﷺ کا سراپا مبارک یونہی بیان کیا گیا ہے کیا ان کا لباس مبارک موجود ہے جسے سونگھ کر میں مشام جان معطر کر لوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں' سلمان خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ اور انہیں گزارش کرو کہ اپنے والد گرامی رسول کائنات ﷺ کا جبہ مبارکہ عنایت فرمائیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر پہنچے عرض کی! اے فخر الانبیاء کے درِ دولت' اے زینت اولیاء کے دروازے سنا تو حسنین کریمین کے رونے کی آواز آ رہی تھی دروازہ کھٹکھٹایا تو خاتون جنت نے پوچھا یتیموں کے دروازے کو کون کھٹکھٹا رہا

ہے؟ جواب دیا کہ میں سلمان ہوں، جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتے ہوئے پوچھنے لگیں کہ میرے والد گرامی کے جبہ کو کون زیب تن کرے گا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جب ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جبہ نکال کر دے دیا جو کھجور کی چھال سے سات جگہوں سے سلا ہوا تھا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انتہائی ادب کے ساتھ پکڑا اس کی خوشبوؤں سے اپنے دماغ کو معطر کیا پھر صحابہ کرام نے خوشبو لی پھر یہودی نے پکڑا خوشبو لی اور کہنے لگا کتنی پاکیزہ خوشبو ہے پھر روضہ مقدسہ پہ کھڑے ہو کر، سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا۔ اے میرے اللہ کریم! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وحدہ لاشریک ہے، تو بے نیاز ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ روضہ مقدسہ میں تشریف فرما تیرے رسول اور تیرے محبوب ہیں جو کچھ انہوں نے ارشاد فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ الٰہ العالمین: اگر تیری بارگاہ میں میرا اسلام لانا شرف قبولیت پا چکا ہے تو اسی گھڑی میری روح قبض کر لے یہ کہا اور وہیں جانِ جاں آفریں کے سپرد کر دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور جنت البقیع میں دفن کر دیا (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ) مولا کریم ہمارا حشر بھی صالحین کے گروہ میں فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

سید محمد اسد اللہ اسد

چک نمبر 1/P جھٹہ بھٹہ خانپور رحیم یار خان


اسرارِ خطابت
قربانی
سیرتِ مصطفیٰ
معارفِ درود و سلام
شبیر برادرز
042-7246006